۵۸۵۸
۴۳۲۳۷
النبی الموعود

مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد

رسالہ

النبی الموعود

یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری کا

حصہ اول

جسمیں آفرینش عالم تخلیق آدم جنت و اولاد آدمؑ و حضرت اسمعیلؑ و ہاجرہؓ بنا رکعبہ۔ حجراسود۔ بت پرستی و مذاہب اہل عرب بشارات و نسب نامۂ آنحضرت صلعم اور ایام ولادت سے وفات تک آپ کے حالات و واقعات و غزوات و اشاعت اسلام کا ذکر نہایت شرح و بسط سے لکھا گیا ہے

مؤلفہ

عالیجناب منشی محمد امیرالدین خان صاحب ذیل [illegible] ریاست بیکانیر

جسکو

حافظ محمد حسین ضیا مؤلف ضیائی جنتری نے اپنے

مطبع نورالانوار پریس میں طبع کرایا

اعلان

حصّہ دوم النبی الموعود

ناظرین باتمکین یہ حصہ اول تو آپ کے پیش نظر ہے دیکھیے اور کیفت اُٹھائیے دوسرا حصہ بھی عنقریب شایع
ہونیوالا ہے جسکے مضامین ہدیہ نظر کئے جاتے ہین - دیباچہ - بیان اخلاق - اخلاق مطلق - اخلاق النبی -
شجاعت وبہادری - حلم وبردباری - سخاوت وفیاضی - صبر وشکر - عفو ومعافی - رحم وکرم - شرم وحیا - زہد
وتقوی - شرافت نسبی - عظمت حسبی - حلیہ شریف جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم - قبل از ظہور اسلام دنیا کی
مذہبی وتمدنی حالت اور اسکے اصلاح کا ارادہ - آپ اور آپ کے رفقا کی دردناک تکالیف اور مصیبتون پر
ریمارک - مسلمانان قرن اول مجسم اسلام کی تصویرین - اسلام کا فطرت انسانی کے مطابق موضوع
ہونا - قیام مدینہ منورہ مین صحابہ کے باہمی برتاؤ اور افلاس وتنگدستی اور بھوک کی مصیبت -
منافقین ویہود کی مخالفت وشرارت کے مقابلہ مین مسلمانون کی بیچارگی ومجبوری کا درد انگیز سمان
کفار مکہ کے پے در پے حملون کے مقابل جہاد کی ضرورت اور وعظ کی صورت مین آیات قرانی واحادیث
کے مطابق - جہاد اسلامی کی اصلیت - منشاء جہاد - وجہ فرضیت جہاد - ضرورت جہاد - مسلمانون کا شوق
شہادت - انکی ایمانی مضبوطی - جوش شجاعت - ہمت اولوالعزمی - رفاقت جان نثاری وفاداری پر بحث
ترقی اور اشاعت اسلام کا دلچسپ نظارہ اسکے بعد معقولی طور پر اسلامی تعلیم کی فلاسفی متعلق بعقائد مثلاً
جناب باریتعالی کی ذات وصفات - توحید کا تذکرہ - ملائکہ - کتب آسمانی - انبیا - قیامت - قضا وقدر - موت کے
بعد جی اٹھنا - اور متعلق بعبادات - کلمہ طیبہ - نماز روزہ حج - زکوۃ سب فلسفیانہ طریقہ پر مذکور ہوئے ہین -
اور اسلامی تمدن ومعاشرت اور حقوق العباد کے متعلق بکثرت مسائل پر بحث کیگئی ہے - قیمت فیجلد عامتفر
ہے اور ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء تک نور الانوار پریس ٹہیریا یا پتہ ذیل سے درخواست کرنیوالونکو فیجلد عہ قیمت پر ملیگا
محصولڈاک وغیرہ بذمہ خریدار ہوگا طلبا کو ہمیشہ عہ قیمت پر دیا جاویگا - سوداگران کو اصل قیمت پر بحساب
فیصدی ۳۳ روپیہ کمیشن ملسکتا ہے اور ۱۰ جلد کے خریدار کو ایک جلد مفت -

المشتہر

محمد امیر الدین خان وکیل عدالتہائے ریاست بیکانیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

التماس

مذہب کی حقانیت کا سب سے بڑا معیار صداقت خود بانی مذہب کی زندگی ہے کیونکہ اگر مذہب کے بانی کی زندگی کے متعلق تمام حالات اور واقعات مین محبوب ومعیوب دونون پہلو موجود ہون یا اُسکے اقوال وافعال سے جاہ طلبی وخود غرضی مترشح ہو یا اعمال مین ریا کی جھلک ہو یا مذہب کے متعلق اُسکے احکام اور رایون مین خطا وصواب کے دونون پلّہ برابر نظر آوین تو ایسے بانی مذہب کو عام انسانون سے کوئی فوقیت اور برتری حاصل نہین ہو سکتی اور نہ اُسکے ایجاد کئے ہوئے مذہب کو خطا سے خالی خدا کا عطیہ کہا جا سکتا ہے۔

اسلئے خالصاً للہ بامید نجات ابدی کے جو کوئی اپنے مسلمہ یا غیر مسلمہ مذہب کی سچائی معلوم کرنا چاہے تو وہ پہلے اپنے دلکو تعصب اور بیجا طرفداری سے پاک وصاف کر کے بانی مذہب کی زندگی کے متعلق کل حالات اور واقعات پر ایک ایسی نظر ڈالے کہ جو مہذب نکتہ چینی کے ساتھ یہ امور دریافت کر سکے کہ بانی مذہب کون کہان کا رہنے والا۔ کس قوم مین سے۔ کیسی عادتون کا کیسی کیسی صفات سے موصوف تھا۔ ایجاد مذہب سے اُسکی غرض کیا تھی۔ اُسکے فرمودہ احکام اور مقرر کردہ فرائض مذہبی انسانی فطرت سے مناسبت رکھتے ہین یا نہین۔ احکام شرعی وادائے فرائض کی جو حفاظت اور تدبیرین فرمائین اُن تدابیر وہدایتون مین مکر۔ فریب۔ حیلہ سازی۔ کا بھی کوئی جزوی عنصر موجود ہے کہ نہین۔ اپنے ملک اور قوم کی بہبودی وبہتری کی کچھ تجاویز کین یا نہین اگر کین تو وہ تجویزین واقعی ملک اور قوم کی بہبودی پر مبنی تہین

یا نہین۔ اور اُن تجاویز مین ناکامی رہی یا کامیابی حاصل ہوئی اور اپنی قوم اور بنی نوع کی اخلاقی و تمدنی حالت اور رسم و رواج مین کیا کیا اصلاحین کین اور جو جو اصلاحین کین وہ واقعی صلاحیت اور راستی پر مبنی اور دائم الاثر ثابت ہوئین یا کہ نہین اور یہ باتین خالصۃً للہ تھین یا کسی دنیاوی غرض سے

اِن اہم ضروریات کے پورا کرنے کے لیئے جہانتک مجھے معلوم ہے زبان اُردو مین شارع اسلام کی کوئی ایسی لائف موجود نہین ہے جو آپ کی زندگی کے متعلق تمام صحیح صحیح حالات اور واقعات تاریخی تبلانے کے لیئے کافی ہو۔ کیونکہ جو حالات مولود ناموں یا کتابون کی صورت مین اہل اسلام نے اب تک لکھے ہین اُنمین تو اُنکی خوش اعتقادی اور روشن خیالی کی چمک دمک نے لوگون کی آنکھون مین ایک ایسی چکاچوند پیدا کردی کہ اصلی واقعات تک مخالفین کی نظر ہی نہین پہونچ سکتی اور وہ ہر ایک واقعہ مین غیر معمولی مبالغہ خیال کرکے برکات اسلام سے محروم ہین اور غیر مسلم اشخاص کی تالیفات و تصنیفات مین اُنکی خیالی تاریکی اور دلی تعصب کے گرد و غبار نے ہر ایک واقعہ تاریخی کو ایسا دُھندلا کر رکھا ہے کہ طالب حق کا وہم و گمان بھی اصلی واقعہ تک پہونچنا مشکل ہے۔

اِسلیئے یہ ایک سوانح عمری رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمین نہایت اختصار کے ساتھ محض واقعات و حالات تاریخی ہی درج ہین من مولف نے حسب استعداد خود بایں خیال لکھی ہے کہ اگر تھوڑی دیر کے لیئے اُن معجزات اور معتقدات اسلامی سے قطع نظر کرکے دیکھا جاوے جنکو مخالفین مبالغہ سے تعبیر کرتے ہین تب بھی شارع اسلام کی بے لوث۔ مقدس زندگی۔ سادگی۔ احکام مذہبی۔ خوبی تعلیم۔ بلا تصنع عادات و خصلت۔ بے ریا عبادت اور

تدابیر سیاست و مدن کے متعلق جو واقعات گذرے ہین صرف وہ تاریخی واقعات اور حالات ہی اپنے اندر ایک ایسی دلربا کشش اور معجز نمائی کی جھلک رکھتے ہین کہ جو آفتاب کی مانند اپنی روشن شعاعون سے دنیا کو منور کرنے اور غیر معتصب دلون مین نور ایمان کی روشنی پیدا کرنے کے لئے کافی ہین - جسکے شواہد ابتدائے زمانہ سے اب تک لاکھون موجود ہین -

چنانچہ سابق الایمان بی بی خدیجۃ الکبریٰ جن سے زیادہ کوئی شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی عادات و طریق عمل اور حالات اندرونی و بیرونی سے واقف نہین ہو سکتا - اول نزول وحی کے موقعہ پر آپ سے کہتی ہین کہ خوش ہو جیئے خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ضائع اور رسوا نہ کریگا - آپ صلہ رحم کرتے ہین سچ بولتے ہین - دکھہ والے کا دکھہ برداشت کرتے ہین - مفلس کو دیتے ہین - مہمان نوازی کرتے ہین - اور بھلے کامون مین مدد کرتے ہین (صحیح بخاری) یہ عادتین اور انہین کے مانند اور نیک خصلتین جنکے مجموعہ کو اخلاق سے تعبیر کیا جاتا ہے آپ کی ذات جامع الکمالات مین حد بشری سے فائق اور مجتمع دیکھکر بلا کسی قسم کے معجزہ کے سابق الایمان آپ پر ایمان لائے اور صدق دلی کے ساتھہ آپ کی نبوت و رسالت کی تصدیق کی -

ہمکو کتب احادیث و سیر مین کوئی ایک نظیر بھی ایسی نہین ملی جس سے یہ بات ثابت ہو کہ فطرتی عادتون اور خیالون مین غور و فکر کرنے والون مین سے کسی عالی دماغ - بلند خیال - جوہر شناس اور اہل الرائے - صحابی نے کبھی کوئی معجزہ طلب کیا - اور پھر آپ پر ایمان لایا ہو - البتہ ایام جاہلیت کے عجائب پرست اور کاہنون کے کرشمون کے دلدادہ اور شیدائی آپ سے اکثر معجزات طلب کیا کرتے تھے انکی تسکین خاطر کے لئے بکثرت قدرتاً معجزات

کا ظہور ہوا ہے ورنہ اُس زمانہ کے سمجھدار اور اہل الرائے لوگون کو بارہا شارع اسلام نے یہی فرمایا ہے کہ میری نبوت کا معیار صداقت۔ اور میرا معجزہ یہی قرآن مجید ہے جسپر لبید وغیرہ شعراء زمان کی عاجزی شاہد ہے اور اسی فصاحت و بلاغت اور اعلیٰ ترین مضامین قرآنی نے حضرت عمر رضؓ کو جو اُنکی بہن فاطمہ کے ذریعہ سے پہونچے تہے حقانیت اسلام پر مایل کر کے اُنکے غصہ کی تیزی و تندی اور جوشِ مخالفت کو زایل اور فرو کر دیا اور اپنی الوہیہ طاقت اور کشش الہامی سے ایسے جابر و تندخو کو کھینچکر حضور علیہ السلام کے قدمون مین لیجا ڈالا۔

اسی طرح شارع اسلام کی معجزنما مقدس زندگی کو حقانیت اسلام کی دلیل گردانکر خداوند تقدس تعالیٰ اپنے کلام پاک یعنی قرآن مجید مین فرماتا ہے ما ضل صاحبکم وما غوی۔ حاصل مطلب یہ کہ نہ بھولا اور نہ بے علمی سے کام لیا تمہارے ساتھی (محمد صلعم) نے اور نہ وہ علم صحیح کے خلاف کرنیکا کبھی ملزم ہوا۔ لوگو اِن باتون کے ثبوت مین اپنے چالیس سالہ تجربہ گذشتہ سے کام لو اور غور کرو کہ تمہارے ساتھی محمد (صلعم) مین کوئی اخلاقی عیب یا تمدنی خرابی ہے جسکی وجہ سے تم اُسے انسان کامل اور اپنا ہادی برحق تسلیم نہ کرو۔ کیا یہ وہی امین عرب۔ صدیق عرب نہین ہے جسکو تمہارے سب چھوٹے بڑے اِنھین پیارے پیارے نامون سے محبت کے ساتھ پکارتے تھے پس جس شخص نے ایام جوانی کی اُمنگون اور بے روک خواہشون پر غالب آکر کامل چالیس برس اپنے ہم جنسون مین راستی و راستبازی کا برتاو کیا اور جس نے کبھی مخلوق پر افترا پردازی نہین کی کیا وہ اب اپنے خالق کی ذات پاک پر مفتری ہوگا۔ نہین نہین ہرگز نہین

پھر آیندہ زمانہ نبوت پر نظر غور دوڑاو کہ وہ خود یا اُسکے سیکڑون متبعین مین سے کبھی کوئی تبلیغ احکام مین کذب کا مرتکب ہوا - ہرگز نہین - بلکہ اُسنے تمہاری اور اپنی بہتری کی جو تدبیر نکالی وہی تدبیر آخر مثمر بہ ثمرات نیک ہوئی پس تمہارے صاحب محمد صلعم کے سوا کون ایسا صاحب تدبیر گذرا ہے جو تمام اپنی تدبیرون - اپنی کوششون - اپنی خواہشون - اپنے ارادون مین کامیاب ہوا ہو - کوئی نہین -

شارع اسلام کے انہین اخلاقی و تمدنی حالات و واقعات پر غور کرکے حضرت ابوبکر صدیق - حضرت علی کرم اللہ وجہہ - حضرت زید - حضرت یاسر - حضرت عمار - حضرت یاسر کی بیوی سمیہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم نے ایمان لانے مین سبقت کی اور آپ سے کسی معجزہ کے طالب نہ ہوئے اور ان مقدس لوگون مین سے بعض نے اپنے ایمان پر اپنی جان تک قربان کر ڈالین اور ناقابل برداشت تکالیف اور مصیبتون مین ثابت قدم رہکر تعلیم اسلام کی مضبوطی اور ایمان پر قایم رہنے کا عملی نمونہ اسلام کے مخالفون کو دکھلاکر اُنکو بحر تحیر مین ڈالدیا اور اپنے نبی کی سچی رفاقت - اسلام کی حقانیت اور کفر کے بطلان کو عملاً دنیا کے سمجھدار لوگون پر ہمیشہ کے لئے بہ بداہت ثابت کر گئے -

اور حضرت خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابی جہل اور دیگر شہشواران اور بہادران عرب نے اپنی بے مثل شجاعت سے رعب و داب بہادری سے متہورانہ تہور سے زبردست و بے روک حملون سے - تیز و طرار چابک دستیون سے - عیارانہ چستی و چالاکیون سے - تیرون کی بوچھارون سے تلوارون کی دہارون سے نیزون کی لمبی وارون سے - پہلوانہ اور مردانہ

للکارون سے - اسلام کی حقانیت اور شارع اسلام کی ثابت قدمی
اور اولوالعزم ارادون کی مضبوطی اور اہل اسلام کے صبر و استقلال کو عملاً
جانچا اور بالآخر اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے پھر اپنی بے نظیر شجاعت کو
اسلام کی خدمت مین صرف کر کے مرتدین و منافقین عرب اور جھوٹے مدعیان
نبوت کا خاتمہ کر دیا اور مغرور رؤساء عرب اور متکبر شاہان روم و ایران
کو مغلوب کر کے اُنکی قدیم و زبردست سلطنتون کے شکنجے ڈھیلے کر دئے اور
چار دانگ عالم مین ایک تہلکہ بپا کر کے کفر کی سرحدون مین سخت کھلبلی ڈالدی
یہی وہ تاریخی واقعات ہین (دیکھو حصہ دوم رسالہ ہذا) جو ہمکو صاف بتلا رہے
ہین کہ نہ تو اسلام کی صداقت سے کسی مذہب کی صداقت ہم پلہ ہوئی اور نہ
اسلام کی نرمی پر کسیکی تندی و سختی - نہ اسلام کی مفلسی و مفلوک الحالی پر کسیکی
دولت و ثروت نہ اسلام کے صبر و تحمل پر کسیکا جبر و ظلم - نہ اسلام کی ثابت قدمی
و دلیری پر کسیکی شجاعت و بہادری غالب آئی اور اسلام اپنے متحملانہ اور
متہورانہ رعب و داب سے اپنے مخالفون کو مرعوب و مغلوب کر کے اُنھین کو
اپنا معاون و مددگار بناتا اور لگاتار ترقی کرتا چلا گیا اور اُسکی رفتار ترقی یا
اسید ہی راہ مین شاعرون کی شاعری فصیحون کی فصاحت خطیبون
کے خطبے - شعبدہ بازون کی شعبدہ بازی - جادوگرون کی جادوگری -
کاہنون کے کرشمے - شجاعون کی شجاعت - ظالمون کا ظلم کوئی امر بھی
تو مانع ترقی یا رکاوٹ کا باعث نہو سکا -

غرضیکہ شارع اسلام کی زندگی کے متعلق ہر ایک واقعہ بجائے خود
ایک معجزہ ہے اسلئے رسالہ ہذا کے حصہ اول مین محض تاریخی حالات اور واقعات
درج کئے گئے ہین دوسرے حصہ مین تاریخی فلسفہ کے بناء پر اُنھین واقعات سے

استدلال کر کے مولف نے حسب استعداد خود یہ بات دکھلائی ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ کے مقدس زندگی۔ حسن اخلاق تہذیب
و شائستگی۔ تدبیر سیاست و مدن۔ سخاوت و شجاعت ہمدردی و صلہ رحمی
صبر و تحمل۔ زہد و عبادت اور فطرت انسانی کے مناسب حال حکیمانہ تعلیم
حد بشری سے فائق دنیا مین اپنی نظیر آپ ہی ہین یہی تو مقدس وجود وہ
موعود نبی ہے جسکا وعدہ اللہ تعالی نے ابراہیم خلیل اللہ سے کیا تھا (توریت
کتاب پیدایش باب ۲۱- آیت ۱۲ و ۱۳- اور سورہ بقر پ ۲ آیت ۱۲۹)
اسی مناسبت سے رسالہ ہذا کا نام النبی الموعود رکھا گیا ہے۔

اور آفرینش عالم کی ابتدائی ترتیب چھ روزہ اور اخیر چھٹے روز ایک
نامعلوم آدم کا پیدا ہونا اور ابتدائی اور آخری آدم صفی اللہ کے درمیانی
لکھو کھا برس کے زمانہ مین ہزارون آدم اور اُنکی نسل کا یکے بعد دیگرے پیدا
ہونا۔ آباد رہنا ناپید ہونا اور اُنہین مین کی کسی اخیر نسل مین سے ابلیس
جیسے نافرمان اور اُن ملائکہ معترضین کا ہونا جنہون نے باستثناء ابلیس
کے حضرت آدم صفی اللہ کو سجدہ کیا تھا۔ حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلواۃ والسلام
کا اسی زمین پر پیدا ہونا اور جبتین وہ اول رہے اُس جنت (باغ) کا اسی زمین
پر واقعہ ہونا حضرت ہاجرہ کا حسب و نسب حجر اسود کی اصلیت بنا کعبہ وغیرہ
وغیرہ واقعات جو حصہ اول رسالہ ہذا مین مذکور ہین یہ نہایت قدیم اور دیرانہ
واقعات عام نظرون سے مخفی ہونے کی وجہ سے اکثر کوتاہ بین مخالفین اسلام
جو اعتراضات بعض آیات قرآنی پر کیا کرتے تھے اُن اعتراضات کا دفعیہ واقعات
مذکور سے بخوبی ہوتا ہے لیکن اب واقعات مذکور کی عام اشاعت ممکن ہے
کہ عام خیالات اور مولود ناموہائے مروجہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے لوگون کے

خیالات مین تحیر آمیز تعجب پیدا کر دے مگر تحیر یا متعجب ہونے کی کوئی بات نہین ہے جبکہ واقعات مذکور توریت مقدس اور دیگر کتب معتبر علمار محققین مین پائے جاتے ہین اور کلام پاک یعنی قرآن مجید اُنکا موئید ہے -

علاوہ ازین نہ تو واقعات متذکرہ عقاید اسلامی مین داخل ہین اور نہ اُن واقعات مین سے کوئی واقعہ کسی عقیدہ اسلامی کی بنا رہو سکتا ہے لہذا ان تاریخی واقعات کو خواہ مخواہ اپنے عقائد مین داخل یا شمار کر کے اُنپر فقیہانہ جرح و قدح کیجانی تو مناسب نہین - البتہ مورخانہ و محققانہ تحقیق و تلاش ضروری ہے اسلیئے بالعموم حامیان اسلام علم دوست اور بالخصوص علمار کرام کی خدمت اقدس مین عرض ہے کہ جن صاحبون کی نظر سے یہ رسالہ گذرے اور اُسمین وہ کوئی واقعاتی غلطی یا مؤلف کی رائے مین ایسی خطا پائین جو اصلاح کے قابل ہو تو براہ اخوت اسلامی بطور خود اُس غلطی یا خطا کی اصلاح کر دین یا اُس سے مؤلف کو مطلع فرما دین - اور عموماً برادران مکرم مسلم و غیر مسلم کی خدمت مین عرض ہے کہ باعتبار اختصار مضامین کے یہ چھوٹا سا رسالہ بالکل مبالغہ سے خالی اعتقادی رنگ مین پھیکا سیٹھا ہے سادے واقعات تاریخی کا مجموعہ ہے تاہم جو شخص پہلو مین غیر متعصب دل اور دماغ مین محققانہ خیال رکھتے ہون اُنکے لئے مضبوطی ایمان کا ذریعہ اور حقانیت کی جانب رہنمائی کرنے کے لئے سچا رہبر ہے - المرقوم ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۱۴ ذیقعدہ ۱۳۲۴ھ

امیر الدین خان وکیل عدالت ریاست سری بیکانیر

ربنا وابعث فیهم رسولا منهم یتلوا علیهم آیاتک ویعلمهم الکتاب والحکمة

وما ارسلناک الا رحمة للعالمین

الحمد للہ والمنت کہ کتاب فیض نصاب رحمت انتساب تالیف شریف جناب منشی امیر الدین خانصاحب وکیل عدالت ریاست بیکانیر خلف الرشید عالیجناب منشی محمد جہانگیر خانصاحب رئیس قصبہ سنگھانہ علاقہ ریاست جے پور المسمی بہ

النبی الموعود

حسب ایما جناب حافظ محمد حسین صاحب ضیا خلف الصدق جناب حافظ محمد امداد حسین صاحب ظہور و عرفانی پروپرائٹر نور الانوار پریس و کارخانہ تاج التجارت و مؤلف ضیائی جنتری شہر میرٹھ

کنت نبیا وآدم بین الماء والطین

در مطبع نور الانوار واقع شہر میرٹھ [illegible] طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ
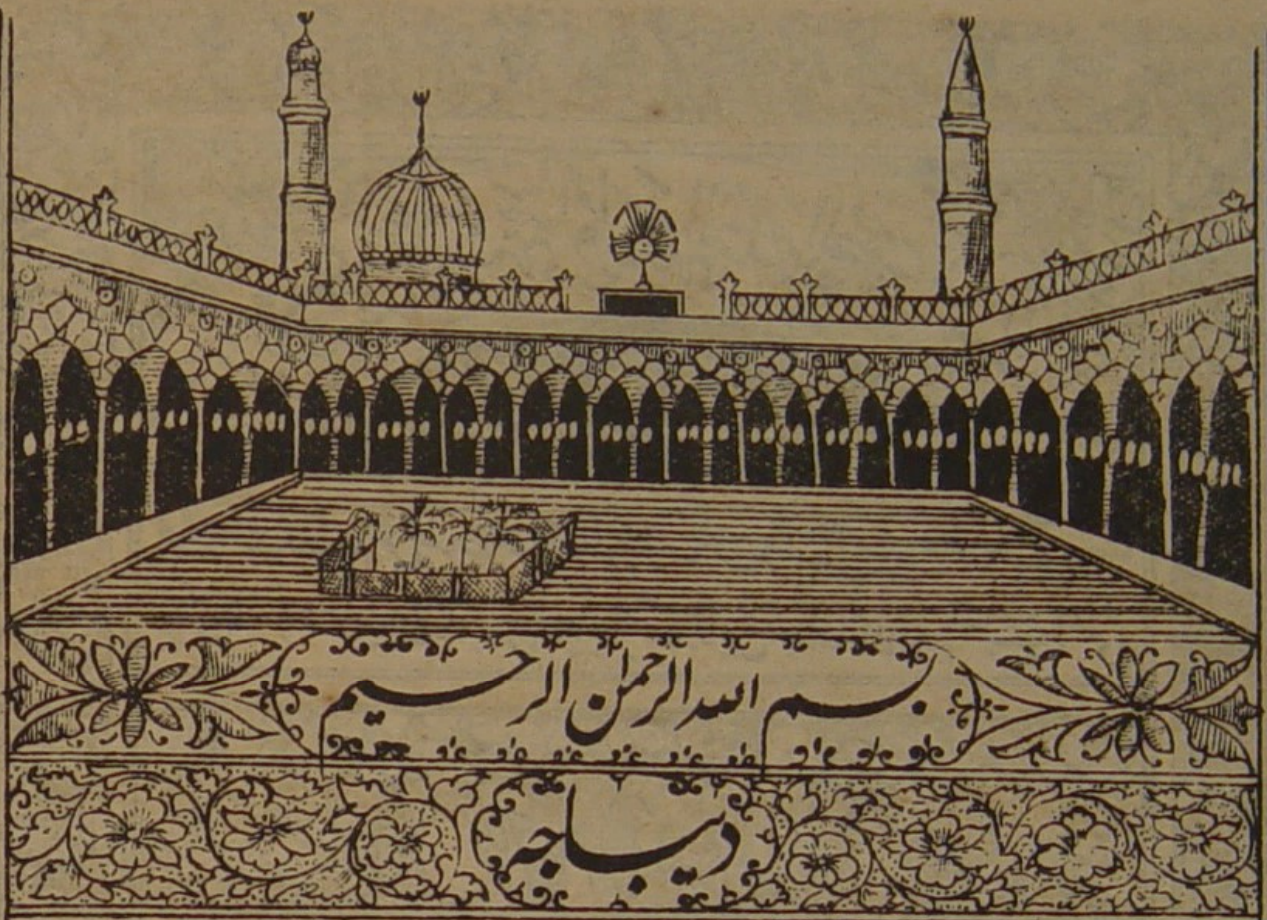
البنی الموعود - یہ اسم لطیف مؤلف کی زبان پر اس کتاب کے عالم وجود اور منصہ شہود پر آنے سے پہلے اُن پیشین گوئیون کے پڑھنے سے تھا - جو توریت و انجیل اور دیگر صحف انبیاے علیہم السلام مین درباره مبعوث ہونے بنی الموعود صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکور و مسطور مین یکم ربیع الاول سنہ ۱۳۱۷ھ کی شب کو مولف کے کاشانہ امید اور خانہ آرزوے جاوید کو ایک گوہر شبچراغ نے اپنے نورانی انوار سے روشن کیا یعنی فرزند دلبند جگر پیوند تولد ہوا اور اُس مولود مسعود کا نام امیر احمد - رکھا - اِس مسرت کے شکریہ مین محفل میلاد کا جلسہ منعقد ہوا اِس مقدس اور مبارک جلسہ مین یہ طرب انگیز خیال پیدا ہوا کہ ایک مختصر سا رسالہ حالات سرور کائنات مین ترقی یافتہ زمانہ حال کی ضرورت اور جدید خیالات کیف آیات کے موافق جسمین بنی الموعود صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کے متعلق کافی حالات اور تاریخی واقعات ہون لکھا جاوے کہ جو واقفیت عام کیلئے مضبوطی ایمان کا باعث اور اخلاقی درستی کا ذریعہ بنے - اِس خیال کی بنا پر عرقریزی کامل اور کوشش

تمام سے یہ رسالہ جمع کیا گیا اور حالات پیدایش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مولود نامہ کے طرز پر لکھا۔

لیکن چونکہ مولف عربی دان عالم و فاضل یا مشہور و معروف مولف یا مصنف نہ تھا۔ اسلیئے یہ کام سخت مشکل معلوم ہوا اور عدم واقفیت زبان عربی اور مکروہات زمانہ کیوجہ سے مؤلف کا تالیفی سلسلہ کچھہ عرصہ تک چلکر رک گیا اور دل پر ایک مایوسی سی چھا گئی۔ مگر شوق تالیف و تصنیف کا ولولہ دل سے محو اور زایل نہ ہوا مجبوراً مؤلف نے اپنے ارادہ تالیف کی تکمیل کے لئے قرآن مجید اور احادیث و سیر کے ترجمون اور کتب مناظرہ علما محققین کو اپنا رہبر قرار دیکر غور و فکر بجد شروع کی جسکی وجہ سے ہمت بڑہتی رہی اور ذہنی جودت اور معلومات مین وسعت پیدا ہوتی گئی آخر اُسی مایوس طبیعت نے تمام مشکلات پر عبور کر کے یہ فیصلہ کر دیا کہ تاریخی واقعات اور حالات کو مختصر صورت مین لکھنا اور اُن سے نتائج اخذ کر کے اُنپر رائے زنی یا ریمارک کرنا محض علمیت ہی پر موقوف نہین ہے۔ بلکہ اُسمین خداداد عقل اور ذہانت انسانی کا بھی حصہ ہے۔

اس خیال نے جسکو تائید غیبی سے تعبیر کیا جانا کچھہ بیجا نہ ہوگا مؤلف کے ارادہ مین مضبوطی اور تالیف و تصنیف کے شوق کو حد سے زیادہ بڑہا دیا اور رہبر کامل کا کام دیا اسلیئے مؤلف کا ابتدائی ارادہ جو محض مولود نامہ ہی کی تالیف کا تھا وہ یہان تک ترقی کر گیا کہ مولف جیسے ہیچمدان کے قلم سے یہ نادر کتاب جو دو حصون مین تقسیم ہے جمع ہو گئی جسکو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر مگر کامل سوانح عمری کہنا ہرگز مبالغہ مین داخل نہین ہے۔ پہلے حصہ مین محض تاریخی واقعات و حالات مندرج ہین اور دوسرے حصہ مین اُنکے نتائج پر فلسفیانہ بحث کیجاکر محققانہ ریمارک کیا گیا ہے۔ یہ دوسرا حصہ مصنف کا مایہ فخر و ناز معقول پسند مسلمانون اور منصف مزاج

اشخاص غیر مسلم کو تعلیم اسلامی کی خوبی دکھلا کر نبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وبزرگی اُنکی ذہن نشین کر دینے کے لئے یقیناً ایک ذریعہ ہوگا۔

جب مؤلف نے پہلا حصہ تالیف کرنے کے بعد دوسرے حصہ کی تصنیف کے لئے قلم اُٹھایا تو کسی نامعلوم مرض کیوجہ سے مصنف کا دست راست لکھنے کے کام سے بالکل بیکار ہوگیا اور اب تک اُسی بیکاری کی حالت مین ہے۔ لیکن جب دست چپ سے لکھنا شروع کیا تو دوسرے ہی دن قلم نے باعتبار خط اور تیزی کے وہی رفتار حاصل کر لی جو اُسکو داہنے ہاتھ کے توسط سے حاصل تھی یہ عادت کے خلاف دست چپ کی تیز رفتاری ایک قدرتی کرشمہ ہے جو مؤلف کو اِس کتاب کی مقبولیت اور اثر پر یقین دلا رہا ہے۔ اور دونون حصون کی تکمیل کے لئے یہ عمدہ فقرہ حسب حال ہوتا ہے۔ کہ اِس ناچیز مؤلف ومصنف نے یہ کام دونون ہاتھون سے انجام دیا ہے۔ تصحیح مین سعی وافر اور کوشش کامل کی گئی مگر چونکہ الانسان مرکبٌ من الخطاء والنسیان اظہر من الشمس ہے لہذا رفع اغلاط کے لئے فہرست غلطنامہ بھی لگا دی گئی ہے۔ المرقوم ۲۶ر دسمبر سنہ ۱۹۰۶ء مطابق ۹ر ذیقعدہ سنہ ۱۳۲۴ھ۔

امیر الدین خان ولد جہانگیر خان متوطن قصبہ سنگھانہ علاقہ ریاست سوائی جیپور وکیل عدالت ریاست سری بیکانیر۔

۷۸۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا وَّمُسَلِّمًا وَّسَائِلًا وَّرَاجِیًا

حمد

لاکھ لاکھ حمد اور بے حد تعریف اُس معبود حقیقی کو زیبا ہے کہ جس کے وجود پاک پر عرش سے فرش تک ہر موجود موجودات سے اور ہر ایک ذرہ ذرہ کائنات سے بصورت حال دلالت کرتا اور گواہی دیتا ہے اور اُسکی توحید اور یکتائی کا نقارہ صحف انبیا علیہم السلام توریت زبور انجیل قرآن کریم کے فصاحت نظام کے اوج بام سے لا الہ الا ھو کے آوازہ کے ساتھ بلند ہے اور تمام مخلوق فرشتون اور جن وانس کی زبان اُسکی تعریف وثنا سے عاجز اور بیان توحید سے شیرین اور تر وتازہ ہے

نظم

بدیع السموات والارض ہے	عبادت اُسی کی فقط فرض ہے
نہین کوئی معبود اُس کے سوا	نہین کوئی موجود اُس کے سوا
خدائی مین بے مثل وضدی ہے وہی	ولم یولد اور لم یلد ہے وہی

نہین اُس کی تجمید حد بشر	کہ اپنی بھی اُس کو نہین کچھہ خبر
وہ الحق کہ ایسا ہی معبود ہے	قلم جو لکھے اُس سے افزود ہے

نعت

ہزار ہزار درود اور سلام اُس نبی انام باعث کونین فرد اکمل نوع انسان رحمت ربانی پر کہ جو "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى" کی مملکت کا تاجدار اور "مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى" کے میدان کا شہسوار ہے جس نے سلطان حقیقی کی بارگاہ عزت سے نہایت انکساری اور عبودیت کامل کے صلہ مین "هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ" کے خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوکر۔ "وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ" خطاب حاصل کیا۔ اور جو کہ عالی مرتبت اور بلند منصب "وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى" کے ساتھ مسند شفاعت پر متمکن اور صدر نشین ہے کہ جس کے آفتاب ہدایت نے ظلمت کفر و شرک کو صفحہ عالم سے مثل حرف غلط کے مٹا دیا اور مخلوق خدا کو خدا پرستی کی راہ راست دکھا کر اور جہل اور گمراہی سے بچا کر صراط مستقیم پر قایم کیا۔ اور بت پرستی تثلیث پرستی۔ صلیب پرستی۔ اور سیارہ پرستی۔ وغیرہ وغیرہ کے مضر نتائج اور قباحات کو بدلائل ساطع و براہین قاطع تمام جہان پر روز روشن کیطرح ظاہر کرکے جملہ ادیان باطلہ کو جزیرہ نمائے عرب سے یکقلم معدوم کر دیا وہ ہے محبوب رب العالمین خاتم الانبیا رو افضل المرسلین محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ ممدوح ہر دو سرا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

نظم

وہ ہے مرکز عالم کن فکان	وہ ہے باعث صحت جسم و جان
چلے حکم کے ساتھہ جسکے درخت	ہوئے نقش پا پر سر سنگ سخت

کئے جس نے ماہ دو ہفتہ کے دو	بلائے نہ کیون عمر رفتہ کے دو
منگا ایک برتن مین پانی قلیل	رکھا ہاتھ اُسمین باذنِ جلیل
ہر ایک اونگلی سے چشمہ جاری ہوا	جسے جتنا منظور تھا پی لیا
حجر اور شجر نے بھی کی یہہ ندا	سلام علیک اے رسول خدا

آفرینش عالم

یہہ سچ ہے کہ اسلام مین اس بحر ہستی ناپیدا کنار کے کارخانہ کی ابتدا بظاہر ٹھیک طور پر نہین بتلائی گئی کہ کب اور کسوقت سے شروع ہے اور کیونکر شروع ہوا ہے فی الحقیقت ابتدا کا وقت بتلانیکی چندان ضرورت بھی نہ تھی کیونکہ تعلیم روحانی مین پیدائش عالم کا مسئلہ جزو تعلیم نہین ہے۔ لیکن چونکہ باعث ایجاد عالم فخر نبی آدم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا ذکر ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چیدہ چیدہ مقامات کتب الہامیہ سے پتہ لگا کر آفرینش عالم کی حقیقت نہایت صحیح بیان کیجاوے چنانچہ توریت[1] مقدس اور فرقان حمید مین وارد ہے کہ آسمان اور زمین اور جو کچھ اُن کے بیچ مین ہے تمام چھ دن مین بنایا گیا ہے۔

[2] اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ	تحقیق تمہارا رب وہ اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے بنائے چھ دن مین۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ازل سے صرف ایک مقدس اور پاک ہستی تھی اور یہ ہستی مطلق جسطرح ازل سے موجود تھی۔ اُسیطرح اُسمین تمام صفات بھی ازل ہی سے موجود تھین۔ بلکہ اُسکی ذات وہی اُسکی صفات تھین اور اُس کی صفات وہی اُسکی ذات تھی[3]۔

[1] توریت پیدایش باب اول آیت ۱-۳۱ - [3] ذات اور صفات کا مسئلہ نہایت نازک اور بحث طلب ہے

انھین صفات باریتعالی مین سے علم اور ارادہ کی صفت بھی ہین اوران صفتون کا مقتضا یہ تھا کہ جو کچھ خدا کو کرنا منظور تھا اور جو کچھ ہونیوالا تھا وہ سب علم الہی مین

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳ - اور علم کلام مین صفات چند قسم پر منقسم ہین - صفات لوازم ذات جو کبھی ذات سے علیحدہ نہین ہوتین جیسے علم وارادہ وغیرہ یہ تمام صفتین قدیم ہین اور ایسی صفات کو ذاتی اور حقیقی بھی کہتے ہین دوسری صفات اضافیہ یہ صفات ذات کی صفات کہلاتی ہین مگر بلحاظ کسی اور چیز کے مثلاً زید علم ریاضی کا عالم ہے اگر زید کو قدیم فرض کیا جاوے تو زید مین علم ریاضی کے استعمال کی قدیم صفت تسلیم کرنی ہوگی مگر زید اپنے علم ریاضی کو کبھی استعمال مین لائے اور کبھی نہ لائے تو یہ نہین کہا جاسکتا کہ زید علم ریاضی کا عالم نہین تیسری صفات اضافیہ محضیہ جنکو صرف عقل وادراک ہی تمیز کرسکتے ہین - شلاً زید بکر کے آگے بیٹھا ہی زید کو تقدم اور بکر کو تاخر کی صفات لاحق ہے - اور جب بکر زید کے آگے ہو بیٹھا تو معاملہ بالعکس ہوگیا یعنی بخلاف زید کے بکر کو تقدم کی صفت لاحق ہوگئی اور بخلاف بکر کے زید کو تاخر کی صفت لاحق ہوگی مگر اس تغیر صفات سے زید وبکر کی ذات مین کوئی تغیر واقع نہین ہوا خواہ زید حادث ہو یا قدیم اسی طرح باریتعالی کی نسبت زید کا پیدا کرنا پہلے اور بکر کا پیدا کرنا بعد مین فرض کیا جاوے اور وہ برعکس اُس کے بکر کو پہلے اور زید کو بعد مین پیدا کر دے تو اُسکی صفات خالقیت ورازقیت اور ذات قدوسیت مین کوئی تغیر واقعہ نہین ہوتا خلاصہ یہ کہ جو صفت قدیم کو شے حادث کے تعلق سے لاحق ہوتی ہے اُسکا حدوث لازمی ہے اور ایسے حدوث سے قدیم کی ذات مین نقص لازم نہین آتا - شلاً فرض کرو کہ زید قدیم ہے اور اُسکی صفت تکلم بھی قدیم ہے مگر یہی صفت تکلم تکلم بالفعل نہین کیونکہ جب زید چپ ہوجاتا ہے تو اُس سے تکلم بالفعل کی صفت زایل ہوجاتی ہے اور جب کلام کرتا ہے صفت تکلم بالفعل زید کو لاحق ہوجاتی ہے مگر تکلم بالفعل کی صفت زایل ہوجانے سے زید کی صفت قدیم تکلم مین کوئی نقص واقع نہین ہوسکتا -

موجود اور محفوظ ہو۔ اسی علم وارادہ الہی کو زبان الہامی مین لوح اور قلم کے[۱] نام سے موسوم اور نامزد کیا ہے۔

چنانچہ مشکوٰۃ شریف مین حدیث منقول ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالی نے قلم کو پیدا کیا پھر ارشاد فرمایا کہ لکھہ اُسنے عرض کی کہ کیا لکھون۔ اللہ تعالی نے فرمایا کہ لکھہ اندازہ عالم کو۔ پھر اُسنے لکھا جو تھا اور جو کچھہ ابد تک ہونیوالا تھا اور اسی کتاب مین بروایت عبداللہ بن مسعود دوسری حدیث منقول ہے کہ اللہ تعالی نے آسمان اور زمین پیدا کرنے سے پہلے مخلوقات کا اندازہ لکھہ لیا تھا غرضکہ جو کچھہ ہوا یا ہوگا یہ سب چیزین علم الہی مین محفوظ تھین۔

جب اُسکی صفت قدرت نے بمقتضائے اپنی کمال قدرت کے چاہا کہ اُنہین صور علمیہ کا جو علم الہی مین محفوظ ہین ظہور ہو۔ چنانچہ معًا کلمہ کُن کے ساتھ اُسی آن مین اُنہین صور علمیہ کا ظہور ہوا۔ اگرچہ یہ ظہور آنی ہے لیکن نفس ظہور مین تدریج لازمی ہے۔ اسلیے پہلے مرتبہ کا ظہور تو ہوا۔ مگر اُنہون نے کچھہ امتیاز حاصل نہین کیا۔ دوسری مرتبہ کا ظہور وہ تھا کہ اُنہین صور علمیہ نے جو ایک طرح کا ظہور حاصل کیا تھا اُسکا اس درجہ تک ظہور ہوا کہ اُنہون نے امتیاز بھی حاصل کیا اور آپس مین بھی ایک دوسرے کو پہچانا۔ اور اُن ہین مین۔ وتم کا اطلاق ہونے لگا یہان تک کہ وہین ایک دوسرے نے آپسمین دوستی اور محبت بھی کی جسکا وجود اس عالم مین بھی پایا جاتا ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف مین بخاری ومسلم سے حدیث منقول ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ارواحین لشکر ہین جو اکہٹی تھین اُنمین سے وہان جسکو جس نے جانا یہان بھی آپس مین الفت ہوئی اور جسنے جسکو وہان نہ جانا اُنمین یہان بھی ناواقفیت رہی۔ اسی ظہور دویم کو اسلام مین

[۱] یہان علم تفصیلی اور ارادہ تفصیلی مراد ہے یعنی لوح اور قلم دونون حادث ہین اور اس حدوث سے صفات باریتعالی کا حدوث لازم نہین آتا دیکھو بحث صفات۔ (حاشیہ صفحہ ۳)

عالم ارواح سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور یہی مقام اولیاء اللہ اور عارفان باللہ کا سیر اور جولان گاہ ہے۔

اللہ تعالیٰ جلشانہ نے تمام ارواحون کو مخاطب کر کے فرمایا "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ" اور بجواب اس کے ارواحون نے کہا بلیٰ اسی عہد الست کی یاددہانی کیلئے ہزارون انبیا علیہم السلام مبعوث ہوئے اور چشمہ علوم ظاہری و باطنی جاری ہوا یاد رہے کہ اس دوسرے ظہور مین بھی کوئی چیز اشارہ حسی کے قابل نہ تھی کہ جو محسوس ہو سکے۔ جب تیسرے درجہ کا ظہور ہوا تو اُسمین ہر ایک چیز اشارہ حسی کے قابل ہوئی اور یہ اور وہ کا اُنپر اطلاق ہونے لگا اسی تیسرے ظہور کا نام عالم مثال ہے۔

یہ چار درجے ظہور عالم کے جو بیان ہوئے اُنمین سے ایک علمی درجہ قدیم ہے باقی تین درجے ازلاً حادث اور ابداً بحکم الٰہی قدیم ہین اور اس قدامت کے یہ معنی ہین کہ جب تک وہ چاہے۔ ان مدارج پیدایش عالم کی اصلی حقیقت اور واقعی کیفیت کا سمجھنا مافوق العقل بشری اور ظاہری حواس کی رسائی سے باہر ہے کیونکہ یہ ایک خاص علم ہے جو منازل سلوک کے رہ نوردون کو بارگاہ نبی الامی کے تادیب گاہ سے معرفت حضرت ابوبکر صدیق رضؓ و حضرت علی رضؓ کرم اللہ وجہہ کے بتلایا گیا ہے جسکا نام علم التصوف یعنی روحانی فلسفہ ہے۔

الحاصل اُنہین صور علمیہ کا چوتھے مرتبہ اور زیادہ ظہور ہوا تو عالم مثال سے عالم شہادت وجود مین آیا اور عالم شہادت ہماری آنکھون کے سامنے موجود ہے۔ اور عقل انسانی اور فلسفہ ظاہری کی رسائی اسی عالم شہادت تک ہے۔ اس سے آگے پائے عقل لنگ و رمیدان فکر تنگ ہے۔

سعدی

چو شبہا نشستم درین دیر گم	کہ حیرت گرفت آستینم کہ قُم

اسلیئے اُس خلاق مطلق نے چار درجے ظہور عالم مافوق العقل انسانی سے قطع نظر کرکے بیان آفرینش عالم کا عام فہم معرفت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ام التواریخ توریت مقدس مین عالم شہادت سے شروع کیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ توریت کتاب پیدایش باب آیت ۲ مین فرماتا ہے کہ عالم شہادت مین ہمنے سب سے پہلے پانی کو پیدا کیا اور روح پاک اُسپر متوجہ تھی اور حدیث شریف مین وارد ہے۔[له]

اَیْنَ کَانَ رَبُّنَا اَنْ یَّخْلُقَ خَلْقَهٗ قَالَ فِیْ عَمَآءٍ مَا تَحْتَهٗ هَوَاءٌ وَّ مَا فَوْقَهٗ هَوَاءٌ وَّکَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَآءِ	یعنی رسول خدا صلعم سے (ابی رزین نے) پوچھا کہ کہان تھا ہمارا رب پہلے پیدا کرنے سے اپنی خلقت کے۔ فرمایا کہ تھا بیچ عما کے نہ نیچے اُس کے ہوا نہ اوپر اُسکے ہوا۔ اور تھا عرش اُسکا پانی پر۔

عما کے معنی باریک ابر کے ہین لیکن وہ عنصری ابر نہ تھا۔ اِس مطلب کے واضح کرنے کو خود حدیث موصوفہ کے یہ الفاظ کافی ہین کہ اُس عما کے نہ نیچے ہوا تھی اور نہ اوپر ہوا تھی اِس سے صاف عیان ہے کہ وہ عنصری ابر نہ تھا کیونکہ عنصری ابر کی موجودگی کے لئیے ہوا کی موجودگی لازمی ہے۔ اور توریت مقدس کتاب پیدائش کے باب کی آیت ۳ مین ہے۔ اور کہا خدا نے ہو نور۔ اور ہوا نور اور دیکھا خدا نے نور کو کہ اچھا ہے اور بدلا کر دیا خدا نے درمیان نور کے اور درمیان اندہیرے کے اور قرآن مجید مین ہے[ع]

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ	سب تعریف اللہ ہی کو ہے جس نے پیدا کیا آسمانون کو اور زمین کو اور پیدا کیا اندہیرا

له۔ مشکواۃ باب بدو الخلق و سورہ ہود۔ رکوع ۱ اول پارہ ۱۲ ـ ع سورہ انعام ابتداء اول پارہ ...

وَالنُّوْرَ :- اور اوجالا۔

اور آیت[1] ۵ توریت مقدس مین ہے۔ اور کہا خدا نے نور کو دن۔ اور اندہیرے کو کہا رات اور تھی شام اور تھی صبح دن پہلا۔ اور قرآن مجید مین ہے۔

تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ[2] — تو لاتا ہے رات کو دن مین اور لاتا ہے دن کو رات مین۔

اور۔

فَالِقُ الْاِصْبَاحِ[3] — نکالنے والا صبح کا۔

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند عالم نے اپنی قدرت کاملہ سے اول ہی اول پانی اور نور و ظلمت کو پیدا کیا اور اسی نور و ظلمت کو اس صورت سے مقرر فرمایا کہ جہان اندہیرا ہوتا تھا وہان اوجالا نہ ہوتا تھا اور جہان اوجالا ہوتا تھا وہان اندہیرا نہ ہوتا تھا اسی نور و ظلمت کی باہمی تغیرات کو کلام الہامی مین دن اور رات کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اور غالباً انہین دنون کی درازی اور وسعت کی نسبت اس آیت مین اشارہ ہے

وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ[4] — اور بے شک تیرے رب کے نزدیک ایک دن ہزار برس کا ہے۔

یہ قدرتی دن جو ابتدا مین بلا توسط سورج کے پیدا ہوتے تھے انہین سے چار دنون

---

[1] توریت کتاب پیدایش باب ۔۱۔ آیت ۵۔

[2] سورہ آل عمران آیت ۔ ۲۷ ۔ رکوع ۔ ۲/۱۱۔

[3] سورہ انعام ۔ پارہ ۔ ۷ ۔ رکوع ۔ ۱۱ ۔ آیت ۹۶ ۔

[4] سورہ حج آیت ۔ ۴۷ ۔ پ ۔ ۱۷ ۔ رکوع ۔ ۵ ۔

کا کام بہ تفصیل توریت مقدس مین مذکور ہے۔ اور کہا خدا نے نور کو دن اور اندھیرے کو رات اور تھی شام اور تھی صبح دن پہلا۔ اِس[۵۱] پہلے دن کا کام یہہ بتلایا ہے۔ اور کہا خدا نے ہو پھیلاؤ درمیان پانی کے اور ہو بدلنے والا درمیان پانی کے پانی[۵۲]۔ یعنی اُسی نور اور ظلمت کے تغیرات سے حرارت پیدا ہوکر پانی مین ایک قسم کا تلاطم اور جوش پیدا ہوگیا جس سے آسمان و زمین ظاہر ہوے جیسا کہ ترجمہ آیات مندرجہ ذیل سے ظاہر ہے۔

اور بنایا خدا نے پھیلاؤ کو اور بدلا درمیان پانی کے جو تھا نیچے پھیلاؤ کی اور درمیان پانی کے جو تھا اوپر پھیلاؤ کے اور ہوا ایسا ہی اور کہا خدا نے پھیلاؤ کو آسمان اور تھی شام اور تھی صبح دن دوسرا۔ اور[۵۳] کہا خدا نے ٹھیر جاوین پانی نیچے سے آسمان کے بیچ جگہہ ایک کے اور دکھائی دے خشکی اور ہوا۔ ایسا ہی اور کہا خدا نے خشکی کو زمین اور[۵۴] بٹیرلو پانی کو کہا سمندر اور دیکھا خدا نے کہ اچھا ہے۔ اور کلام اللہ مین ہے۔

أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا[۵۵]	کیا نہین دیکھا اُن منکرون نے کہ آسمان اور زمین دونون تھے گٹھری (یعنی باہم ملے ہوئے جنکی اُسوقت کی حالت کے موافق زمین و آسمان کا کچھہ پتہ اور نشان نہ تھا) پھر ہمنے اُنکو کھولا یعنی ظاہر کیا۔

۵۱۔ توریت کتاب پیدایش باب۔ ۱۔ آیت۔ ۵۔

۵۲۔ توریت کتاب پیدایش باب۔ ۱۔ آیت۔ ۶۔

۵۳۔ توریت کتاب پیدایش باب۔ ۱۔ آیت۔ ۹۔ لغایت ۱۳۔

۵۴۔ توریت کتاب پیدایش

۵۵۔ سورہ انبیاء آیت۔ ۳۰۔ پارہ۔ ۱۷۔ رکوع ۳

اور کہا خدا نے پٹا دے زمین پٹاؤ گھاس کی دینے والی - بیج - درخت پہل کے دینے والے پہل اپنی قسم کے جنکا بیج اُنمین ہوا اوپر زمین کے اور ہوا - ایسا ہی اور تھی شام اور تھی صبح دن تیسرا[۱] - اور قرآن مجید مین وارد ہے -

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ[۲]

اور کیا ہم نے پانی سے ہر چیز کو زندہ

اور کہا خدا نے ہون چمکدار (ستارے) پہیلاؤ آسمان مین - بدلنے کو درمیان دن کے اور درمیان رات کے اور ہون نشانیون کو اور عیدون کو اور دنون کو اور برسون کو[۳] - اور کلام اللہ مین ہے -

هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَّالْقَمَرَ نُورًا وَّقَدَّرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ[۴]

وہی ہے جسنے بنایا سورج کو روشنی اور چاند کو اوجالا اور ٹہیرا ئین اُن کی منزلین تاکہ پہچانو گنتی برسون کی اور حساب -

اور بنایا خدا نے دو چمکدار بڑون کو چمکدار بڑا واسطے سرداری دن کے اور چمکدار چھوٹا واسطے سرداری رات کے اور ستارون کو[۵] - اور سرداری کے لئے دن مین اور رات مین اور بدلا کرنے کے لئے درمیان نور کے اور درمیان اندہیرہ کے اور دیکھا خدا نے کہ ہے اچھا اور تھی شام اور تھی صبح دن چوتھا[۶] - جسپر کلام مجید یون ناطق ہے

وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ذٰلِكَ تَقْدِيرُ

اور بنائی رات آرام کو اور سورج اور چاند اور حساب یہ اندازہ رکھا ہے

---

۱ - توریت کتاب پیدایش باب - ۱ - آیت - ۹ - لغایۃ - ۱۳ -

۲ - سورہ انبیاء رکوع $\frac{۳}{۱۲}$ - ۳ - کتاب پیدایش آیت - ۱۳ -

۴ - سورہ یونس آیت ۵ - ۵ - توریت کتاب پیدایش باب - ۱ - آیت - ۶ -

الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا بِهَا فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝

بڑے دانا نے - اور اُسی نے بنا دیے تمکو تارے تاکہ پاؤ راہ اُن سے (اندھیرون) مین جنگل اور دریا کی ہم نے کھولکر بتائی نشانیان اُن لوگون کو جو جانتے ہین -

یہانتک وہ کام جو قدرتی چار دِنون مین واقعہ ہوئے مذکور ہین - اور اب جو پیدایش کا بیان آیندہ ہوگا وہ انہین دو دِنون ابتدائی کا ہے جو معمولی دن بوجہہ گردش زمین کے پیدا ہوتے ہین - اور پیدا کیا خدا نے مچھلیون بڑی کو اور ہر جیتے جان والے کو

ف۱ - سورہ انعام آیت ۹۷ - پارہ ۷ - رکوع ۱۱ ار

ف۲ - حاشیہ - یہان منکرین الہام معترض ہین کہ خدا نے نباتات کی پیدایش سورج اور چاند سے پہلے بیان کی ہے جو صریح غلط ہے - کیونکہ نباتات کی نشو و نما مین سورج و چاند کی گرمی و سردی اور روشنی کو بہت بڑا دخل ہے جو ماہرین علم طبعیات سے پوشیدہ نہین ہے - لہذا قانون قدرت کے خلاف نباتات کی پیدایش چاند و سورج سے پہلے وقوع مین آنا محال ہے - مگر ہم کہتے ہین کہ ان کو حالت موجودہ مین ہر شے کی ابتدائی پیدایش قانون قدرت کے خلاف معلوم ہوتی ہے مگر یہ مغالطہ اُنہین لوگون کے دلون مین واقعہ ہوتا ہے جو قانون قدرت کو اپنی عقل محدود کے پیمانہ پر قیاس کرکے خدا کو اپنا جیسا محدود الطاقت خیال کرتے ہین اور اُسکو قادر مطلق نہین سمجھتے - مگر جنکو خدا نے عقل دی ہے وہ ابتدائی پیدایش مخلوق کی نسبت قانون قدرت کو اسطرح سمجھتے ہین کہ ہر ایک نوع جمادات و نباتات اور حیوانات کو مادہ سے جسطرح چاہا ابتدا مین پیدا کرکے پھر اُنکو موجودہ قانون قدرت کے تابع کر دیا - بس ابتدائی پیدایش مین ہر ایک نوع کے لئے وہی قانون قدرت ہے جسطرح پر وہ ابتداءً محض مادہ سے قدرت لم یزلی سے پیدا کی گئی ہین بس ہر ایک شے موجود کو اللہ تعالی نے اُسکے مناسب حال بلا کسی سبب ظاہری کے وجود عطا فرمایا کر جسطرح جس شے کے سلسلہ پیدایش کو چاہا بذریعہ نطفہ و بیج و اخلاط وغیرہ کے توالد و تناسل کو ایک قاعدہ مقررہ کے تابع کر دیا - یہ موجودہ قانون قدرت اُسی ابتدائی قانون قدرت

کا مطلع عیسائی صاحبان پیدایش نباتات پر جو اعتراض تورات شریف پر کرتے ہین اغراض علم طبعیات کی بنا پر ہین تو یہ من کل ۱۲ - از مؤلف -

اور چلنے والے کو جنکو کلبلایا تھا پانی نے۔ اُن کی قسمون کو اور ہر پرندے بازو والے کی قسمون کو اور دیکھا خدا نے کہ ہوا۔ اچھا۔ اور برکت دی اُنکو یہ کہکر پھلوا ور بڑہو اور بھرو پانی کو دریا مین اور پرندے بڑھین زمین پر اور تھی شام اور تھی صبح دن پانچوان[۱]۔ اور بنایا خدا نے جانوروں زمین کو اور اُنکی قسمون کو اور چوپایون کو اور اُنکی قسمون کو اور سب زمین کے چلنے والون کو اور اُنکی قسمون کو اور دیکھا خدا نے کہ ہے اچھا[۲]۔ اور پیدا کیا خدا نے آدم کو اپنی پرچھائین سے پیدا کیا اُسکو نر اور مادہ اور دیکھا خدا نے سب جو اُسنے بنایا اور جانا کہ وہ اچھے ہین بہت اور تھی شام اور تھی صبح دن چھٹا[۳]۔ اِس تمام آفرینش عالم ابتدائی کی نسبت قران کریم مین وارد ہے۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ[۴]	بے شک تمہارا پروردگار وہ اللہ ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین (اور جو کچھ اُنمین ہے) چھہ دن مین۔ پھر ٹھیرا عرش پر تدبیر کرتا ہی ہر امر کی۔

اسی مناسبت سے تمام آباد دنیا مین چھہ دن کام کے اور ہفتہ مین ساتوان دن تعطیل کا قرار پایا۔ یہی ساتوان دن یوم السبت (جمعہ) ہے اور اہل کتاب مین اس ساتوین دن کی بہت بڑی تعظیم اور اِس دن مین کچھہ کام نہ کرنے کی سخت تاکید تھی[۵] مگر یہود نے ایک

[۱] ۔ توریت کتاب پیدایش باب ۔ ۱ ۔ آیت ۔ ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ ۔

[۲] ۔ توریت کتاب پیدایش باب ۔ ۱ ۔ آیت ۔ ۲۵ ۔

[۳] ۔ توریت کتاب پیدایش باب ۔ ۱ ۔ آیت ۔ ۲۷ و ۳۱ ۔

[۴] ۔ سورہ یونس ۔ پارہ ۔ ۱۱ ۔ آیت ۳ ۔ و توریت کتاب پیدایش باب ۔ ۲ ۔ آیت ۲ و ۳

[۵] ۔ کتاب خروج باب ۔ ۲۰ ۔ آیت ۔ ۹ ۔ ۱۰ ۔

پیشین گوئی[۵۱] کے اثر سے بچنے کے لئے بجائے جمعہ کے سنیچر مقرر کر لیا۔ اور
نصاریٰ نے صلیبی یادگار مین اتوار مقرر کر لیا۔ مگر شارع اسلام نے پہر یوم
السبت کو اُسکی اصلی حالت پر مقرر کر کے فرمایا کہ وہ دن جمعہ ہے[۵۲]۔ یہ بھی واضح رہے
کہ جو آدم چھٹے روز پیدا ہوا وہ ابتدائی آدم تھا موجودہ دنیا کا باپ آدم صفی اللہ
نہ تہا۔ اور ابتدائے آدم اور آخری آدم صفی اللہ کے مابین اور ہزارون آدم
اور اُنکی اولاد لاکھون برس آباد رہکر بوجہ اپنی بدکرداری اور خون ریزیون
کے نافرمانی الہی کے وبال مین آنکر تباہ و برباد ہو گئے اور اُنکے نام و نشان تک
صفحہ ہستی سے ایسے مٹ گئے کہ گویا دنیا مین کبھی پیدا ہی نہین ہوئے تھے لیکن
بزرگان دین نے کچھہ کچھہ تذکرہ گذشتہ قومون کا کیا ہے۔ چنانچہ مجاہد ابن عباس سے
روایت کرتے ہین کہ جنات سے پہلے یہان زمین پر ایک قسم کے لوگ رہتے تھے۔
جنھین۔ حن۔ بن۔ رم۔ طم۔ کہتے تھے اور وہ سب ناپید ہو گئے ایک اور شخص کا
قول ہے کہ زمین کے پہلے باشندے ایک قوم تہے اُنکو۔ جن۔ بن۔ کہتے تہے پہر
اُسپر (زمین پر) جن آباد ہوئے وہ کچھہ دنون تو اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے بنے
رہے۔ پہر لگے شرارتین کرنے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُنھین مین سے ایک نبی بہیجا
جسکا نام تھا یوسف چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے گروہ جن و انس کیا تم مین
سے تمھاری طرف رسول نہین آئے[۵۳] اور تفسیر فتح البیان مین لکھا ہے کہ جنّون نے
زمین پر فساد برپا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُنپر ملائکہ کو بھیجا اُنھون نے اُن باغیون کو سمندر
کے پار نکالدیا اور اُنکی جگہہ خود آباد ہو گئے[۵۳]۔ لفظ آباد ہو گئے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ

۵۱۔ کتاب قضات واقعہ طرطوس۔

۵۲۔ تفسیر التوریت سید احمد خانصاحب مرحوم صفحہ ۲۷۶ و تفسیر غایت البرہان۔ اور مشکوۃ شریف باب الجمعہ۔

۵۳۔ دیکھو تفسیر فتح البیان۔

ملائکہ آسمانی فرشتہ نہ تھے۔ کوئی اور مادی مخلوق مین سے تھے جو قابلیت سکون و آبادی کی رکھتے ہونگے۔ اور سیدنا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے جیسے کہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ حضرت آدم صفی اللہ سے پہلے ہزار در ہزار آدم ہوچکے ہین حضرت شیخ محی الدین بن عربی اپنی کتاب فتوحات مکیہ کے باب حدوث الدنیا مین فرماتے ہین کہ مین ایک دفعہ کعبہ کا طواف کرتا تھا وہان مجھے کچھ لوگ دکھائی دیئے اُنکی حالت سے مجھے معلوم ہوا کہ یہ کوئی روحانی گروہ ہے مین نے اُنمین سے ایک سے دریافت کیا کہ آپ کون لوگ ہین۔ اُسنے کہا کہ ہم تیرے پہلے باپ دادون سے ہین مین نے کہا تمھین کتنا عرصہ ہوا ہوگا تو اُس نے کہا قریب پچاس ہزار سال کے مین نے کہا ہمارے اس آدم کو تو اتنے برس نہین ہوئے اُسنے کہا کہ تو کس آدم کی بابت کہتا ہے اس اپنے قریبی آدم کی بابت یا کسی اور کی بابت۔ یہہ بات سنکر مین سوچ مین پڑگیا۔ اتنے مین مجھکو ایک حدیث یاد آگئی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اس معلوم آدم سے پہلے ایک کم لاکھ آدم پیدا کیئے ہین اور توریت مقدس کے پہلے باب کی آیت ۲۶ و ۲۸ - و ۳۱ مین ابتدائی آدم کے پیدا ہونیکا ذکر ہے۔ اور دوسرے باب کی ساتوین آیت سے آخری آدم صفی اللہ کے پیدا ہونیکا ذکر شروع ہوتا ہے ان آیتون کی تفسیر مین قرآن مجید کی آیات سے استدلال کرکے پہلے آدم اور آخری آدم کے حالات پیدایش کو نہایت واضح کیا گیا ہے[1]۔ اور تفسیر غایت البرہان مین بحوالہ توریت تکوین موسیٰ فصل ۲۶ کے لکھا ہے کہ آدم اول ہی چھٹے روز پیدا ہوا تھا اور اُسے قوت نطقہ بھی عطا ہوئی تھی۔ اور علم جیالوجی کے ماہرین نے زمانہ حال مین انسانی ظہور اور پیدایش کے زمانہ ابتدائی کو۔ انسانی ہیکل اور بقیہ ہڈیون کے ملنے اور انسانی صنعت و حرفت کے پائے جانے پر قرار دیا ہے۔ چنانچہ انسانی پرانے ڈھانچون مین سے ایک ڈھانچ اٹلی اور فرانس کے درمیان ایک غار مین ملا ہے جسکا قد ۶ فٹ اور اُسکی پیشانی کا

[1] تفسیر [illegible]

زاویہ ۸۵ درجہ کا چوڑا ہے اور اُسکے سر کے چارونطرف سیب کے ٹکڑے پائے گئے ہین جنمین سوراخ کئے ہوئے ہین۔ اور اُسی کے قریب کچھہ ٹکڑے سنگ مرمر کے اس قسم کے ملے ہین کہ جنکو برچھی کے پھل کی صورت پر بنایا گیا ہے اسی ڈہانچ کے ساتھ کچھہ ہڈیان بھی اُس جنس کے ہاتھی کی ملی ہین جنکو ماموت کہتے ہین اسی طرح ایک اور ڈہانچ کسی اور غار مین ملا ہے جسکو تندرسل کہتے ہین۔ ان دونون ڈہانچون کو علم جیالوجی کے ماہرین مین سے (لائل) اور ہگسلی بہت ہی قدیم بتلاتے ہین اور ممکن ہے کہ ان سے بھی پورانے اور قدیم ڈہانچ۔ زمین کے پردہ مین ابتک اور بہت موجود ہون۔ غرضکہ حضرت آدم صفی اللہ سے پہلی قومون اور اُنکی نسلون کا کسیقدر پتہ چلتا ہے۔ لیکن یہ سب قومین بوجہ نافرمانی الٰہی کے۔ اپنی شرارت اور بدکرداری کی بدولت ناپید ہوگئین اور حضرت آدم صفی اللہ کے پیدا ہونے تک کچھہ نیک بخت لوگ اُس مخلوق مین سے موجود ہونگے جنکو تفسیر فتح البیان مین بوجہ اُنکی نیک منشی کے ملائکہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

تخلیق حضرت آدم صفی اللہ

گروہ ملائکہ مذکور نے حضرت آدم صفی اللہ سے پہلی قومون کی نافرمانی اور بدکرداری اور باہمی خون ریزیان دیکھین اور معلوم کی ہوئی تہین اسلیئے وہ اپنی عبودیت اور فرمانبرداری پر نازان تھے۔ اور آیندہ پیدا ہونیوالے آدم صفی اللہ کے محاسن اخلاق اور خوبیون سے واقف نہ تھے اور نہ حضرت آدم کی اولاد پیغمبرون۔ صدیقون۔ صالحون اور بالخصوص پیغمبر آخرالزمان کے مرتبہ عالیہ سے آگاہ تھے۔ اسلیئے اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم کے پیدا کرنے سے پہلے اُنہین ملائکہ کو مخاطب کرکے (جنکا ذکر ہوچکا ہے)

نوٹ ۵۔ معارف ۱۹۲۶ء صفحہ ۲۶

الہاماً فرمایا۔

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ط

یعنی مین اس زمین مین ایک خلیفہ بنایا چاہتا ہون۔

خلیفہ کہتے ہین نائب اور قایم مقام کو اور یہ مرتبہ عالیہ اُسوقت تک کسی مخلوق کو بارگاہ صمدیت مین حاصل نہین ہوا تھا۔ اسلئے ملائکہ لفظ خلیفہ سنتے ہی متعجب ہوکر چونک پڑے اور اپنی معلومات سابقہ کی بناء پر پیدا ہونیوالے آدم کی عادات و خصلتون کو پہلے بدکردار قومون کی خصلتون پر قیاس کرکے بارگاہ ایزدی مین عرض کی۔

اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ ط

کیا آپ ایسے شخص کو نائب بناتے ہین جو اُسمین فساد کرے اور خون بہائے۔ اور ہم تیری خوبیان بیان کرتے ہین اور تجھے پاکی سے یاد کرتے ہین۔

یعنی پہلے ہی سے فتنہ و فساد کی روئین اور شر کے طوفان کیا تھوڑے چل رہے ہین یہ بھی اُسیطرح کا کوئی (خلیفہ ہوگا) تیری عبادت اور جلال ظاہر کرنے کیلئے ہم موجود ہی ہین۔ تو خداوند عالم الغیب نے جلال آمیز الفاظ مین تنبیہ ملائکہ معترض کو فرمایا

اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ہ

یعنی مین وہ کچھ جانتا ہون جو تم نہین جانتے۔

ف سورۃ بقرہ آیت ۳۰ پارہ اول

ل۔ سورۃ البقر۔ آیت۔ ۳۰۔ پارہ اول ۲ سورۃ البقر۔ آیت۔ ۳۵ پارہ اول۔

۳۔ یہان ملائکہ سے مراد غالباً وہی لوگ ہین جو جنّون پر فتح حاصل کرکے اُنکی جگہہ خود آباد ہوئے تھے اور جنہون نے اپنی فرمانبرداری احکام الٰہی اور نیک منشی سے اپنے آپ مین فرشتون کی سی خصلتین پیدا کرکے مبارک لقب ملائکہ کا حاصل کیا۔ جیساکہ تفسیر فتح البیان سے ظاہر ہے غالباً اسی گروہ ملائکہ مین سے ایک بدطینت شخص ابلیس بھی تھا کیونکہ نیکون مین بد بھی ہمیشہ سے ہوتے آئے ہین۔

اس بیان کی تائید اس آیت سے بھی ہوتی ہے۔ انظرنی الی یوم یبعثون یعنی بعثت کے دن تک مہلت

اور حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت گروہ ملائکہ معترضین پر قایم کرنے کے لئے یہ حکم نازل ہوا۔

إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِّن طِينٍ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ ط

یعنی مین بناتا ہون ایک آدمی مٹی سے جب بنا چکون ٹھیک اور پھونکون اُسمین اپنی روح پھر گر پڑیو اُسکے لئے سجدہ کرتے ہوئے

یہ سجدہ محض تعظیمیہ سجدہ تھا جس سے حضرت آدم کی عبادت کرانا مقصود نہ تھا۔ صرف غرض خداوندی یہ تھی کہ گروہ ملائکہ معترضین آدم کے مرتبہ عالیہ سے واقف ہوکر اُسکو واجب التعظیم سمجھین اور آیندہ اس قسم کے اعتراض کرنے سے باز رہین مگر ابلیس لعین پر یہ امر شاق گذرا اور حضرت آدم کو اپنے مقابلہ مین حقیر و ذلیل خیال کرکے خدا کے حکم کی مخالفت پر آمادہ ہوگیا یہ مخالفت

بقیہ حاشیہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس گروہ ملائکہ پر معہ ابلیس کے انسانون کی طرح ایک محدود مدت مقررہ مین موت وارد ہونے والی تھی یعنی یہ لوگ بھی مخلوق موجودہ کے مانند مرتے اور پیدا ہوتے ہونگے۔ اس لئے ابلیس لعین نے راندہ درگاہ ہونے کے بعد اپنی شرارت جاری رہنے کے لئے عرض کی کہ مجھکو قیامت تک ڈھیل دے یعنی زندہ رکھ۔ چنانچہ یہ عرض اُسکی بارگاہ ایزدی مین منظور ہوئی کہ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ یقیناً تجھے وقت معلوم تک (جب تک خدا چاہے یا قیامت تک) ڈھیل دی گئی ہے اس عرصہ مین جسقدر شرارتین چاہے کرلے پس حضرت آدم کو سجدہ کرنے والا گروہ ملائکہ کا وہ پاک فرشتے نہ تھے جو مقرب بارگاہ ایزدی جیسے جبرائیل و میکائیل و اسرافیل وغیرہم ہین کیونکہ قرآن مجید مین ہے أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْعَالِينَ۔ یعنی تو نے (شیطان نے) یا تو تکبر کیا یا اپنے آپ کو عالین مین سے سمجھ گیا اس سے معلوم ہوا کہ ملاء اعلیٰ یعنی ملائکہ عالین حضرت آدم کو سجدہ کرنے سے مستثنیٰ تھے۔ از مولف

ف سورۂ ص آیت ۷۱ پارہ ۲۳ رکوع ۵۔

حضرت آدم کے پیدا ہونے تک ابلیس کے دل مین فرشتون سے پوشیدہ موجود تھی
توریت مقدس کتاب پیدائش کے باب ۲ کی آیت ۷ - اور مشکوٰۃ شریف
کے باب بدو الخلق کی ایک حدیث مین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام زمین کی مختلف
مٹیون سے حضرت آدم کے کالبُد خاکی کو اپنے ید قدرت سے تیار کر کے بخوائے
بیدی وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي کے اپنی روح اُسمین پھونک دی جس سے ہو گیا
آدم جیتی جان - اور ملائکہ جو سجدہ کے منتظر کھڑے تھے معًا سجدہ کے لئے زمین پر
جھک گئے - اور سر بسجود ہو کر سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَىٰ کہا - لیکن ابلیس لعین نے سجدہ
نہین کیا اور اپنے خبث باطنی کی بنا پر کہا " اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَّ
خَلَقْتَهُ مِن طِينٍ " ابلیس کا یہ کہنا تھا کہ فوراً ہی اُسکے گلے مین طوق لعنت قدرت سے
ڈالا گیا - جب سجدہ سے ملائکہ نے سر اُٹھا کر یہ حال دیکھا تو مارے خوف کے پھر مکرر سجدہ
مین گر گئے - غالبًا اسی اُصول پر ہر رکعت نماز اسلامی مین دو سجدہ ہین - پھر ملائکہ نے
سجدہ سے سر اُٹھا کر بخوف خداوندی نہایت عاجزی سے عبرت انگیز لہجہ مین بارگاہ صمدیت
مین عرض کی

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ	تو پاک ہے ہمین کوئی علم نہین - مگر جتنا تو نے ہمین سکھایا بے شک تو جانتا اور حکمت والا ہے

یہ عبرت انگیز آدم اور شیطان والا قصہ ہماری عبرت حاصل کرنے کو مفصل قرآن کریم
مین مذکور ہے -

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ	ہم نے فرشتون سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو شیطان کے سوا (سب کے سب) جھک پڑے مگر اُسنے نہ مانا اور شیخی مین آگیا اور کافرون (نافرمانون

۱ سورہ اعراف پارہ ۸ - رکوع ۲ ۲ سورہ بقر - رکوع ۴ - پارہ اول ۳ سورہ بقر - رکوع ۴ - پارہ اول

مین سے) ایک وہ بھی ہوگیا۔

غرضیکہ حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام مقبول بارگاہ ایزدی اور مورد انعام رحمانی ہوکر جنت عدن مین رہنے لگے اور شیطان لعین اپنی نافرمانی کی وجہہ سے ملعون ہوا۔

حضرت آدم والی جنت

توریت کتاب پیدایش کے باب ۲ کی آیت ۸ مین ہے اور لگایا[1] خدائے معبود نے باغ[2] عدن پہلے سے[3] اور کہا[4] وہان آدم کو جسے بنایا تھا۔ اوگایا خدائے معبود نے زمین سے ہر درخت اچھا دیکھنے مین اور ستھرا کھانے مین۔ اور درخت زندگی کا بیچ مین باغ کے اور درخت پہچان برائی اور بھلائی کا۔ اور نہر نکلی عدن سے واسطے سینچنے باغ کے اور وہان سے ایکلی ہوئی اور ہوئین چار دھارین۔ نام پہلی کا فیشون ہے وہ پہونچتی ہے تمام زمین حویلہ کو جس جگہہ ہوتا ہے سونا۔ اور نام دوسری کا جیحون ہے وہ پہونچتی ہے تمام زمین کوش کو۔ اور نام تیسری کا دقلہ (دجلہ) ہے اور وہ جاتی ہے آگے شور کے۔ اور نہر چوتھی وہ فرات ہے۔ اور لیا خدائے معبود نے آدم کو اور رکھا اُسی باغ عدن مین اُسکے شیو کرکو[5] یہ جنت عدن ایک باغ تھا جسکو اُسکی خوبیون کی وجہ سے کلام الٰہی مین

---

[1] پیدایش ۱۳-۱۰-اشعیاہ-۵۱-۳-حزقیل ۲۸-۱۳-یوئیل ۲-و۳-

[2] پیدایش باب ۳-آیت ۲۴-

[3] پیدایش ۴-۱۶-۲-سلاطین ۱۹-۱۲-حزقیل ۲۷-۲۳-

[4] توریت کتاب پیدایش باب-۲-آیت ۱۵-

[5] توریت کتاب پیدایش باب ۲-آیت ۹-لغایت ۱۵-

کنایۃً بہشت کے لقب سے یاد کیا گیا۔ مگر یہ جنت اُن بہشتون مین سے نہین ہے جن کے ملنے کا وعدہ اہل ایمان سے کلام اللہ مین کیا گیا ہے اور جو بعد موت کے اہل ایمان کو بنا بر سکونت ملی گی۔ چنانچہ ابو القاسم بلخی اور ابو مسلم اصفہانی جو علما محققین مین سے ہین فرماتے ہین کہ یہ باغ (جنت) زمین مین ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو اُتارنے کا لفظ کہا ہے اُسکے معنی ایک جگہہ سے دوسری جگہہ جانے کے ہین جیسے کہ دوسری جگہہ اللہ تعالیٰ نے "اهْبِطُوا مِصْرًا" فرمایا ہے[1] اور معتزلہ نے کہا وہ جنت ایک باغ تھا فلسطین کے مُلک مین یا درمیان فارس اور کرمان کے اُسکو بنایا تھا اللہ تعالےٰ نے آدم کے آزمانے کو۔[2] اور امام ابن قیم نے اپنی کتاب حادی الارواح مین لکھا ہے کہ وہ جنت جسمین آدم علیہ السلام رہے زمین پر تھا۔ اور امام ابن قتیبہ نے اپنی کتاب معارف مین لکھا کہ آدم اور اُسکی بی بی کو پیدا کر کے فرمایا جاؤ آباد ہو بڑہو پھلو پھولو اور زمین کو بھر دو اور طرح طرح کے دریاؤن۔ آسمان کے پرندون۔ زمین کے مویشیون گھاس پات اور درخت وثمر سب پر قابض ہو جاؤ۔ اسکے بعد لکھتے ہین وہ جنت جہان یہ حکم ہوا زمین مین ہے اور پھر فرماتے ہین کہ فردوس کو بنایا اور اُسمین چار نہرین بنائین سیحون۔ جیحون۔ دجلہ۔ فرات[3]۔ اور مولوی نور الدین صاحب نے آسمانی جنتون اور حضرت آدم والی جنت مین جو مغائرت قرآن مجید سے دکھلائی ہے اُسکو بجنسہ ہم یہان لکھتے ہین

(۱) جنت الخلد جسمین نیک لوگ موت کے بعد داخل ہونگے اُسکی صفت قرآن کریم فرماتا ہے کہ وہ دار المقام ہے جہان داخل ہو کر پھر لوگ نہ نکلین گے آدم علیہ السلام جس جنت مین رہے وہان سے نکلے۔ یا نکالے گئے۔

---

[1] تفسیر فتح البیان۔

[2] تفسیر بیضاوی سورہ بقر تحت ۳۵۔

[3] تصدیق براہین احمدیہ صفحہ

(۲) جنت الخلد دار تکلیف نہین ہے۔ اور جہان آدم علیہ السلام رہتے تھے وہان اُنکو درخت ممنوع کا پھل کھانے کی ممانعت تھی۔ یہ تکلیف اُنکے حق مین موجود تھی

(۳) جنت الخلد کو اللہ تعالیٰ نے دار السلام فرمایا ہے۔ اور حضرت آدم و حوا علیہم السلام جہان رہتے تھے وہان سے سلامت نہ نکلے اور وہ جگہہ اُنکے لئے دار السلام نہوئی۔

(۴) جنت الخلد کا نام دار القرار ہے۔ اور جہان آدم علیہ السلام اقامت پذیر تھے وہ مقام اُنکے لئے دار الزوال ہوگیا۔

(۵) جنت الخلد کی تعریف مین آیا ہے "وَمَا هُمْ عَنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ" اور آدم علیہ السلام جہان مقیم تھے۔ وہان سے نکلے یا نکالے گئے۔

(۶) جنت الخلد کی نسبت آیا ہے لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ اور جہان آدم علیہ السلام رہتے تھے وہان اُنکو تکلیف پہونچی۔

(۷) جنت الخلد کی نسبت وارد ہے لَا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ اور جہان آدم علیہ السلام مقیم تھے وہان شیطان نے لغو اور گناہ کیا۔

(۸) جنت الخلد کی نسبت فرمایا ہے لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّ لَا كِذّٰبًا اور جہان آدم علیہ السلام رہے وہان اُنہون نے جھوٹ سُنا۔

(۹) جنت الخلد آسمان مین ہے۔ اور جس جنت مین آدم علیہ السلام رہے وہ زمین پر تھی جیسے کہ فرمایا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِيْفَةً

(۱۰) جنت الخلد مین شیاطین کی خبیث باتین نہین پہونچ سکتی جیساکہ فرمایا۔ بَلْ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھکو سدرۃ المنتہیٰ دکھلایا گیا اُسکی جڑ مین (جہان وہ ہے) چار نہرین ہین۔ دو نہرین چھوٹی اور دو نہرین بڑی پھر پوچھا مین نے جبرائیل سے۔ پھر کہا اُنھون نے چھوٹی نہرین باغ مین ہین اور بڑی

نہرین ہین فرات اور نیل[1] یہ دونو دریا فرات اور نیل زمین پر ہین نہ کہ آسمان پر۔
اور سدرۃ المنتہیٰ کی نسبت قاضی عیاض فرماتے ہین کہ سدرۃ المنتہیٰ (یعنی
درخت پہچان بہلائی اور بُرائی کا) زمین مین ہے۔

ابتدائی سکونت آدمؑ

حضرت آدم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نہایت آرام کے ساتھ جنت
مین بحکم خدا رہنے لگے[2] لیکن وہان کوئی اپنا ہمجنس نہونے کی وجہ سے پریشان
رہتے تھے ایک دن جبکہ وہ خواب استراحت مین بے خبر تھے۔ بحکم اُس خلاق
مطلق کے اُنکی بائین پسلی سے بی بی حوّا پیدا ہوئین[3] جب حضرت آدم بیدار
ہوئے تو اُنکو اپنے پاس بیٹھا پایا اور اُن سے دریافت کیا کہ تو کیون پیدا کی گئی ہے
وہ بولین اسواسطے کہ رہون تمہاری خدمت مین[4] حضرت آدم سے فرشتون نے
دریافت کیا کہ اسکا نام کیا ہے۔ اُنھون نے کہا حوّا۔ وہ بولے کہ تو نے کس لئے
اسکا نام رکھا حوّا۔ کہا اِس لئے کہ یہ پیدا ہوئی ہے جیتی چیز سے[5]
حضرت آدم اور بی بی حوّا جنت مین اسطرح رہنے لگے جیسے ایام طفولیت
مین معصوم بچے۔ اُنکو اُس رزاق عالم نے تمام درختون کے پھل از قسم میوہ جات و
بقولات کے کھانیکی اجازت دی۔ مگر وسط باغ مین ایک درخت پہچان بہلائی

سلہ - صحیح بخاری فی الحدیث المعراج۔
سلہ - توریت کتاب پیدایش آیت ۲۱-۲۲-۲۳- تفسیر کبیر سورہ بقر تحت آیت ۳۵- بروایت
سدی- ابن مسعود- ابن عباس وغیرہم رضی اللہ عنہم۔ وصحیح بخاری کتاب الانبیا باب خلق آدم۔
سلہ کتاب پیدایش باب ۲ آیت ۲۱ و ۲۲- و تفسیر کبیر- وسورہ بقر آیت ۳۵۔
سلہ - تفسیر کبیر- تحت آیت ۳۵- سورہ بقر بروایت ابن مسعود و ابن عباس۔
سلہ - ایضاً۔

اور بُرائی کا تھا اُسکی نسبت فرمایا۔

وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ [1]	اور کہا ہم نے اے آدم تو اور تیری بیوی اِس جنت مین رہو اور جو چاہو اُسمین سے کھاؤ۔ مگر اُس درخت ممنوع کے نزدیک مت جائیو کہ گنہگار ہو جاؤ گے۔

قسم درخت ممنوع کے کتب الہامیہ مین مذکور نہین ہے اسلیئے مفسرین کے خیالات مختلف ہین [2] لیکن مفسرین توریت نے لکھا ہے کہ وہ درخت صرف پہچان بُرائی اور بھلائی کا ایک ذریعہ تھا جسکو انسانی ذمہ داری کہتے ہین۔ [*]

چونکہ شیطان لعین جو اپنی راندہ درگاہ ہو جانے کی وجہ سے ہر وقت حضرت آدم کے درپے تخریب رہتا تھا اُسنے اُنکے دلمین یہ وسوسے ڈالنے شروع کیے کہ درخت ممنوع کا پھل کھانے سے تمکو ابدی زندگی حاصل ہوگی [3] مگر حضرت آدم اُس ملعون کے دہوکہ مین نہین آئے اور اُسکی قسم پر کچھ بہروسہ نہین کیا۔ لیکن حضرت حوا شیطان لعین کے فریب کو نہین سمجھین اور اُس ملعون کے کہنے پر باین امید کہ ہمکو ابدی زندگی حاصل ہوگی درخت ممنوع کا پھل خود بھی کھایا اور حضرت آدم کو بھی کھلایا [4] اور وہ پھل کھاتے ہی کھل گئین آنکھین اُن دونون کی اور جانا اُنھون نے کہ ہم ننگے ہین۔ اور دونون ایک دوسرے سے مارے شرم کے درختون کی آڑ مین جا چھپے اور اپنے اپنے

[1] سورہ بقر آیت ۳۵۔ پ اول رکوع ۴۔

[2] تفسیر کبیر۔ تفسیر مدارک۔ تفسیر کشاف۔ تفسیر فتح البیان وغیرہ ملاحظہ ہو۔

[3] سورہ طہٰ آیت ۱۲۰۔ توریت کتاب پیدایش باب ۳۔ آیت ۵۔

[4] کتاب پیدایش باب ۳۔ آیت ۶ و ۱۲۔ سورہ اعراف آیت ۱۲۰ و ۱۲۱۔

[*] کتاب پیدایش باب ۳۔ آیت ۱۱۔

ستر برہنگی کو انجیر کے پتون سے چھپایا۔[۱] اور دہین اُنپر جلال خداوندی نازل ہوا اور الہاماً آواز آئی۔ کہ تو اے آدم ہماری نصیحت کو بھول گیا۔[۲] آدم نے اپنے رب سے عہد کیا وہ توڑ دیا اور بھٹک گیا۔ چونکہ حضرت آدم کا اِسمین دلی ارادہ اور قصد نہ تھا۔[۳]

وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ۝ [۴]

آدم نے عہد کیا وہ بھول گیا۔ اور اُس مین اُسکا کوئی قصد نہ تھا۔

تاہم یہ حرکت آدمؑ کی حکم خداوندی کے خلاف تھی جسکی وجہ سے وہ عام حیوانات سے ممیز و ممتاز ہوکر اپنے فعل کا آپ جوابدہ اور فرائض اور ذمہ داری انسانیہ کی قید مین مقید ہوگیا۔[۵] حضرت آدم کی اِس سادگی اور بھولے پن کی نسبت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

[۶] إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ۝

ہم نے دکھلائی آمانت آسمان اور زمین کو۔ اور پہاڑون کو۔ پر اُن سب نے قبول نہین کیا کہ اُسکو اُٹھاوین۔ اور اُس سے ڈر گئے۔ اور اُٹھالیا اُسکو انسان نے یہ ہے بڑا ہی نڈر نادان۔

ف۱ - توریت کتاب پیدائش باب ۳ - آیت ۷ - فتح الباری صحیح بخاری - کتاب الانبیا۔

ف۲ - توریت کتاب پیدائش باب ۳ - آیت ۸ - لغایت ۱۰ - سورہ اعراف آیت ۲۲ -

ف۳ کتاب پیدائش باب ۳ - آیت ۱۷ -

ف۴ - سورہ طٰہٰ آیت ۱۱۵ - رکوع ۶ - پارہ ۱۶ -

ف۵ - توریت کتاب پیدائش باب ۳ - آیت ۲۲ -

ف۶ - سورہ احزاب آیت ۷۲ - رکوع ۹ - پارہ ۲۲ -

اس واقعہ کے بعد حضرت آدمؑ و حوّا پر سے دست قدرت کی وہ شفقت اُٹھ گئی جسکے ذریعہ سے اُنکی رزق رسانی ہوتی تھی [۱] اور حکم ہوا۔

فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ	پھر نکالا اُنکو اُس مین سے جسمین وہ دونون تھے

چنانچہ پیدایش کے باب ۳-آیت ۲۴- مین ہے۔ اور نکالدیا آدم کو اور مقرر کیا [۲] سامنے جنت عدن [۳] کے فرشتون کو اور چمکتی تلوار گھومتی کو واسطے حفاظت راستہ درخت زندگی کے۔

ہجرت آدم

حضرت آدم و حوّا علیہم السلام اپنے قصور پر ندامت سے سر جھکائے بہ تعمیل حکم ایزدی۔ جنت عدن سے کسی سمت کو چل نکلے اور بارگاہ ستار العیوب مین نہایت عاجزی سے عرض کی۔

قَالَ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ٥	کہا اُنھون نے اے رب ہمارے ہم نے زیادتی کی اپنی جان پر۔ اور اگر تو نہ بخشیگا ہمکو اور ہمپر رحم نہ کریگا تو ہم ہوجاینگے نامرادون سے

یہ دعا حضرت آدم علیہ السلام کی مقبول ہوئی اور چند باتین بطور ہدایت کے الہاماً حضرت آدمؑ کو تبلائین گئین۔

---

[۱] - کتاب پیدایش باب ۳- آیت ۱۷ لغایۃ ۱۹- اشعیاء- ۲۴- ۵- ۶- نامۂ رومیہ ۸- ۲۰- سورہ اعراف آیت ۲۴ و ۲۵- سورہ بقر آیت ۳۶-

[۲] - سورہ بقر آیت ۳۶- رکوع ۴- پارہ اول- [۳] پیدایش باب ۲- آیت ۸-

[۴] - زبور- ۱۰۴- ۴- نامہ عبرانیان- ۱- ۷-

[۵] - سورہ اعراف آیت ۲۲- رکوع ۲- پارہ ۸-

فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝[۵۱]	پھر سیکھ لین آدم نے اپنے رب سے کئی باتین پھر متوجہ ہوا اُسپر بے بیشک وہی ہے معاف کرنیوالا مہربان۔

جب حضرت آدم مطمئن ہوئے تو اپنے ہاتھون کی ریاضت و محنت سے بذریعہ پھل درختون اور شکاری جانورون کے گذر اوقات کرنے لگے اور اُنہین کی کھال کے کپڑے بنائے[۵۲] اور جب اپنی بیوی حوّا سے بطریق مردانہ واقف ہوئے تو اُنکے یکے بعد دیگر دو لڑکے پیدا ہوئے۔ اُنمین سے ایک کا نام ہابیل دوسرے کا نام قابیل تھا[۵۳]۔ ہابیل نے بکریون وغیرہ کی گلہ بانی اختیار کی اور قابیل نے پیشہ زراعت اور دونون نے اپنی اپنی پیداوار سے بطور زکوۃ کے درگاہ خداوندی مین نذرین گذرانین[۵۴]۔ ہابیل کی قربانی جو بہ نیت خالص تھی بذریعہ شعلۂ آتشین[۵۵] بارگاہ ایزدی مین مقبول ہوگئی۔ اور قابیل کی قربانی کیطرف جو خالص نیت سے نہ تھی وہ شعلۂ آتشین متوجہ نہ ہوا۔ اسیات پر قابیل کو اپنے بھائی پر غصہ آیا[۵۶]۔ اور ایک روز جنگل مین جہان ہابیل تھا جاکر ایک پتھر قابیل نے اُٹھا مارا۔ اور اُسکو مار ڈالا[۵۷]۔ اِس قتل ناحق کی پاداش مین قابیل کی پیشانی پر بطور نشان مجرمیت کے قدرتاً ایک سیاہ داغ ہوگیا[۵۸] (غالباً اسی بنا پر پیشانی مجرم گودنیکی رسم زمانہ سابق مین رائج تھی)

[۵۱] - سورہ بقر رکوع ۴۔ [۵۲] پیدایش باب ۳ - آیت ۲۱ - [۵۳] کتاب پیدایش باب ۴ آیت ۱-۲-۳ - تفسیر کبیر - [۵۴] کتاب پیدایش باب ۴ آیت ۳ و ۴ و ۵ - [۵۵] ابتدائی زمانہ مین کوئی نذر و نیاز کا لینے والا نہ تھا - اسلیے شعلہ آتشین خود بخود قدرتاً ظاہر ہوکر اشیا نذر و قربانی جلا دیتا تھا اور یہی قبول ہونے نذر و قربانی کا ظاہر نشان تھا۔ اس قسم کے شعلہ آتشین کے ظاہر ہونے کا دستور حضرت موسیٰ کے عہد تک رہا بعد مین بند ہوگیا - از مولف۔

[۵۶] تفسیر کبیر - توریت پیدایش باب ۴ - آیت ۴ -

[۵۷] توریت کتاب پیدایش باب ۴ - آیت ۸ - سورہ مائدہ آیت ۳۰ لغایت ۳۳ -

[۵۸] تفسیر التوریت پیدایش باب ۴ - تحت آیت ۱۷ - ۱۸ - ۱۹ -

اور قابیل وہان سے جس جگہہ رہتا تھا حضرت آدم سے منہ چھپا کر زمین نود مین جسے اب فارس کہتے ہین۔ بھاگ گیا۔ تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ شیطان نے قابیل سے کہا کہ تیرا بھائی ہابیل آگ کی پرستش کرتا تھا۔ اسلیئے قربانی اُسکی منظور ہوئی اگر تو بھی یہ طریقہ اختیار کرے تو تیری قربانی منظور ہو کر تیرا گناہ معاف ہو۔ قابیل نے شیطان کے غلط کہنے پر آتش پرستی شروع کی۔ اُسی کا بقیہ اثر اب تک فارسیون مین موجود ہے۔ قابیل کے حنوک۔ حنوک کے ایراد۔ ایراد کے مجویائیل۔ مجویائیل کے متوشائیل۔ متوشائیل کے لامک پیدا ہوا۔ یہ سب اولاد کثیر کے مورث اور بڑے نام آور بہادر اور ادیان باطلہ بت پرستی۔ آتش پرستی کے بانی ہوئے ہین اور جہان کہین دین باطل کے آثار پائے جاتے ہین وہ سب قابیلی لوگون کی کارگذاری یا اُنکی صحبت کا اثر ہے۔

حضرت شیث کی پیدایش اور اُنکی اولاد

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ۱۳۰۔ برس کی عمر مین حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے اب ہم ایک گوشوارہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت نوح علیہ السلام تک لکھتے ہین۔ جسمین سلسلہ کے لیئے صرف مورث اور ایک وارث کا نام لکھا جاتا ہے اور گوشوارہ مذکورہ کے خانہ دوم مین وارث و مورث کا نام ہے۔ اور خانہ نمبر ۳ سے سن تولید وارث باعتبار عمر مورث کے و خانہ نمبر ۴ سے کل عمر ہر شخص کی معلوم ہوگی اور خانہ نمبر ۵ مین آیات و باب توریت مقدس کا نمبر تصدیق گوشوارہ کے لیئے لکھدیا ہے۔

نمبر شمار	نام مورث و بزرگان	عمر مورث جب کہ فرزند پیدا ہوا باعتبار سنین	کل عمر مورث	کتاب پیدائش کی آیات معہ باب
۱	حضرت آدم	۱۳۰	۹۳۰	باب ۵ آیت - ۵ -
۲	حضرت شیث	۱۰۵	۹۱۲	باب ۵ آیت ۶ - ۹ - ۱۰ - ۱۱ -
۳	حضرت انوش	۹۰	۹۰۵	" آیت ۱۲ - ۱۳ - ۱۴ -
۴	قینان	۷۰	۹۱۰	" " ۱۵ - ۱۶ -
۵	مہلل ایل	۶۵	۸۳۰	" " ۱۷ - ۱۸ -
۶	یارد	۱۶۲	۹۶۲	" " ۱۹ - ۲۰ -
۷	حنوک یعنی ادریس	۶۵	۳۶۵	" " ۲۱ - ۲۲ - ۲۳ -
۸	متوشلح	۸۷	۹۶۹	" " ۲۴ - ۲۵ - ۲۶ -
۹	لامخ	۱۸۲	۷۷۰	" " ۲۸ لغایت ۳۱
۱۰	حضرت نوح	۵۰۰	۹۵۰	باب ۶ از ابتدا تا انتہا

طوفان نوح

طوفان سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کے حام - سام - یافث - تین بیٹے پیدا ہو چکے تھے اور وقوع طوفان کے زمانہ مین حضرت نوح کی عمر (۶۰۰) برس کی تھی[۱] حضرت شیث علیہ السلام کی اولادِ خدا پرست مین بھی آخر کار قابیلیون کی صحبت نے اثر کیا اور رفتہ رفتہ بت پرستی اور بدکرداری اور فسق و فجور پھیلتا گیا اور حضرت شیث اور حضرت ادریس کی پند و نصایح کچھہ کارگر نہ ہوئی بالآخر

[۱] پیدائش باب ۵ آیت ۳۲ - باب ۷ آیت ۱۰ - تفسیر عزیزی و معالم التنزیل

حضرت نوح کے مبعوث ہونے تک تمام قوم کے ایسے ناگفتہ بہ حالت ہو گئی کہ ہر ایک شخص بلا نکاح ہر ایک عورت کو مباح سمجھنے لگا - اور شریعت آدم و شیث اور ادریس کو بالکل درہم برہم اور فراموش کر دیا [1] اور ان لوگون کے لیے حضرت نوح نے قریباً ۵۵۰ برس تک وعظ کیا اور بہت سمجھایا مگر وہ لوگ حضرت نوح کی پند و نصایح کو ہنسی اور ٹھٹھون مین اڑانے لگے [2] اور ایک نہ سنی تو حضرت نوح نے اُس زمانہ کے بدکار لوگون سے تنگ ہو کر بارگاہ قہاری مین عرض کی -

[3] وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا ۝ إِنَّكَ إِن تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۝

کہا نوح ؑ نے اے رب نچھوڑ اس زمین پر کافرون کا ایک گھر بسنے والا - بے شک اگر چھوڑے تو انکو گمراہ کرین تیرے بندون کو اور نہ پیدا ہونگے اُن سے مگر بدکار اور حق بات کے منکر -

یہ عرضداشت نوح علیہ السلام کی بارگاہ صمدیت مین منظور اور قبول ہوئی - اور انکو ایک عظیم الشان طوفان کی جو بذریعہ پانی کے واقعہ ہونے والا تھا - اطلاع دیگئی - اور کشتی بنانے کا حکم ہوا - حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم نافرمان مین طوفان واقع ہونے کا اعلان کر کے خود کشتی بنانے مین مصروف ہوئے - جب یہ کشتی بنکر تیار ہوئی [4] اور وقوع طوفان کا وقت قریب آیا تو اُسمین اوپر کے

---

[1] - پیدایش باب ۶ آیت ۲ - لغایۃ ۵ -

[2] - سورہ الذاریات آیت ۴۶ - پارہ - ۲۶ -

[3] پیدایش باب ۶ - آیت ۸ - ۹ سورہ نوح آیت ۲۶ - ۲۷ - پ ۲۹ -

[4] توریت کتاب پیدایش باب ۶ - آیت ۱۵ - لغایت ۱ - سورہ مومنون آیت ۷ - پارہ - ۱۸ -

طبقہ مین نوح علیہ السلام اور اُنکے تینون بیٹے - اور اُن سب کی بی بیان بیٹھین اور بیچ کے طبقہ مین مویشی و دیگر چرپائے صحرائی و پرند وغیرہ - اور نیچے کے آخری طبقہ مین درندہ وغیرہ جانورون کو رکھا۔[۱] جب سب کشتی پر سوار ہوگئے تو موسلا دہار پانی اسطرح پر برسنا شروع ہوا کہ گویا آسمان و زمین کے دہانے کھل گئے تھے اور چالیس روز برابر پانی برستا رہا۔[۲] اور سب کفار معہ جانورون اُس زمین کے غرق آب ہوگئے[۳]

فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِیْنَ ۝[۴]	پھر بچا دیا ہمنے اُس کو (نوح کو) اور جو اُسکے ساتھ تھے اُس بھری کشتی مین پھر ڈبو دیا بعد کو اُن باقی رہے ہوؤن کو۔

کشتی پانچ ماہ تک پانی پر تیرتی رہی[۵] اور زمین خشک ہونے کے بعد جودی پہاڑی پر (جو آرمینیہ مین واقع ہے) ٹہیری[۶] اور سب کشتی والون کو ہمراہ لیکر نوح علیہ السلام سلامتی کے ساتھ زمین پر اُترے۔

قِیْلَ یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَیْكَ وَعَلٰۤى اُمَمٍ مِّمَّنْ[۷]	حکم ہوا کہ اے نوح اُترو سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے اور برکتون کے ساتھ

---

[۱] - توریت کتاب پیدایش باب آیت ۷ - تفسیر کبیر بروایت حضرت ابن عباس -

[۲] توریت کتاب پیدایش باب آیت ۱۱ - سورہ قمر آیت ۱۱ - و ۱۲ -

[۳] توریت کتاب پیدایش باب آیت ۱۳ - لغایت ۱۶ - تفسیر کبیر بروایت حضرت ابن عباس

[۴] سورہ شعراء پارہ ۱۹ - رکوع ۶ - ۶ -

[۵] توریت کتاب پیدایش باب ۷ - آیت - ۱۹ - لغایت - ۲۱ -

[۶] توریت کتاب پیدایش باب ۷ - آیت ۲۴ - وباب ۸ - آیت - ۴ -

[۷] سورہ ہود - پارہ - ۱۲ - رکوع - ۴ -

مَّعَكَ وَ اُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُم مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيمٌ ۝	تجھپر اور اُن (مسلمان) فرقونپر جو تیرے ساتھیون سے (پیدا) ہونگے اور دوسرے (کافر) فرقون کو ہم فائدے دینگے پھر اُنکو پہنچیگا ہماریطرف سے دردناک عذاب

طوفان کے بعد حضرت نوح ۳۵۰ برس اور زندہ رہے اور کل عمر نوح کی ۹۵۰ برس کی ہوئی۔ حضرت نوح کے حام۔ سام۔ یافث۔ تینون بیٹے کثیر التعداد اولاد کے مورث ہوئے ہین لیکن تمام بنی اسرائیل و بنی اسمعیل سام بن نوح کی اولاد ہین۔ اسلیے ہم ایک گوشوارہ حسب ترتیب سابق حضرت ابراہیم علیہ السلام تک لکھتے ہین۔

نمبر شمار	نام مورثان اولاد	کتنے برس کی عمر مین انکی اولاد پیدا ہوئی	کل عمر مورثان	بنابر تصدیق حوالہ باب و آیت توریت مقدس کتاب پیدایش۔
۱	حضرت نوح	۰	۹۵۰	باب ۱۱- آیت ۱۰- و ۱۱-
۲	سام	۰	۶۰۰	باب ۱۱- آیت ۱۲- و ۱۳-
۳	ارفکشد یا ارفخشد	۳۵	۴۳۸	باب ۱۱- آیت ۱۴- و ۱۵-
۴	شلح یا شالخ	۳۰	۴۳۳	باب ۱۱- آیت ۱۶- ۱۷-
۵	عیبر یعنی حضرت ہود	۳۴	۴۶۴	باب ۱۱- آیت ۱۸- ۱۹-
۶	فلغ یا فالغ	۳۰	۲۳۹	باب ۱۱- آیت ۲۰- ۲۱-
۷	رعو	۳۲	۲۳۹	باب ۱۱- آیت ۲۲- ۲۳-
۸	سروغ	۳۰	۲۳۰	باب ۱۱- آیت ۲۴- ۲۵-
۹	ناحور	۲۹	۱۴۸	باب ۱۱- آیت ۲۶- ۲۷-
۱۰	تارح یعنی آذر	۷۰	۲۷۵	
۱۱	حضرت ابراہیم	۸۶	۱۲۰	

حضرت ابراہیم اور اُنکی اولاد

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک ہی بی بی حضرت سارہ کا ذکر زیادہ تر توریت
مقدس مین ہے کیونکہ نزول توریت شریف کے وقت کلام آلہی کے مخاطب صرف
بنی اسرائیل ہی جو سارہ کی اولاد مین ہین تھے ۔ اور بی بی ہاجرہ کی اولاد بنی
اسمعیل اُس زمانہ مین بنی اسرائیل سے علیحدہ ملک عرب مین آباد تھے ۔ اسلیئے اُنکا
توریت مین ذکر بہت ہی کم ہے تاہم توریت مقدس مین بعض مقام پر بی بی ہاجرہ کا
بھی ذکر ہوا ہے ۔ و نیز دیگر تاریخون مین کچھہ کچھہ تذکرہ بی بی ہاجرہ کا ہے جن سے بی بی
ہاجرہ کے حسب نسب اور مولد و مسکن کا ٹھیک طور پر پتہ چلتا ہے چنانچہ سفر الیسار یہودیون
کی ایک معتبر تاریخ ہے اُسمین لکھا ہے کہ شہر بابل دار السلطنت نمرود مین جہان
تارح (آذر) اور اُسکے خاندان کے لوگ حضرت ابراہیم وغیرہ رہتے تھے اُنمین کا
ایک شخص حکیم ہنرمند ذکی الطبع جو اکثر علوم صنایع و بدایع مین کمال رکھتا تھا اور اُسکا
نام رقیون تھا مگر یہ رقیون بہت ہی مفلس اور مفلوک الحال تھا ۔ تنگی اور عسرت زمانہ کی
وجہ سے اُسنے اپنا اصلی وطن ترک کر کے مصر کی راہ لی جب وہ وہان پہونچا اور
اُسکی لیاقت اور دانشمندی باشندگان مصر پر ظاہر ہوئی اور رفتہ رفتہ شاہ مصر بھی اُسکی
دانشمندی اور نکتہ سنجی سے واقف ہوا تو اُسنے اُسکو براہ قدردانی اپنی عیان سلطنت
مین داخل کر لیا آہستہ آہستہ رقیون کل کاروبار سلطنت پر حاوی ہوتا گیا ۔ اور بالآخر
خود بادشاہ مصر ہو گیا یہی رقیون پہلا وہ شخص ہے جس نے اول لقب فرعون اختیار
کیا ۔ پھر شاہان مصر فرعون کے لقب سے ہوتے رہے ہین اسی فرعون کے زمانہ بادشاہت
مین حضرت ابراہیم علیہ السلام بوجہ قحط سالی کے فلسطین (شام) سے روانہ ہو کر معہ
اپنی اہل بیت کے مصر مین پہونچے اول اول فرعون نے حق قرابت کو فراموش کر کے
غلطی سے یا دانستہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مخالفت کی اور شادی کے

واسطے بی بی سارہ کو اُن سے طلب کیا مگر آخر کار پاکدامنی اور کرامت بی بی سارہ سے مجبور اور عاجز ہو کر فرعون اپنے ارادہ سے باز آیا اور بی بی سارہ کو واپس کر دیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اپنا قصور معاف کرایا اور اپنی بیٹی بی بی ہاجرہ رضہ کو واسطے تعلیم و تربیت کے بی بی سارہ کی خدمت مین سپرد کیا

(اور اسکی وجہ یہ بیان
کی) کہ میراث نہ پاویگا بیٹا لونڈی کا
بیچ میرے بیٹے اسحاق کے ساتھ - اس عبارت میں
جو الفاظ سارہ کی زبان سے نکلے ہیں کی طبیعت
کی حالت باطنی کی حالت پایا جاتا ہے ایسی حالت میں
اسوقت جبکہ یہ الفاظ سارہ کی زبان سے نکلے ہیں اور وہ غصہ اور
غصہ اور رشک سے مغلوب ہو رہی تھیں ان کا ادا ہونا بعید نہیں
انکی طبیعت کا خاصہ ہے - اور جب الفاظ مغلوب الغضب ہوکر زبان سے نکلتے ہیں
سکو ہم تک پہنچا ہے اور ان الفاظ سے جو واقعہ کے موقع پر زبان سے نکلے ہیں
کا نتیجہ ہے - خواہ وہ الفاظ صحیح ہوں یا غلط اس سے بحث نہیں
کی تحقیق میں واقعہ الامر کا بیان کرنا مقصود نہیں ہوتا - بلکہ وہ ان کے خلاف
بیان کریں - یہ قبل از حضرت ابراہیم لونڈی کا ذکر نہیں
بیت اور حضرت ہاجرہ وقوعی لونڈی نہیں تھیں اور حضرت سارہ کو
ضرورت نہیں کہ میراث نہ پاوے یہ لونڈی کا بیٹا اسحاق کے ساتھ
سے یقینی ہے کہ ابراہیم کی میراث میں حصہ دار ہونگے اسمٰعیل بھائی اسحاق کا
ہے - نیز اسکے بعد ابراہیم نے اپنی بیوی سے مستحق بنی تو ہوا تھا
دیکھو پیدائش باب ۲۵ - ۱۲ - ۱۸
سے یہ بات جب تک سبب تھیں اولاد قطورہ
سے حال اور انکی اولاد
لونڈی

بچے
ہوسکتے کے محروم الارث
ہو یا نہ ہوں کہا ہے - اور ابراہیم نے
پھر ایک عورت کی جسکا نام قطورہ تھا اور اس
سے زمران - یقشان - مدان - مدیان - اور اشباق - سوخ پیدا ہوئے
اور یقشان سے سبا اور ددان - اور ددان کی اولاد اشوریم
لطوشیم لاومیم اور مدیان کی اولاد عیفہ - عفر - حنوخ وغیرہ
اب قطورہ کی اولاد میں - اور دیا ابراہیم نے جو کچھ اُس کے تھا
اسحاق کو - اور سریوں کی اولاد کو ابراہیم نے اپنی حیات میں
پھر دیکر اسحاق کے پاس سے نکال دیا اور مشرق کی طرف عرب
میں - پس آنحضرت اسمٰعیل بھی اولاد قطورہ کی طرح لونڈی
بچہ ہونے تو حضرت سارہ کو یہ خوف نہ ہوتا کہ وہ بھی
بیٹے اسحاق کے ساتھ میراث میں حصہ پاویگا -
حضرت ہاجرہ کے حرمت کے خلاف یہ بھی کہا گیا ہے کہ میں
کہ حضرت سارہ ایک دلیر اور بیباک بی بی تھیں
جنکی نسبت یہ گمان نہیں ہوسکتا کہ وہ حاسد اور
دروغگو

تھی
اسلئے انہوں نے بلا پروا واقعہ بعض
لیکن دلی حسد سے کہا تھا - اسمٰعیل ایک
خلاف دلی لگی ہاجرہ کو لونڈی کہا - یا اسمٰعیل بیٹا
نہیں حضرت سارہ کی بیٹی نسبت ایک بات ایسی ہے
دیکھو زبان درازی یا بیوی ہونا یا کسی کے ساتھ
خالی نہیں - یہ بات انسانی فطرت ہے جیسے کوئی
ہوتا ایسے فطرتی تقاضا ہے - چنانچہ دو متضاد
ہے جیسے کوئی بات دو صفات سے خالی ہوتا ہے ایک
سیلان طبع یا طبعی اوصاف ہیں - سارہ کا رشک طبعی
باہمی لگی رہتی ہے - پس یہ بات میں ایک ہی وقت دو متضاد
یہ دنیا عالم اسباب ہے - بنابریں جگہ ایک سبب
سلسلہ زنجیر کے مانند ایک دوسرے سے وابستہ ہے - اور جس عالم کا نظام
کی بنیاد یہ ہے یعنی جو نتیجہ ایک سبب کا ہوتا ہے - وہی معلول
کہ سبب اور علت ہوتا ہے ایک واقعہ کا
واقعہ بالعدل
واقعہ

سبب
اور معلول ہے - اسی
واقعاتی زنجیر کا سلسلہ ازل سے شروع
ہو کر قیامت پر ختم ہوتا ہے -
اس منطقی اصول کو پیش نظر رکھ کر جب بنظر عمیق دیکھا
جاتا ہے تو یہ سب باتیں قدرتاً اسی رشک طبعی حضرت سارہ پر متفرع
معلوم ہوتی ہیں - ہاجرہ و اسمٰعیل کی خانہ بدوشی - بناء کعبہ - مکہ
کی آبادی - بنی اسمٰعیل کا روحانی تنزل - وحشیانہ زندگی - اول
حضرت اسحاق کی موروثی برکتوں کا عملی ظہور یعنی اسرائیلی نبوت کا
دور - بنی اسرائیل کی روحانی ترقی - زمین موعود پر تسلط اور ان برکات
کا مسیح علیہ السلام پر خاتمہ - بعدہٗ حضرت اسمٰعیل کی موروثی برکتوں
کا عملی ظہور یعنی آخری دور نبوت کا افتتاح - اسمٰعیلیوں کی روحانی
ترقی - انکا زمین موعود پر تسلط - پس ہر دو جانشینان حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی موروثی برکتوں کے نزول میں جو تقدیم
و تاخیر واقع ہوئی ہے اُسکا اصلی اور ظاہری سبب
یا علت وہی حضرت سارہ کا طبعی رشک
ہے اور اندرونی سبب یعنی
علت الٰہی

چنانچہ مفسرین توریت بھی اس واقعہ کو تسلیم کرتے ہین یعنی ربی سلومو اسحاق یہودی ایک عالم کتاب پیدایش کے سولھوین باب کی پہلی آیت کی تفسیر مین لکھتا ہے اُس عبارت عبرانی کا ترجمہ یہ ہے وہ (یعنی بی بی ہاجرہ) فرعون مصر کی بیٹی تھی جب دیکھا اُن کرامتون کو جو بوجہ سارہ کے واقع ہوئین تو کہا کہ بہتر ہے کہ رہے میری بیٹی اُسکے گھر مین خادمہ ہوکر اس سے کہ ہو دوسرے کے گھر مین ملکہ۔

دوسرا ترجمہ سرسید احمد خانصاحب نے بہت صاف یہ کیا ہے۔ کہ میری بیٹی (ہاجرہ) کا رہنا اُسکے خاندان (بنی تارح) مین خادمہ ہوکر بہتر ہے دوسرے کے گھر مین ملکہ ہوکر۔ رہنے سے[1] حضرت ابراہیم علیہ السلام وہ سازو سامان جو فرعون مصر نے نذر کیا تھا ساتھ لیکر مع اہل بیت کے اپنے وطن اصلی مین پہونچے[2] ایک مدت کے بعد بی بی سارہ نے اپنی سال خوردگی اور ایام یاس پر نظر کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بی بی ہاجرہ سے نکاح کرنے کو عرض کیا اور کہا کہ شاید بی بی ہاجرہ سے ہی کچھہ اولاد پیدا ہو حضرت ممدوح نے بی بی ہاجرہ سے نکاح کیا اور اُنکے بطن سے حضرت اسمٰعیلؑ پیدا ہوئے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ نے عورتون کی فطرت مین بہ نسبت مردون کے اولاد کی تمنا اور خواہش زیادہ ودیعت کی ہے چنانچہ حسب اقتضاء فطرت بی بی سارہ نے

---

[1] اسکے بعد سید صاحب مرحوم نے حریت بی بی ہاجرہ پر ایک بہت بڑا مضمون بدلایل معقول لکھا ہے (دیکھو خطبہ اول صفحہ ۲۹۱ لغایت ۳۰۰) اور یہ بات ثابت کردی ہے کہ بی بی ہاجرہ جیسا کہ مشہور ہے لونڈی نہ تھین بلکہ فرعون مصر کی بیٹی اور خاندان بنی تارح مین سے حضرت ابراہیم اور بی بی سارہ کے ہم کفو تھین پس جو یہود اور عیسائی ضداً اور بعض مسلمان غلطی سے اُنکو لونڈی خیال کرتے ہین وہ سخت غلطی مین ہین۔ از مولف۔

[2] خطبات احمدیہ خطبہ اولی صفحہ ۲۹۴۔

خاص اپنے لئے بھی نہایت شوق سے اپنے دلمین اولاد کی آرزو کی اور اُنکو خواب مین اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ بشارت ہوئی کہ تجھکو بھی ایک فرزند عطا ہوگا گو بی بی سارہ کو ایام یاس کا زمانہ پہونچ چکا تھا مگر وہ بھی حاملہ ہوئین اور اُنکے بطن سے حضرت اسحٰق پیدا ہوئے[لہ] اسلیے یہود اور عیسائی حضرت اسحاق کا وعدہ کے طور پر اور حضرت اسمٰعیل کا جسمی طور پر پیدا ہونا کہتے ہین -

جب حضرت اسمٰعیل ؑ پیدا ہوئے - حضرت ابراہیم علیہ السلام ۸۶ برس کے تھے اور حضرت اسحاق کے تولد ہونے کے زمانہ مین حضرت ممدوح پورے سو برس کے ہوچکے تھے[۲ہ] اس حساب سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسمٰعیل حضرت اسحاق سے ۱۳ یا ۱۴ - برس بڑے اور پہلوٹھا تھے اس لئے حضرت ابراہیم کی جانشینی کے مستحق تھے اور یہی وجہ ناراضگی بی بی سارہ کی ہوئی -

(حضرت ابراہیم ؑ و اسمٰعیل ؑ کی مفارقت)

جب حضرت اسحاق علیہ السلام اندازاً چار برس کے ہونگے اُنکی کسی بات پر حضرت اسمٰعیل سے کچھ تکرار ہو گئی گو یہ تکرار معمولی باہمی بچون کی تھی مگر بی بی سارہ کو سخت شاق گذری جیسا کہ سوکن کی اولاد سے حسب اقتضائے فطرت شاق گذرنا چاہیئے تھا اسی برہمی اور غصہ کی حالت مین بی بی سارہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کی کہ اس لونڈی اور اُسکے لڑکے کو نکالدو تا کہ میراث

لہ سفر تکوین موسیٰ باب ۱۶ - آیت ۱۶ - و باب ۱۲ - آیت ۵ خطبات احمدیہ خطبہ اول صفحہ ۲۰۹ -

۲ہ خطبات احمدیہ صفحہ ۲۹۷ -

نہ لے یہ لونڈی بچہ میرے بیٹے اسحاق کے ساتھ[1] بی بی سارہ کی زبان سے
جو تہتک آمیز الفاظ حضرت اسمٰعیل اور بی بی ہاجرہ کی شان مین نکلے تھے اُنکو
سنکر حضرت ابراہیم علیہ السلام نہایت ملول اور سخت ناراض ہوئے تو خداوند
عالم الغیب نے (جو حضرت اسمٰعیل اور اُنکی اولاد کی عظمت آیندہ واقع ہونیوالی کا ازل
مین مقدر کرنیوالا ہے) اُنکی تشفی خاطر کیواسطے فرمایا۔ کہا اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ سے
تیری نظرونمین برا نہ معلوم ہو اس لڑکے اور اپنی لونڈی کی وجہ سے جو کچھہ تم سے
سارہ کہتے ہے اُسکی بات مان لے کیونکہ اسحاق سے تیری نسل کہلائیگی اور اس
لونڈی کے لڑکے کو بھی ایک قوم کرونگا۔ کیونکہ وہ بھی تیری ہی نسل سے ہے[2]
ماحصل اس آیت شریفیہ کا یہ ہے کہ سارہ جنکو خواہ لونڈی اور لونڈی بچہ
صرف میراث اپنے بیٹے کو کم ملنے کے خوف سے کہتی ہے اُنکو تو ہماری قضاوقدر
پر بھروسہ کرکے نکالدے کہ اُسکی اولاد کو بھی ایک زبردست قوم کرونگا۔ اور نجابت
اور شرافت مین آخرکار یہ قوم تمام قومون سے بوجہ نبی آخرالزمان کے افضل
ہوگی جیساکہ انجام کار واقع ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رضائے الٰہی پر
راضی ہوکر بی بی ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل کو کچھہ کھانا اور ایک مشکیزہ پانی دیکر رخصت
کردیا تاکہ اُسکے سہارے اپنی مصیبت خیز منزلین وہ دونون مان بیٹے طے کرین
جب بی بی ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رخصت ہوکر
چلے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے پیارے بیٹے اور اپنی عصمت شعار بی بی
کی جدائی سے دل بھر آیا اور اُن کی بے سروسامانی پر نظر کرکے سخت گھبرائے
اور مضطر اور بیتاب ہو گئے کہ آنکھون کے سامنے ایک اندھیرا سا پھر گیا۔ مگر حضرت

---

[1] خطبات احمدیہ صفحہ ۲۹۷۔

[2] توریت کتاب اول باب ۱۷۔ آیت ۲۰۔

خود صابر اور تمام صابران آیندہ کے مورث اعلیٰ تھے اپنے دل مضطر پر جبر کر کے صبر اختیار فرمایا اور بارگاہ مجیب الدعوات مین حضرت اسمٰعیل کے حق مین دعائے خیر فرمائی اور یہ دعا اُنکی مقبول ہوئی چنانچہ اسد تعالیٰ فرماتا ہے مین نے تیری دعا اسمٰعیل کے حق مین قبول کی ہان مین نے اُسکو برکت دی اور اُسے بارآور کیا اور اُسے بہت کچھ فضیلت دی اُس سے بارہ امام پیدا ہونگے اور اُسکو بڑی قوم کرونگا[1]۔ یہان یہ نکتہ یاد رہے کہ انبیار کی میراث یہی برکت اور فضیلت ہے[2] جسپر بی بی سارہ کو رشک تھا مگروہ ہی میراث ابراہیمی اسد تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل کو حضرت اسحاق سے علیحدہ عطا فرمائی۔ یعنی حضرت اسحاق کے ورثہ برکت و فضیلت مین کسی قسم کی کمی نہین کی اور حضرت اسمٰعیل کے استحقاق پہلوٹا ہونے کا بھی مستقل طور پر علیحدہ عطا فرمایا۔ غرضکہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اپنے باپ ابراہیم خلیل اسد سے اپنے حصہ کا ورثہ لیکر اُنسے علیحدہ ہوئے۔ اسی ورثہ کی نسبت بجواب یہود آیت ذیل مین اشارہ ہے[3]

أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۖ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُم مُّلْكًا عَظِيمًا	خدا نے جو اپنے فضل سے لوگون کو نعمت (قرآن) عطا فرمائی ہے اُسپر جلے مرتے ہین سو (یہ کوئی نئی بات نہین پہلے بھی) خاندان ابراہیم (کے لوگون) کو ہمنے کتاب دی اور علم (دیا) اور اُنکو بڑی بھاری سلطنت (بھی) دی۔

[1] توریت کتاب اول باب ۱۷۔ آیت ۲۰۔

[2] پارہ ۔ ۵ ۔ رکوع ۔ ۵ ۔

[3] سورۃ النسا رکوع ۔ ۴ ۔ پارہ ۔ ۵ ۔

بیابان فاران مین حضرت سمعیل کی سکونت

حضرت اسمعیل اور بی بی ہاجرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رخصت ہو کر اُسی کھانے اور پانی کے سہارے جو حضرت ابراہیم نے عطا فرمایا تھا بیابان بیر سبع کیجانب چل نکلے اور اُنکو یہ معلوم نہ تھا کہ ہم اِس بے سروسامانی کیحالت مین کہان اور کسطرف جارہے ہین اِس لق و دق میدان مین منزلین طے کرتے ہوئے اُس جنگل ویران مین پہونچے جہان اب مکہ معظمہ آباد ہے اور جو پہلے فاران کے نام سے موسوم تھا یہ واقعہ تمام سفر تکوین موسیٰ باب ۲۱۔ آیت ۹۔ لغایت ۲۱۔ مین مذکور ہے حضرت اسمعیل اس بے آب بیابان فاران مین پہونچکر شدت پیاس سے بیتاب ہو گئے اور اُس جلتے ہوئے ریت پر گر کر بیہوشی کیحالت مین ماہی بے آب کی مانند تڑپنے لگے[۱]۔ اِس مصیبت خیز واقعہ کے وقت جو رنج و قلق حضرت ہاجرہ کے دل پر گذرا اُسکا اندازہ بجز اُسی دل اور خداوند علیم کے اور کوئی نہین کرسکتا گو بی بی ہاجرہ کی حالت بھی بھوکھہ پیاس سے نہایت ردی ہو رہی تھی مگر اپنے لخت جگر اور نور نظر کی یہ کیفیت دیکھکر مجنونانہ طور پر بیقرار ہو کر پانی کی تلاش مین اِدھر اُدھر آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگین تو اُنکی بیکسی پر اُس ارحم الراحمین کو رحم آیا یعنی قدرت سے ایک چشمہ پانی کا جہان اب چاہ زمزم واقع ہے نمودار کر دیا۔ اور اُسی مقام پر اُنکو رہنے کی بشارت ہوئی بی بی ہاجرہ نے نہایت عجلت سے دوڑ کر اپنے پیارے بیٹے کو پانی پلایا اور خود بھی سیراب ہوئین بظاہر یہی چشمہ قدرتی مکہ کی آبادی کا باعث ہوا ہے چونکہ بی بی ہاجرہ کو یہین رہنے کی بشارت ہو چکی تھی اسلیے اُسی چشمہ غیبی کے پانی کے سہارے سکونت اختیار فرمائی اور اور لوگ بھی آن آنکر آباد ہونے لگے۔ حضرت

[۱] سفر تکوین موسیٰ باب ۲۱۔ آیت ۹۔ لغایت ۱۵۔ و بخاری کتاب الانبیاء۔

اسمٰعیل اور بی بی ہاجرہ شکاری جانورون کے ذریعہ گذر اوقات کرنے لگے اور اُس زمانہ کی حالت کے موافق رہنے کے لئے مکان بھی بنالیا۔

حضرت اسمٰعیلؑ کا نکاح اور اُنکی اولاد

پھر ایک مدت کے بعد بی بی ہاجرہ نے حضرت اسمٰعیلؑ کا نکاح ایک لڑکی سے کردیا مگر یہ لڑکی غالباً کسی مصری قوم کی تھی بنی تارح یا بنی حاران مین سے نہ تھی اسلئے اُس نکاح کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ناپسند فرمایا۔ اور حضرت اسمٰعیل نے بایما راپنے پدر بزرگوار کے اُس عورت کو طلاق دیدی اور ایک لڑکی سے جو قبیلہ بنی جرہم (یعنی بنی تارح) مین سے تھین شادی کی[1] اس عصمت مآب بی بی کے بطن سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بارہ بیٹے ہوئے اُنکے نام نامی یہ ہین۔ نیابوث۔ قیدار۔ ادبیل۔ مبسام۔ مشماع۔ دوماہ۔ حدو۔ تیما۔ یطور۔ نافیش۔ قیدماہ۔ میسا[2] یہ سب صاحب اولاد کثیر اور بڑے بڑے نام آور شخص بمنزل بارہ امام کے تھے اور اُنکی اولاد علیحدہ علیحدہ ایک ایک قبیلہ کے نام سے نامزد ہوئے اور یہ لوگ مختلف اضلاع عرب مین آباد ہوئے اور وہ اضلاع جہان جو آباد ہوا اُسی کے نام سے ابتک مشہور ہین مثلاً دوماہ کے نام پر دومۃ الجندل ہے علیٰ ہذا[3] مگر ان سب قبیلون بنی اسمٰعیل مین سے قبیلہ بنی قیدار بڑی عظمت اور مرتبہ والا مکہ مین آباد اور کعبۃ اللہ کا محافظ رہا بالآخر اسی قبیلہ بنی قیدار مین سے ایک خاندان قریش کے لقب سے ملقب ہوا۔ اور قریش مین سے ممتاز خاندان بنی ہاشم کا ہے

---

[1] خطبات احمدیہ صفحہ ۲۷۰۔

[2] خطبات احمدیہ صفحہ ۲۷۳۔ و مشکوٰۃ شریف۔

[3] خطبات احمدیہ صفحہ ۲۷۵۔ و اخبار مکہ ازرقی و ابو الفدا۔

جسمین سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریشی وہاشمی ہین۔

قبیلہ بنی قیدار کے عالی مرتبہ ہونے اور عظمت وجلال کی بے شمار شواہد کتاب یرمیا اور حزقیل اور زبور داودؑ اور کتاب یشعیاہ مین پائے جاتے ہین مگر یہان صرف کتاب یشعیاہ نبی کے باب ۶۰۔ کی ساتوین آیت نقل کیجاتی ہے تمامی گوسفندان قیدار نزد تو گرد آمدہ توجمائے نبایوث بکارت خواہند آمد۔ وند بجم برضامندی برخواہند آمدہ خانہ جلال خود را جلیل خواہم کرد۔

تعمیر بیت اللہ

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ[۱]	اے رب ہمارے اس گھر کو ہم سے قبول فرما بیشک تو اس دعا کو سنتا اور دلی نیت کو جانتا ہے۔

یہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت مین خانہ کعبہ کا بنیادی پتھر رکھتے وقت کی تھی جو مقبول ہوئی کیونکہ وہی ابراہیمی یادگار خانہ خدا مرجع عالم اور اہل توحید کا انجام کار قبلہ قرار پایا اور یقیناً کہہ سکتے ہین کہ تاقیام قیامت یونہین رہیگا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ بنانے کے واسطے وہان جگہہ پسند فرمائی جہان پہاڑ کی گھاٹی کے مقابل اب خانہ کعبہ موجود ہے[۲] اور خانہ کعبہ کی تعمیر عمارت کو بشرکت حضرت اسمعیلؑ کے اُس زمانہ کی حالت کے موافق اختتام کو پہونچایا اس سیدھی سادی عمارت خانہ خدا کی صورت کتابون مین یہ

---

۱ سورہ بقر آیت ۱۲۷۔ رکوع ۱۵۔ پ اول۔

۲ بعض روایتون مین یہ بھی آیا ہے کہ اس جگہہ حضرت آدم نے خانہ کعبہ بنایا تھا وہ طوفان نوح مین مسمار ہوگیا۔

لکھی ہے کہ خانہ کعبہ کا ارتفاع ۵ گز طول ایک طرف ۳۱ گز دوسری طرف ۳۲ گز اور عرض ایک طرف ۲۰ گز دوسری طرف ۲۲ گز تھا (طولاً و عرضاً دونون ضلع مساوی نہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس پاک زمانہ مین آلات پیمایش نہ نکلے ہونگے) اول اول خانہ کعبہ کی دیوارین ہی دیوارین تھین چھت نہین تھی اور نہ کواڑ چڑھے تھے[۱] اور اس متبرک در پاک گھر کے بیرونی گوشہ پر ایک بن گھڑا لنبا پتھر[۲] شمار طواف کے واسطے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ابو قبیس پہاڑ مین سے لاکر لگایا تھا[۳] یہ ابراہیمی یادگار حجر اسود ابتک خانہ کعبہ مین موجود ہے۔

یہ ابراہیمی یادگار (حجر اسود) بھی اُسی قسم کی یادگارون مین سے ہے جیسے کہ حضرت ابراہیم و یعقوب و موسیٰ علیہ السلام جہان اُنکو خدا کا دیدار یا الہام ہوتا تھا وہان یادگار کے طور پر ایک بن گھڑا لنبا پتھر کھڑا کر لیا کرتے تھے[۴] اور اُسکو مذبح یا بیت ایل (بیت اللہ) کہتے تھے چنانچہ کتاب پیدایش باب ۲۔ آیت مین ہے خدا نے دکھلائی دیکر کہا یہ ملک مین تیری نسل کو دونگا اور اُس نے خداوند کے لئے ایک مذبح بنایا پس اسیطرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عرفات کے میدان مین (جہان حج ہوتا ہے) خدا کا جلوہ نظر آیا[۵] اُس لئے اُنھون نے اپنے دستور کے موافق حجر اسود کو اولاً میدان عرفات مین کھڑا کیا بعدہ شمار طواف کے

---

[۱] خطبات احمدیہ صفحہ ۵۰۸ و ۵۰۹ و اخبار مکہ ازرقی صفحہ ۱۳۱۔

[۲] کتاب اخبار مکہ ازرقی صفحہ ۲۹۔ و خطبہ ۸۔ خطباب احمدیہ صفحہ ۵۰۰۔

[۳] دیکھو خطبات احمدیہ صفحہ ۵۰۹ و خروج باب ۲۰۔ و اخبار مکہ ازرقی صفحہ ۲۹۔

[۴] اخبار مکہ ازرقی صفحہ ۲۲۔ و خطبات احمدیہ صفحہ ۴۹۸۔ و ۴۹۹۔

[۵] ظہور اسلام کے زمانہ تک بنا ر کعبہ کو کم و بیش دو ہزار برس کا زمانہ گذرا اور اگر اُن روایات کو جن سے کعبہ موجودہ کی جگہہ حضرت آدم صفی اللہ کا بیت اللہ واقع ہونا پایا جاتا ہے تاریخی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاوے تعمیر آئندہ

لئے کعبۃ اللہ کی دیوار مین لگایا[۱]

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت کہ جنھون نے اپنے باپ اور قوم کے بت توڑے یہ گمان کرنا کہ انھون نے بت پرستی کے واسطے کعبہ مین حجر اسود کو کھڑا کیا تھا محض جہالت ہے کیونکہ خود حضرت ابراہیم کی دعا قرآن کریم مین یون مذکور ہے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ	اور جب کہا ابراہیم نے اے رب اس شہر (مکہ کو) کو با امن بنانا اور مجھے اور میری اولاد کو بتون کے پوجنے سے بچائے رکھنا

[۱] خطبات احمدیہ صفحہ ۵۰۹ اخبار مکہ ارزقی صفحہ ۲۴-و۲۵-و۲۹-

[۲] سورہ ابراہیم آیت ۳۵- رکوع ۶ - پ ۱۳-

[illegible] (۱) یہ حجر اسود وہ ہے [illegible] جنت عدن کا ایک [illegible] (۲) [illegible] (۳) یہ پتھر ابوالبشر [illegible] کے مبارک ہاتھون سے نصب کیا ہوا ہے

(۴) حضرت ابراہیم و حضرت اسمعیل علیہم السلام نے تعمیر کعبہ مین ہزارون پتھر اپنے مبارک ہاتھون سے لگائے تھے مگر بار بار کعبہ تعمیر ہونے کی وجہ سے اب ہم حجر اسود کے سواء اور کسی پتھر کی نسبت یقینا نہین کہہ سکتے کہ عمارت کعبہ مین فلان فلان پتھر حضرت ابراہیم و اسمعیل کے ہاتھون کا لگایا ہوا ہے۔

(۵) حجر اسود مقام ابراہیمی کی طرح ایک یادگار [illegible] رہا ہو سکے ہزارون برس تک شرکیہ افعال مشرکین سے محفوظ رہا [illegible] یادگار نہین کی مانند اور بزرگون اور بڑائیون کو پیش نظر رکھا [illegible] علیہ السلام نے اظہار محبت کے لئے مسلمانون کو حجر اسود کو چومنے کی اجازت دیدی تو اس سے کوئی شرعی قباحت مقصود نہین ہو سکتی اور نہ حجر اسود بتون مین داخل ہو سکتا ہے۔ از مولف

رَبِّ اِنَّہُنَّ اَضْلَلْنَ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ[۱] — اے رب ان بتون نے بہتیرے لوگون کو گمراہ کر دیا۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن تمام بتون کو توڑ ڈالا اگر حجر اسود بھی بتون مین داخل ہوتا تو اُس روز ہرگز نہ بچتا اس سے ظاہر ہے کہ یہ حجر اسود صرف ابراہیمی یادگار قایم رکھنے کے لئے آنحضرت صلعم نے باقی چھوڑا تھا ورنہ مسلمانون کا اعتقاد تو حضرت عمر خلیفہ ثانی کے اس قول سے جو حجر اسود کی نسبت ہے ظاہر ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کے سامنے مجمع عام مین کھڑے ہو کر فرمایا تھا۔

اِنِّیْ اَعْلَمُ حَجَرٌ وَّاِنَّکَ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ[۲] — یعنی مین جانتا ہون تو ایک پتھر ہے نہ فائدہ پہونچا سکتا ہے اور نہ نقصان

پس ہم مسلمان ابراہیمی یادگار سمجھکر حجر اسود کو بوسہ دیتے ہین نہ بغرض عبادت خانہ کعبہ کی چہار دیواری کے اندر چار پانچ گز گہرا ایک کنوان بھی تھا جسکو خزانہ کعبہ کہا کرتے تھے اور جو کچھ نذر و نیاز کا چڑھاوہ آتا تھا وہ اُسمین حاجیون کیلئے محفوظ رہتا تھا[۳]۔ چونکہ خانہ کعبہ پہاڑ کے نشیب مین اور پہاڑی نالہ کی زد مین واقع تھا اِس لئے پانی سے دیوارون مین کمزوری آتے آتے دیوارین پھٹ گئین تو پھر بنی جرہم نے اُنھین ابراہیمی بناؤن پر خانہ کعبہ تعمیر کیا[۴]۔ یہ بنی جرہم بنی تارح مین سے تھے اُس سے بہت مدت کے بعد پھر بنی عمالیق نے اُسی قسم کا نقصان آجانے کی وجہ سے اُنھین ابراہیمی بناؤن پر کعبہ تعمیر کیا[۵]۔ یہ بنی عمالیق قحطان یا یقطان

---

[۱] صحیح بخاری و مسلم و مواہب لدنیہ۔ [۲] خطبہ ۸۔ صفحہ ۵۰۹۔

[۳] خطبات احمدیہ صفحہ ۔ ۵۰۹ ۔ و اخبار مکہ ازرقی صفحہ ۴۸۔

[۴][۵] خطبات احمدیہ صفحہ ۔ ۵۰۹ ۔

کی اولاد مین سے تھے وہ بنی عمالیق قوم اور تھی جو قوم عاد و ثمود کے شامل بناء کعبہ سے پیشتر برباد ہو چکی ہے[1] تیسری مرتبہ پھر خانہ کعبہ مین اُسی قسم کا کچھ نقصان آگیا تو قصیٰ ابن کلاب نے (جو آنحضرت صلعم کے اجداد مین سے چھٹی پشت اوپر ہین) اُنھین ابراہیمی بناؤن پر کعبہ تعمیر کیا[2] اِس تعمیر کے بعد جو خانہ کعبہ کی تعمیر قریش نے کی اُسکا حال کتابون مین یون لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم پیدا ہو چکے تھے اور حضور ممدوح کی عمر اُسوقت ۱۳ یا ۱۴ برس کی ہوگی اُس زمانہ مین پھر اُسی قسم کا کچھ نقصان کعبہ کی دیوارون مین آگیا تھا اِسلیئے اہل مکہ و سرداران قریش نے تعمیر کعبہ کی فکر کی مگر نہ تو قریش فن تعمیر سے واقف تھے اور نہ عمدہ لکڑی میسر آتی تھی اِس لئے قریش حیران تھے اور کچھ بن نہین پڑتی تھی اُسی زمانہ مین رومیون کا ایک جہاز بندرگاہ شعیب کے قریب (جو جدہ سے پہلی بندرگاہ تھا) پہونچکر ٹوٹ گیا قریش نے یہ خبر پاکر اُسکی لکڑیان خرید کرلین اور رومیون مین ایک عیسائی فن تعمیر مین اُستاد تھا اور اُسکا نام باقوم تھا اُسکو بھی اپنے ہمراہ مکہ مین لائے[3] اور فراہمی سامان مین مصروف ہوئے سب لوگ مٹی اور پتھر ڈھوتے تھے اُنمین آنحضرت صلعم بھی شریک تھے جب سامان تیار ہو گیا تو کعبہ کی دیوار ہائے شکستہ کو لوگ ڈہانے مین بوجہ وہم و وسواس کے احتراز کرتے تھے سب کا یہ حال دیکھکر ولید ابن مغیرہ کدال ہاتھ مین لیکر کعبہ کی دیوار پر چڑھ گیا اور کہا کہ مین بڈھا تو ہو ہی گیا ہون خدانخواستہ کوئی آفت آوے گی تو کچھ پرواہ نہین ولید ابن مغیرہ کے بعد پھر تو سب لوگ اس کام مین مصروف ہوگئے اور تھوڑی دیر مین دیوارون کو صاف کرکے ابراہیمی بناؤن کو نکال ظاہر کیا اور باقوم نے

---

[1] دیکھو خطبات احمدیہ صفحہ ۲۱۷ - لغایت ۲۲۱ - و - ۵۰۹ -

[2] خطبات احمدیہ صفحہ ۵۱۱ - اخبار مکہ ازرقی صفحہ - ۱۰۷ -

[3] اخبار مکہ ازرقی صفحہ ۱۰۷ - لغایت ۱۱۰ -

تعمیر شروع کی جب باقوم بناتا بناتا اُس مقام تک پہونچا جہان حجر اسود لگانا مقصود تھا تو قریش مین باہم اسبات پر تنازع واقع ہوا کہ ہر ایک اپنے آپ کو حجر اسود کے قایم کرنیکا مستحق ظاہر کرنے لگا اس تکرار مین قریب تھا کہ تلوارین میان سے نکل پڑین اور کشت و خون کی نوبت پہونچے مگر ابوامیہ بن مغیرہ کے سمجھانے سے سب اسبات پر راضی ہوگئے کہ جو سب سے پہلے فلان راستہ سے آوے وہی حکم بنایا جاوے اور جو کچھ وہ فیصلہ کردے سب منظور کرلین اُن سب کی خوش قسمتی یہ ہوئی کہ راستہ مقررہ سے سب سے پہلے آنحضرت صلعم تشریف لائے آپکو دیکھتے ہی لوگ امین امین کہکر پکار اُٹھے اور وہ نزاع آپ کے حضور مین پیش کیا حضور علیہ السلام نے بتائید غیبی یہ فیصلہ کیا کہ اپنی چادر اُتار کر بچھادی اور سب متنازعین سے فرمایا کہ سب ملکر چادر کے کونے پکڑین اور مقام حجر اسود تک لے چلین۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آپ نے حجر اسود کو چادر مین سے اُٹھا کر دیوار کعبہ مین لگا دیا اس فیصلہ سے سب خوش ہوگئے اور داؤد علیہ السلام کی پیشین گوئی پوری ہوئی غرضیکہ کعبہ بنکر تیار ہوا۔ اور ایک طوفان اُٹھتا ہوا رک گیا[۵۱] اس کے بعد پھر یزید بن معاویہ کے عہد مین ابن زبیر نے انھین ابراہیمی بناؤن پر از سر نو کعبہ تعمیر کرایا۔ اور ایک جدید دروازہ شرق رویہ بھی حاجیون کے آرام کے واسطے اور زیادہ کیا تھا اُسکو حجاج بن یوسف نے خلیفہ عبد الملک کے عہد مین بند کرادیا اور ایک جانب کی دیوار مین بھی کچھ کمی بیشی کی گئی تھی اور اُسکے دونون روشن دان بھی حجاج بن یوسف نے بنائے اور قدیم شرقی دروازہ کو چار گز ایک بالشت اونچائی دیکر کعبہ کے اندر سیڑھی بھی بنائی[۵۲]

[۵۱] اخبار ارزقی۔ و صحیح بخاری۔ و مدارج النبوۃ

[۵۲] اخبار مکہ ارزقی صفحہ ۱۴۰۔ لغایت ۱۴۶۔

اسمار کعبہ و وجہ تسمیہ

ابتدائی عمارت کعبۃ اللہ کی جو حضرت ابراہیم و حضرت اسمعیل کے مبارک ہاتھون سے تعمیر ہوئی کسیقدر مکعب تھے اسلئے بیت اللہ کو کعبہ کہنے لگے اور یہ نام مشہور ہوگیا علاوہ اس کے اور نام یہ ہین۔

بیت عتیق - مکہ - بکہ - ام القریٰ - الباسہ - الحاطمۃ - بیت اللہ - ان نامون مین سے اکثر نام تمام حرم شریف اور شہر پر بھی صادق آتے ہین - مگر پہلا اور پچھلا دو نام خاص اُسی عمارت پر بولے جاتے ہین جو ابراہیمی بناؤن پر واقع ہے[۵۱] اس کے علاوہ اور نام بھی ہین جو بعض صفات کعبہ کی بنار پر رکھ لئے گئے ہین

غلاف کعبہ

کعبہ پر غلاف چڑہانے کی رسم سن عیسوی سے چہہ سو برس پیشتر اسعد حمیری نے جاری کی تھی اور اُسکے بعد عمال کعبہ سال بسال غلاف چڑہاتے رہے[۵۲] اور یہ غلاف چڑہانے کی رسم اسلام نے بھی بدستور قایم رکھی کہ خلیفہ یا بادشاہان وقت اپنے اپنے عہد مین غلاف چڑہاتے رہے ہین زمانہ حال مین حضرت سلطان المعظم سلطان روم کی جانب سے غلاف چڑھایا جاتا ہے اور اس کام کے لئے کچھ مصر کا خراج مخصوص ہے۔

تولیت کعبہ

ابتدار مین حضرت اسمعیل علیہ السلام کعبہ کے متولی اور محافظ تھے اور اُنکی

---

۵۱ خطبات احمدیہ صفحہ ۵۲۴ -

۵۲ خطبات احمدیہ صفحہ ۵۱۹ - واخبار مکہ ازرقی صفحہ ۱۷۴ -

وفات کے بعد اُنکی اولاد بسر پرستی اپنے نانا مضاض ابن عمر جرہمی کے کعبہ کی محافظ رہی مگر پھر حضرت اسمعیل کی اولاد سوائے بنی قیدار کے اور اور ضلاع عرب مین جا بسی تھی اسلیے بیت اللہ کی مستقل محافظت قبیلہ بنی جرہم کے ہاتھون مین چلی گئی [1] مدت کے بعد بنی عمالیق جو حمیر کے خاندان سے تھے بنی جرہم کو مغلوب کر کے مکہ پر قابض اور کعبہ کے نگران ہو گئے پھر بنی جرہم اور بنی اسمعیل نے متفق ہو کر بنی عمالیق کو کعبہ سے بیدخل کر دیا اُس کے بعد بنو بکر اور بنو حزہ نے بنی جرہم پر چڑھائی کی اور دونون گروہون مین سخت لڑائی ہونے کے بعد بنو بکر اور بنو حزہ غالب آئے اور مکہ پر قابض اور بیت اللہ کے محافظ ہو گئے [2]۔ پھر مدت کے بعد قصی ابن کلاب نے جو اجداد رسول اللہ صلعم مین سے چھٹی پشت اوپر ہین بنو حزہ اور بنو بکر کو شکست فاش دیکر کعبہ کی تولیت اور مکہ کی حکومت چھین لی جب سے اب تک مکہ کے حاکم اور کعبہ کے متولی قریش ہی ہوتے چلے آئے ہین اور امیر مکہ اور متولی کعبہ ہمیشہ بنو ہاشم مین سے ہوتے ہین۔

تاریخ کعبہ

کعبہ کی ابتدائی تعمیر کا زمانہ معین کرنے کو کوئی معتبر ذریعہ نہین ملا صرف کعبہ کی دو صفتین قرآن مجید مین بیان ہوئی ہین ایک بیت عتیق (نہایت قدیم گھر) دوسرے اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ [3] (سب سے پہلا گھر جو آدمیون کی عبادت کرنے کو بنایا گیا) مگر جسطرح زمانہ حال کے مورخ پورانے زمانہ کا حساب لگا کر تاریخ قایم کرتے ہین اُس اصول پر معلوم ہوتا ہے کہ سن دنیوی کی بالیسون

---

[1] اخبار مکہ ارزقی صفحہ ۴۸۔ وخطبات احمدیہ ۵۰۹۔

[2] خطبات احمدیہ صفحہ ۵۲۴ - و ۵۲۵ - [3] سورہ نساء رکوع ۱۰ - پارہ ۴ -

صدی حضرت مسیح سے ماقبل اونیسوین صدی مین کعبہ تعمیر ہوا تھا اس حساب سے ابتدائی تعمیر کعبہ کو ۲۹۰۰ برس کا عرصہ ہوتا ہے[1] اس عرصہ مین حادثات قدرتی اور واقعات زمانہ کعبہ کے خلاف بہت سے پیش آئے ہین مگر اُس محافظ حقیقی نے ہر آفت سماوی اور ارضی اور دشمنون کے بدارادہ سے اُسکو محفوظ رکھا چنانچہ واقعہ اصحاب فیل سے پیشتر تین مرتبہ تبع نے کعبہ کے مسمار کردینے کا ارادہ کیا مگر وہ ہر دفعہ کسی نہ کسی آفت مین مبتلا ہو کر اپنے بدارادہ سے باز رہا لیکن یہ قصے چندان مشہور نہین ہین مشہور قصہ اصحاب فیل کا ہے اُسکی مختصر کیفیت یہ ہے کہ ابرہۃ الاشرم ایک عیسائی یمن کا حاکم تھا اُس نے اصنعا یمن مین غمدان کے قریب ایک عظیم الشان کنیسہ بنایا اور اُسکا نام قلیس رکھا اور اپنی ناموری کے لئے یہ بات چاہی کہ لوگ کعبہ کا حج چھوڑ کر میرے کنیسہ کا حج کیا کرین اس غرض سے اُس نے بہت سے ہاتھی اور فوج لیکر مکہ پر چڑھائی کی اور کعبہ کے ڈہانیکا ارادہ کیا جب اُس نے مغمس مین پہونچکر قیام کیا تو خداوند تعالیٰ کعبہ کے محافظ حقیقی نے ابرہۃ الاشرم کے لشکر پر ایسی آفت اور غضب نازل کیا کہ تمام لشکر تباہ ہو گیا جسکا اشارہ قرآن مجید کی سورۃ الفیل مین موجود ہے اسیطرح خانہ کعبہ کی ہمسری کے واسطے دو معبد ملک عرب مین اور بنائے گئے تھے اُنمین سے ایک تو قبیلہ بنی غطفان کا تھا اور دوسرا قبیلہ بنی خشام اور قبیلہ بجیلہ نے بنایا تھا ان دونون نقلی کعبون مین سے اول کو تو زہیر بادشاہ حجاز نے چھٹی صدی عیسوی مین غارت کردیا۔ اور دوسرے کو جریر نے آنحضرت صلعم کے پیدا ہونے کے بعد مسمار کیا[2]

---

[1] خطبات احمدیہ صفحہ ۵۰۰۔

[2] خطبات احمدیہ صفحہ

عرب کی بت پرستی اور بت ہائے کعبہ

اخبار مکہ ارزقی کے صفحہ ۶۲ و ۶۳ مین ہے کہ بنی اسمعیل اور بنی جرہم جو کہ مین رہتے تھے جب اُن سب کو وہان رہنے کی گنجایش نہ ہوئی تو معاش کی تلاش مین نکلے پس لوگ خیال کرتے ہین کہ ابتدا ئے پتھروں کا پوجنا بنی اسمعیل مین اسطرح شروع ہوا کہ جب اُنمین سے کوئی شخص مکہ سے کسی طرف کو جاتا تو حرم کے پتھرون مین سے ایک دو پتھر اُٹھا لیتا تھا اور حرم کو بزرگ سمجھکر کعبہ کے شوق مین جہان اُترتے وہان اُس پتھر کو زیارت کے لئے رکھ لیتے اور اُسی کے گرد مثل کعبہ کے طواف کرتے پھر اُسکے بعد یہان تک نوبت پہونچی کہ جو پتھر حرم کا خوشنما اور اچھا دیکھتے اُسے اُٹھا لیتے اور اُسکی پرستش کرتے اسیطرح پشتون پر پشتین گذر گئین اور بھول گئے وہ بات جو اصلی تھی اور ابراہیم و اسمعیل کے دین کو بدل ڈالا اور بتون کو پوجنے لگے۔

جب بنو خزہ اور بنو بکر مکہ پر حاکم اور کعبہ کے محافظ ہوئے تو اُنکی سردار عمرو بن لحی نے کعبہ کے اندر ہبل نامی بت کو کھڑا کیا یہ بت عمرو بن لحی ارض جزیرہ سے لایا تھا اور مشہور روایت ہے کہ کعبہ کے اندر اور اُسکے اردگرد تین سو ساٹھ بت پوجے جاتے تھے۔ اُنمین سے بڑے اور نامی بتون کی مختصر تفصیل یہ ہے۔

(۱) ہبل ایک بہت بڑا بت اور خانہ کعبہ کے اوپر رکھا تھا۔

(۲) ود۔ یہ بت قبیلہ بنی کلب کا تھا اِس قبیلہ کے لوگ اُسکی پرستش کرتے تھے۔

(۳) سواع۔ یہ بت قبیلہ بنی مذحج کا تھا اور وہ لوگ اُسکو پوجتے تھے۔

(۴) یعوق۔ یہ بت قبیلہ بنی ہمدان کا تھا اور وہ لوگ اُسکو معبود سمجھتے تھے۔

(۵) یغوث۔ یہ بت قبیلہ بنی مراد کا تھا اور وہ اُسکی عبادت کرتے تھے۔

(۶) نسر۔ یہ بت قبیلہ بنی حمیر کا تھا اور یمن کے لوگ اُسکو پوجتے تھے۔

(۷) عزیٰ۔ یہ بت بنی غطفان کا تھا اور وہ اُسکی پرستش کرتے تھے۔

(۸) دوار۔ یہ بت نوجوان عورتون کی پرستش کیلئے تھا اور وہ اُسکو پوجتی تھین۔

(۹) لات و منات۔ یہ بت کسی خاص قبیلہ سے علاقہ نہین رکھتے تھے بلکہ تمام عرب کے لوگ پوجتے تھے۔

(۱۰) اساف۔ یہ بت کوہ صفا پر نصب تھا۔

(۱۱) نائلہ۔ یہ بت کوہ مروہ پر کھڑا تھا اِن دونون بتون پر ہر قسم کی قربانی ہوتی تھی اور سفر سے واپس آنے جانے کے وقت بوسہ دیتے تھے۔

(۱۲) عبعب۔ یہ بت ایک بہت بڑا پتھر تھا جسپر اونٹون کی قربانی کرتے تھے اور ذبیحہ کا خون اُسپر بہنے کو نہایت ناموری کی بات سمجھتے تھے۔

خانہ کعبہ کے اندر حضرت ابراہیم کی بھی ایک مورت تھی اور اُس کے ہاتھہ مین استخارہ کے تیر دئے ہوئے تھے[۱] اور ایک بھیڑ کے بچہ کی مورت اُسکے روبرو کھڑی کی ہوئی تھی اور حضرت ابراہیم و اسمٰعیل کی تصویرین بھی خانہ کعبہ کی دیوارون پر کھنچی ہوئی تھین۔

بی بی مریم کی بھی ایک مورت یا تصویر تھی اسطرح پر کہ گویا حضرت عیسیٰ اُنکی گود مین ہین[۲]

مذاہب اہل عرب

اسلام سے پہلے عرب مین پانچ انبیا علیہم السلام مبعوث ہوئے ہین۔

---

۱ خطبات احمدیہ صفحہ ۳۰۸۔

۲ خطبات احمدیہ صفحہ ۳۰۹۔

حضرت ہود ۔ حضرت صالح ۔ حضرت ابراہیم ۔ حضرت اسمعیل ۔ حضرت شعیب ۔
اور یہ سب انبیا علیہم السلام حضرت موسٰی اور نزول احکام عشرہ کے نازل ہونے
سے پہلے گذرے ہین اور سب کے مذہب کا اصول خدا پرستی اور شرک سے پرہیز کرنا
تھا اور جو جو احکام شریعت انبیاء موصوفین نے فرمائے تھے وہ سب احکام شریعت
اسلام کے قریب قریب تھے ۔ مگر اُنمین سے چند رسمین ۔ حج ۔ قربانی ۔ ختنہ ۔ داڑھی
نہ چڑھانا ۔ اور قربان گاہون کا بنانا باقی رہگیا تھا وہ بھی کسیقدر ترمیم کے ساتھ باقی کل
احکام کو فراموش کردیا تھا ۔[۱] زمانہ جاہلیت مین ملک عرب مین ایک فرقہ اور تھا
جو کسی چیز کو نہین مانتا تھا ۔ نہ بت پرستی کو اور نہ مذاہب انبیاء کو اور خدا کے وجود
کا بھی منکر تھا اور جزا اور سزا کا مطلق قایل نہ تھا اور کہتا تھا کہ آدمی بھی مثل اور جانورون
کے اور گھاس پھوس کے خاص عمر تک پہونچکر مرجاتا ہے یہ طریقہ لامذہبی کہلاتا تھا ۔[۲]
اسکے خلاف ایک اور فرقہ تھا اسمین دو قسم کے لوگ تھے ایک تو غیر معلوم اور پوشیدہ
ہستی کو اپنا خالق مانتے تھے باقی اور امور مین اُنکا عقیدہ لامذہبون کے قریب
قریب تھا ۔[۳] دوسری قسم کے لوگ روح کو غیر فانی کہتے تھے اور اُسکی جزا و سزا
کے ایک دوسرے جہان مین قایل تھے ۔ مگر اُنکے پاس کوئی ہدایت نامہ نہ تھا
جسپر کاربند ہوتے صرف طبع زاد باتین تھین یہ سب کے سب علاوہ لامذہبون کے بت
پرست تھے ۔

مذہب صابئی

اس مذہب کو عرب مین قوم سامری نے رواج دیا تھا اور یہ لوگ اپنے آپ کو

۱؎ خطبات احمدیہ صفحہ ۳۲۰ و ۳۲۱ ۔

۲؎ خطبات احمدیہ صفحہ ۳۱۸ ۔

۳؎ خطبات احمدیہ صفحہ ۳۱۸ ۔ و ۳۱۹ ۔

حضرت شیث کا اور حضرت ادریس کا پیرو بتلاتے تھے اور اُن کے پاس ایک کتاب بھی تھی جسکو وہ صحیفہ شیث کہا کرتے تھے اور اُنکے یہان سات وقت کی نماز اسی قسم کی جیسے کہ اسلام مین ہے تھی اور اسیطرح اُنکے یہان ایک مہینہ کے روزہ بھی فرض تھے۔ مگر اس مذہب مین بھی آہستہ آہستہ یہ بُرائی پھیل گئی تھی کہ یہ لوگ ستارون کی پرستش کرنے لگے تھے۔ اور اُنھون نے سات ستارون کی سات ہیاکل (معبد) بنا رکھے تھے اور جس ستارہ کا جو ہیکل تھا اُسمین اُسی کی پرستش کیا کرتے تھے اور ساتون ستارون کا ہر ایک کام مین نیک و بد اثر خیال کیا کرتے تھے اور ستارون کے نیک و بد اثر کا خیال صابئیون کے سوا عرب کے اور لوگون مین پھیل گیا تھا[1]

مذہب یہود

موسوی مذہب کو عرب مین اُن یہودیون نے رواج دیا تھا جو پانچوین صدی قبل عیسوی مین بخت نصر کے ظلم و ستم سے ملک شام سے بھاگ کر شمالی عرب مین بمقام خیبر آباد ہوئے تھے اُنھون نے اپنے مذہب کو پھیلانا شروع کیا اور قبیلہ کنانہ حارث۔ ابن۔ کعب۔ کندہ۔ کے اکثر لوگون کو اپنے مذہب مین لائے اور ۵۴۲ء قبل مسیح مین یمن کے بادشاہ ذونواس حمیری نے بھی مذہب یہود اختیار کیا[2]

مذہب عیسوی

یہ مذہب تیسری صدی عیسوی مین اُن عیسائیون کے ذریعہ سے ملک عرب

---

[1] خطبات احمدیہ صفحہ ۱۹،۳۱۵ و ۳۲۰۔

[2] خطبات احمدیہ صفحہ ۳۲۳۔

حضرت شیث کا اور حضرت ادریس کا پیرو بتلاتے تھے اور اُن کے پاس ایک
کتاب بھی تھی جسکو وہ صحیفہ شیث کہا کرتے تھے اور اُنکے یہان سات وقت کی
نماز اسی قسم کی جیسے کہ اسلام مین ہے تھی اور اسیطرح اُنکے یہان ایک مہینہ کے
روزہ بھی فرض تھے۔ مگر اس مذہب مین بھی آہستہ آہستہ یہ بُرائی پھیل گئی تھی کہ یہ لوگ
ستارون کی پرستش کرنے لگے تھے۔ اور انہون نے سات ستارون
کی سات ہیاکل (معبد) بنا رکھے تھے اور جس ستارہ کا جو ہیکل تھا اُسمین اُسی
کی پرستش کیا کرتے تھے اور ساتون ستارون کا ہر ایک کام مین نیک و بد اثر
خیال کیا کرتے تھے اور ستارون کے نیک و بد اثر کا خیال صابئیون کے سوا
عرب کے اور لوگون مین پھیل گیا تھا[1]

مذہب یہود

موسوی مذہب کو عرب مین اُن یہودیون نے رواج دیا تھا جو پانچوین صدی
قبل عیسوی مین بخت نصر کے ظلم و ستم سے ملک شام سے بھاگ کر شمالی عرب مین
بمقام خیبر آباد ہوئے تھے انھون نے اپنے مذہب کو پھیلانا شروع کیا اور قبیلہ کنانہ
حارث۔ ابن۔ کعب۔ کندہ۔ کے اکثر لوگون کو اپنے مذہب مین لائے اور ۵۴۲ھ
قبل مسیح مین یمن کے بادشاہ ذونواس حمیری نے بھی مذہب یہود اختیار کیا[2]

مذہب عیسوی

یہ مذہب تیسری صدی عیسوی مین اُن عیسائیون کے ذریعہ سے ملک عرب

---

[1] خطبات احمدیہ صفحہ ۱۵۱۔ و ۳۲۰۔

[2] خطبات احمدیہ صفحہ ۳۲۳۔

مین داخل ہوا تھا جو مشرقی کلیشیا مین بدعتون اور ہر قسم کی خرابیان داخل ہونے کی وجہ سے اپنا اصلی وطن چھوڑ کر بمقام نجران آباد ہوئے تھے۔ یہ کل عیسائی یعقوبی فرقہ کے تھے اور اُنھون نے ہی عرب مین مذہب عیسوی کو پھیلایا تھا[۱]

بشارات

مکاشفات ۲-۹- اور حزقیل ۳۸-۱۰-۳- سے اسبات کی تصدیق ہوتی ہے کہ مکہ معظمہ ناف زمین (یعنی زمین کے بیچ مین) کے اوپر آباد ہے اِس لئے سرزمین مکہ کو مرکز عالم اور مکہ کو اُم القریٰ کہتے ہین۔ اور مرکز کا اثر محیط پر اور محیط کا اثر مرکز پر ہونا لابدی اور لازمی ہے۔ اِس قدرتی اصول کی بنا پر تمام جہان کی سیرابی کے واسطے چشمہ فیض و ہدایت کا جاری ہونا سرزمین مکہ سے ازل ہی مین مقدر ہو چکا تھا۔

حالی

وہ دنیا مین گھر سب سے پہلا خدا کا | خلیل ایک معمار تھا جس بنا کا
ازل مین مشیت نے تھا جسکو تاکا | کہ اِس گھر سے اُبلے گا چشمہ ہدا کا

مگر اُس چشمہ توحید فیض و ہدایت کے جاری ہونے سے پیشتر مرکز پر محیط کا یہ اثر ہوا کہ اِس متبرک اور پاک گھر (کعبہ) مین بت رکھے گئے جو تمام موحدون کے مورث اور بت شکن کے ہاتھون سے تعمیر ہوا تھا۔ اور وہان خانہ خدا مین ناقوس اور گھنٹون کی مکروہ آواز کا ایک شور برپا تھا جہان سے صدائے توحید لا الہ الا اللہ بلند ہونیوالی تھی اور شہر اُم القریٰ جسکے با امن ہونے کی دعا حضرت ابراہیم نے کی تھی[۲] وہان

[۱] خطبات احمدیہ صفحہ ۳۲۴ و ۳۲۵-

[۲] سورہ بقر پارہ اول-

حدود حرم مین ہنگامہ خون ریزی اور جدال و قتال کا بازار گرم تھا اور وہ تمام جہان کے سرتاج شریف الشرفا قوم بنی اسمٰعیل بت پرستی اور دہریت کے عمیق غار مین سرنگون تحت الثریٰ کو چلی جارہی تھی جسکے اقبال کا ستارہ فاران کے افق سے طلوع ہو کر تمام جہان کو منور کرنیوالا تھا اور فارانی پہاڑیون کی چوٹیون پر ایک تاریکی چھائی ہوئی تھی جہان سے تجلی طور چمکنے والی تھی یہ انقلاب اور افسوس ناک حالت جب انبیا علیہم السلام اپنی کشفی نظرون سے مشاہدہ کرتے تھے تو انکی تسلی کیواسطے اُنکو عہد سعادت مہد بنی موعود صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر جو عالم روحانی مین آئینہ قدرت کے اندر منعکس تھی دکھلائی جاتی تھی۔ اس لیئے یہ لوگ اپنے اپنے عہد نبوت مین دعائے خلیل اللہ[1] کے ظہور کی پیشین گوئیان کر گئے جنکو بشارات کہتے ہین۔

جو بشارات بنی موعود صلعم کے پیدا اور مبعوث ہونے کے بارہ مین کتب مقدسہ انبیا علیہم السلام مین اب تک پائے جاتے ہین اُنکے لکھنے سے پیشتر علل اور اسباب بشارات کا بیان کیا جانا مناسب ہے۔ تاکہ سبب اور مسبب کا سلسلہ طالب حق کے ذہن نشین ہو کر اس راز بستہ بشارات کے سمجھنے مین آسانی ہو۔

زمانہ ماضیہ کے حالات و واقعات اور حادثات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس عالم اسباب مین آدم سے تا ایندم ہمیشہ اخیار اور اشرار یعنی ضدین کا مقابلہ ہوتا رہا ہے۔ اور یقیناً کہہ سکتے ہین کہ تا قیام قیامت یون ہی ہوتا رہیگا کیونکہ قدرت نے فطرت انسانی مین خیر و شر دو متضاد قوتین ودیعت کی ہین انھین دونون قوتون مین سے قوت اول کے غلبہ اور قوت ثانی کے مغلوب ہونے کا

[1] توریت کتاب اول باب ۱۷- آیت ۲۰-

نام حق پرستی اور دینداری ہے اور اسکو صفات ملکوتی کہتے ہین اور قوت ثانی کے غلبہ اور قوت اول کی مغلوبیت کو بیدینی اور جہل سے تعبیر کیا جاتا ہے جسکو شیطانیت کہتے ہین۔

قوت اول کی تقویت اور اُبھارنے کے لئے قدرت نے خلقت انسانی مین ایک اور قوت رکھی ہے جسکو داعی الی الخیر یا نیکی کا فرشتہ کہتے ہین۔ اسیطرح قوت ثانیہ کے اُبھارنے کو دوسری قوت ہے جو داعی الی الشر۔ یا شیطان کے نام سے موسوم ہے۔ داعی الی الخیر اور داعی الی الشر[1] کی کشمکش سے عقل انسانی مغلوب ہوکر رفتہ رفتہ معطل اور بیکار ہوجاتی ہے۔ اسی مغلوبیت کا یہ نتیجہ ہے کہ جو توحید الہی کے مقابلہ مین شرک اور دہریت کی ہولناک تصویرین کھڑی نظر آتی ہین جنکو بت پرستی اور وہم پرستی کہتے ہین۔ تاہم ہر ایک انسان سلیم الفطرت جانتا ہے کہ انسان کے دل مین توحید الہی کا اعتقاد راسخ اور متمکن ہوجانے سے (بشرطیکہ اعتقاد کامل ہو) انسان کریم النفس اور حلیم الطبع ہوجاتا ہے اور اُس کے دل مین ایک قسم کی صفائی اور نورانیت جسے نیک منشی اور پاک طینتی کہتے ہین پیدا ہوجاتی ہے۔ اور اسی نور فطرت کی روشنی مین روح انسانیہ کو مدارج ترقی کے حصول کی قابلیت حاصل ہوکر نفس امارہ کے جذبات شہوانی مغلوب اور پست ہوجاتے ہین اور وہ انسان خودبخود اخلاق حسنہ کا مصدر اور انوار الہی کی تجلیات کا مورد بنجاتا ہے پھر داعی الی الخیر کے اقتضا اور تحریک سے جو افعال اور حرکات اُس سے سرزد ہون وہ تمام حق شناسی و صفائی اور راستی پر مبنی ہوتے ہین اور یہی صادق اور پکے مومن کی نشانیان ہین۔

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح باب الاعتصام۔ فصل ۳ و مرقات ملا علی قاری۔

برخلاف اِس کے شرک اور کفر کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ روح انسانی خباثت مین مبتلا ہوکر تنزل کے عمیق غار مین سرنگون رہتی ہے اور قلب پر ایک اور قسم کی تاریکی جسے جہالت کہتے ہین چھاجاتی ہے اور نفس امارہ کے جذبات شہوانی اپنی حدون سے گذر کر بکلی خواہشات نفسانی کے تابع ہوجاتے ہین پھر داعی الی الشر کی تحریک اور تقاضا سے جو افعال و حرکات اُس سے سرزد ہون وہ تمام کفران نعمت ناحق پرستی - جہل - گمراہی - تکبر - حسد - وغیرہ پر مبنی اور راستی سے بعید ہوتے ہین حتی کہ خلق انسان جس سے بہت سی امیدین ابناء جنس کی وابستہ ہوتی ہین سراسر خلق آزاری کا ذریعہ یا ایک آلہ بن جاتا ہے جسکو دوسرے لفظون مین بندہ شیطان یا شیاطین کہتے ہین -

اس حد تک پہونچکر انسان - انسان نہین رہتا - کیونکہ جو غرض انسانی خلقت سے مقصود ہے وہ بکلی معدوم اور مفقود ہوجاتی ہے - ایسی حالتون مین مقتضائے انصاف یہی ہے کہ خداوند کی وہ شان قہاری جسے غضب الٰہی کہتے ہین ظہور پذیر ہوکر اس قسم کے ضرر رسان اور ناموزون پودون کو باغ جہان سے نیست و نابود کردی جیساکہ وقوع طوفان نوحؑ اور قوم عاد و ثمود کے حادثات کی بین مثالین کتب الہامی اور تاریخی مین مصرح موجود ہین -

الحاصل قدرت نے فطرت انسانی مین خیر و شر دو متضاد قوتین پیدا کی ہین اور انکو حد اعتدال پر قایم رکھنے کو عقل سلیم عطا فرمائی ہے اس لئے انسان خود اپنے افعال نیک اور بد کا جوابدہ اور مکلف ہے اسلئے ہر ایک انسان کے دل پر خواہ وہ کسی قوم اور ملت کا کیون نہو ہر لحظہ یہی خیالات محیط رہتے ہین کہ اُسکے افعال نیک و بد کی بازپرس ایکدن ضرور ہونے والی ہے - اور کوئی منتقم حقیقی بھی اپنی لازوال ہستی کے ساتھ موجود اور جزا و سزا کا دینے والا ہے اور یہ جزا اور

سزا اور ایک دوسرے جہان مین جسے عاقبت یا معاد کہتے ہین ہونیوالی ہے جو احاطہ ادراک بشری سے باہر ہے اور وہان تک بلا موت کسی صورت سے انسان کی رسائی نہین ہوسکتی کہ اُسکی کنہ دریافت کرسکے۔

اسلیئے فطرۃ انسان کو صادق ملہمون اور الہام الٰہی کی ایک ضرورت لاحق ہے اور اسی ضرورت کے رفع کرنے کو قدرت نے اس عالم اسباب مین اپنے پاک الہام اور صادق القول ملہمون کا سلسلہ حضرت آدم صفی اللہ سے شروع کرکے نبی آخر الزمان سیدنا محمد مصطفیٰ صلعم پر ختم[1] کیا چنانچہ اپنے اس انتظام کی خبر وہ منتظم حقیقی قرآن مجید مین یون دیتا ہے۔

لَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا[2] وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ[3]	ہمنے ہر ایک گروہ مین رسول بھیجا۔ اور کوئی ایسی امت نہین جس مین ڈرانے والا نہ گذرا ہو۔

غرضیکہ ہر ایک قوم مین سچے ملہم اور پیغمبر اپنے ساتھ پاک الہام اور پیغام الٰہی لیکر آئے اور خلق اللہ کی اُس پاک روشنی سے رہبری کی۔ چنانچہ خود خدا تعالیٰ اپنے کلام پاک مین فرماتا ہے۔

اِنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا[4]	بیشک ہمنے توریت اُتاری جس مین ہدایت

[1] آنحضرت صلعم کی بعثت سے صرف باب نبوت اور وہ الہام بند ہوگیا ہے کہ جو خاص نبیون سے مخصوص تھا اور احکام شریعت کے بارہ مین منجانب اللہ ہوتا تھا ورنہ اولیاء اللہ کو اب بھی الہام ہوتا رہتا ہے اور پیغمبرون اور ولیون کے الہام مین صرف یہ فرق ہے کہ نبیون کی فطرت مین قبول الہام کا مادہ وہبی ہوتا ہے اور ولیون کی فطرت مین کسبی ہوتا ہے اور نبیون کے الہام اور وحی پر احکام شریعت مرتب ہوتے ہین اور ولیون کے الہام کی یہ صورت نہین ہوتی۔ از مولف [2] سورۃ النحل رکوع ۵ - آیت ۳۶ پارہ ۱۴

[3] سورہ فاطر رکوع ۳ - پ ۲۲ - [4] سورہ مائدہ رکوع ۷ - پارہ - ۶ -

هُدًى وَّنُوْرٌ	اور نور ہے۔
دوسری جگہہ فرماتا ہے۔	
وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ	اور ہمنے اُسے انجیل دی جس مین ہدایت اور روشنی ہے۔

اسیطرح اور صحف آسمانی کا ذکر کیا ہے۔ پس انبیا علیہم السلام کی پاک تعلیم اور اُنکے متبرک وجود مابین خالق اور مخلوق ایک واسطہ معرفت ہے اسی اصول پر ہمارے ہادی برحق پیغمبر آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب نبیون اور کتب سماویہ پر ایمان لانے کو جزو ایمان اور شرط اسلام قرار دی ہے پس ہمپر لازم ہے کہ اپنے ایمان کی تکمیل کے واسطے معرفت انبیاء علیہم السلام حاصل کرنے کی کوشش کرین کیونکہ معرفت انبیاء ہی معرفت الہی کی کلید ہے۔

پس بلا حصول معرفت انبیاء کے نہ تو ایمان کامل ایمان ہوگا اور نہ وہ پاک ہدایتین الہامی دلپر موثر ہونگی یہی وجہہ ہے کہ مشرکین اور کفار الہام الہی کے منکر ہی رہے اور خود اہل کتاب بھی معرفت انبیاء علیہم السلام کامل نہ حاصل کرنے کی وجہ سے افراط اور تفریط مین پڑ گئے کہ بعض نبی کو تو اسمیا ابن اللہ کہہ بیٹھے اور بعض کی رسالت مین انکار اور اعتراض ہی کرتے رہے۔ جب ہم ان باتون پر غور کرتے ہین تو بہ بداہت معلوم ہوتا ہے کہ جسطرح بلا توسط انبیاء علیہم السلام کے حصول

---

۵۱ سورہ مائدہ آیت ۵۰۔ رکوع ۷۔ پارہ ۶۔

۵۲ یہود عزیر علیہ السلام کو اور عیسائی المسیح علیہ السلام کو ابن اللہ یعنی خدا کا ازلی بیٹا کہتے ہین۔ اور یہودی عیسیٰ علیہ السلام کے اب تک منکر ہین اسی بنا پر انکو مجرمون کیطرح صلیب یعنی سولی پر چڑہایا تھا اور یہود اور عیسائی رسالت محمدیہ کے انکار کرنے والے ہین۔ از مولف۔

معرفت الہی غیر ممکن اور محال ہے اسی طرح معرفت انبیار علیہم السلام کا حاصل کرنا بھی بلا امداد اور رہبری الہی کے نہایت ہی مشکل ہے اسلئے خود خداوند کریم نے چند دلیلین تصدیق نبوت محمدیہ کی ایسی مستحکم ہماری رہبری کے لئے رکھی ہین کہ اُنمین غور اور فکر کرنے کے بعد کوئی محل اشتباہ باقی نہین رہتا منجملہ چند دلایل متذکرہ کے ایک دلیل بشارت ہے اور بشارات کتب سماویہ مین وہ مقام ہین جہان انبیار علیہم السلام نے نبی موعود یعنی پیغمبر آخر الزمان کے پیدا اور مبعوث ہونے کی خوشخبریان دی ہین۔ یہ بشارات اس امر کی بدیہی شہادتین ہین کہ خوشخبری دہندہ اور نبی موعود دونون خدا کے سچے ملہم اور پیغمبر ہین۔

مگر یہ بشارت تقریبًا کل جو اسوقت تک کتب مقدسہ یعنی صحف انبیار علیہم السلام مین پائے جاتے ہین استعارون اور کنایون مین بیان ہوئے ہین اور استعارہ سے بیان کرنے مین یہ حکمت اور مصلحت خداوندی معلوم ہوتی ہے کہ خود حاملان اور پیروان کتب مقدسہ ہی عمدًا یا غلطی سے تحریف کے عادی تھے اور بالخصوص بشارت محمدیہ کے تو ہمیشہ سے دشمن رہے ہین جسکا علم اُس عالم الغیب کو روز ازل ہی سے ہے۔ چنانچہ کلام مجید مین فرماتا ہے

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً ۚ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهِ وَنَسُوا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا بِهِ ۚ	اُنکے عہد توڑنے پر ہمنے اُنکو لعنت کی اور کردئے دل اُنکے سیاہ تحریف کرتے ہین کلمون کی اُنکی جگہہ سے اور بھول گئے فائدہ لینا اُس نصیحت سے جو اُنکو کی گئی تھی۔

سورۂ مائدہ رکوع ۳ - پارہ ۶

پس استعارونمین بیان کرنے کی وجہہ سے وہ مبارک آیتین جنمین آنحضرت صلعم کے پیدا اور مبعوث ہونے کی خوشخبریان ہین اہل کتاب کے دست برد سے بچکر ہمارے زمانہ تک پہونچے ہین۔

دوسرے انبیاء پر ایمان لانا جزو ایمان ہے اور اُسپر ثواب مقرر ہے اور ثواب کا مستحق انسان اُسیوقت ہوتا ہے کہ جب شے مقصود بالایمان مشکلات کے پردون مین پوشیدہ ہو اور صاحب ایمان کو شے مقصود بالایمان پر ایمان لانے مین کچھہ نہ کچھہ مالی نقصان یا جسمی اور روحی یا عقلی تکلیف اُٹھانی پڑے اگر ایسا نہ ہو تو ایمان لانا باعث ثواب نہین ہوسکتا کیونکہ سورج کے روشن اور چمکدار ہونے پر ہم کو کامل یقین اور ایمان ہے مگر عند اللہ ہم کسی ثواب کے مستحق نہین ہین۔ پس آنحضرت صلعم کی پیدایش اور بعثت کو استعارون مین نہ بیان کیا جاتا اور صاف صاف مع نام اور حلیہ و وقت پیدایش کے تبلا دیا جاتا تو ہم کسی ثواب کے مستحق نہوتے پس اللہ تعالی کو ہمکو ثواب دارین عطا کرنا منظور تھا اِس لئے بشارت محمدیہ کو استعارون اور کنایون کی مشکلات مین رکھا ہے مگر استعارون مین بیان کرنے سے اصل مطلب کیطرف ذہن کم جاتے ہین۔ کیونکہ کاہلی اور آرام طلبی انسانی طبیعت کا خاصہ ہے اسلیئے وہ چارہ ساز بیکسان ہمارے ذہنون کو تلاش بشارت محمدیہ کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید مین اللہ تعالی عیسی علیہ السلام کا قول یون فرماتا ہے۔

وَاِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ[1]	اور جب عیسی مریم کے بیٹے نے کہا کہ اے بنی اسرائیل بیشک مجھکو خدا نے رسول کر کے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ تصدیق کرتا ہوا توریت کی جو میرے سامنے ہے اور خوشخبری سناتا ہون ایک پیغمبر کی جو میرے بعد ہوگا اور نام اُسکا احمد ہے۔

اِس آیت شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ کتب مقدسہ انبیاء علیہم السلام مین

[1] سورہ صف آیت ۶۔ پ ۲۸۔

آنحضرت صلعم کی بشارتین بیان ہوئی ہین اور اُنکا تلاش کرنا ہمپر واجب ہے دوسری جگہہ اللہ تعالیٰ اُنھین بشارتون کو اپنے حبیب محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلعم کی بنوت اور رسالت کی دلیل صداقت گردان کر سورہ اعراف کی آیت ۱۵۶۔ مین نہایت صاف صاف فرماتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰۃِ وَالْاِنْجِیْلِ	جو لوگ کہنا مانتے ہین رسول بن پڑھے بنی کا اُسکا ذکر لکھا ہوا پاتے ہین اپنے پاس توریت اور انجیل مین۔

لہذا ہم خود قرآن کریم کی ہدایت اور رہبری سے صحف انبیا، علیہ السلام مین تلاش کرکے اُن بشارات کو لکھتے ہین۔

بشارت اول

اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرماتا ہے۔ مین نے تیری دعا اسمٰعیل کے حق مین قبول کی ہان مینے اُسے برکت دی اور اُسے بارآور کیا اور اُسے بہت کچھہ فضیلت دی اُس سے بارہ امام پیدا ہونگے اور اُسکو بڑی قوم کرونگا۔ خدا تعالیٰ اسنے حضرت اسمعیل کو برکت و فضیلت دینے کا وعدہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا تھا وہ اسطرح پورا ہوا کہ محمد رسول اللہ صلعم کو جو حضرت اسمعیل کی اولاد مین ہین تمام جہان کے واسطے دنیا کے ختم ہونے تک نبی مقبول مقرر فرمایا اور بنوت کا سلسلہ آنحضرت صلعم پر ختم کیا۔

بشارت دوم

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم بنی اسرائیل کو مخاطب کرکے فرماتے ہین

ف۱ سورہ اعراف آیت ۱۵۶ پارہ ۹ – ف۲ توریت کتاب اول باب ۱۷۔ آیت ۲۰۔

کہ قایم کریگا تیرا معبود موجود تیرے لئے نبی تجھ مین سے - تیرے بھائیون مین
سے مجھ سا اُسکو مانیو[1] پھر دوسرے مقام پر یون ہے - اُنکے بھائیون مین سے
نبی تیرا سا قایم کرونگا اور اپنا کلام اُس کے مُنہ مین دونگا اور جو کچھ مین اُس سے
کہونگا وہ اُن سے کہدیگا[2] اِن آیات شریفہ مین چند الفاظ تشریح طلب ہین -
”تیرے بھائیون مین سے“ یعنی بنی اسرائیل کے بھائیون بنی اسمٰعیل مین سے وہ
نبی ہوگا ”تیرا سا“ یعنی حضرت موسیٰ کی مانند کیونکہ خود حضرت موسیٰ پہلی آیت مین
فرماتے ہین کہ مجھ سا“ ”اور اپنا کلام اُسکے مُنہ مین دونگا“ یعنی برخلاف اور
نبیون کے اُس نبی کو بذریعہ الہام کے الفاظ وحی کیئے جاوین گے جس سے قرآن مجید
کا معجزہ فصاحت مراد ہے“ ”اور جو کچھ مین اُس سے کہونگا وہ اُن سے کہدیگا“ اس
فقرہ کا مطلب یہ ہے کہ جن لفظون مین اُس کے پاس وحی پہونچیگی وہ اپنی امت
کو پڑھ سناوے گا - چنانچہ حضور علیہ السلام کی یہ امانت داری اور امین ہونا بعثت
سے پہلے ہی عملاً ایسا مشہور ہوگیا تھا کہ آپ کے نام کے ساتھ بطور لقب کے لفظ
امین لگا کر لوگ محمد امین کہنے لگے اور اِس امر مین خود قرآن مجید کی یہ آیت شریف
موجود ہے -

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى[3]
إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى

اور نہین بولتا اپنی خواہش سے مگر جو بولا
وہ الٰہی الہام ہے جو بھیجا گیا -

پس آیات متذکرہ سے ثابت ہے کہ وہ نبی جسکی بشارت حضرت موسیٰ نے دی ہے
حضرت موسیٰ کی مثل بنی اسمٰعیل مین سے ہوگا کیونکہ بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسمٰعیل

[1] توریت کتاب پنجم باب ۱۸ - آیت - ۱۵ -
[2] توریت کتاب پنجم باب ۱۸ - آیت - ۱۸ -
[3] سورۂ والنجم - آیت ۳ - و ۴ - پارہ - ۲۷ -

ہی ہین اور بنی اسمعیل مین آنحضرت صلعم کے سوا اور کوئی پیغمبر نہین ہوا۔ ہان البتہ بنی اسرائیل مین حضرت موسیٰ کے بعد بہت پیغمبر ہوے ہین مگر اُنمین سے کوئی بھی مثل موسیٰ کے نہین گذرا جسکی تصدیق خود توریت شریف سے ہوتی ہے یعنی جب حضرت عزیر علیہ السلام نے قید بابل سے رہا ہونے کے بعد توریت مقدس کو بالہام ربانی از سر نو لکھا تو اُسمین لکھتے ہین کہ پھر قایم نہ ہوا کوئی نبی بنی اسرائیل مین موسیٰ کی مانند جس نے پہچانا ہو اللہ کو دو بدو[1] اب باقی رہگیا صرف یہ امر کہ آنحضرت صلعم مثل موسیٰ ہین سو اسکی تصدیق مین واقعات ذیل پر غور کرو۔

(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کافر دشمنون کے خوف سے اپنی اصل وطن سے ہجرت کی تھی اسیطرح آنحضرت محمدؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنے کافر دشمنون کے خوف سے ہجرت کی۔

(۲) حضرت موسیٰؑ نے ہجرت کر کے شہر یثرب مین جسے اب مدینہ منورہ کہتے ہین اور جو بانی شہر یثرون کے نام پر یثرب کہلاتا تھا پناہ لی۔ اسیطرح حضرت محمد صلعم نے بھی اپنے اصلی وطن مکہ سے ہجرت کر کے اُسی شہر یثرب (مدینہ) مین پناہ لی اور وہان سکونت اختیار فرمائی۔

(۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی کلام خدا بلفظ نازل ہوا جو احکام عشرہ ہین اسیطرح آنحضرت صلعم پر بھی کلام الٰہی بلفظ نازل ہوا جو قرآن مجید کہلاتا ہے۔

(۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کافرون کے ساتھہ جہاد کرنے کا حکم تھا اسیطرح آنحضرت صلعم کو بھی واحدانیت خدا کا وعظ کرنے سے۔ جو کافر مانع ہون اُن سے جہاد کرنے کا حکم ہوا۔

(۵) حضرت موسیٰ نے اپنے متفرق اور پامال قوم بنی اسرائیل کو مصر سے نکالکر

---

[1] توریت کتاب پنجم باب۔ ۳۴۔ آیت۔ ۱۰۔

یکجا اکھٹا کیا۔ اسیطرح محمد صلعم نے بھی اپنی تمام متفرق قوم بنی اسمعیل کو جو
آپس مین سخت دشمن ایک دوسرے کا ہوگیا تھا ایکجا جمع کر کے یک دل
اور یک جان کر دیا۔

(۶) حضرت موسیٰ نے ملک فتح کیئے اور بنی اسرائیل مین دنیاوی بادشاہت
قایم کردی اسیطرح حضرت محمد صلعم نے بھی ملک فتح کیئے اور بنی اسمعیل مین
دینی بادشاہت کے ساتھ دنیاوی بادشاہت بھی قایم کردی۔

(۷) حضرت موسیٰ کو خدایتعالیٰ کیجانب سے شریعت عطا کی گئی اور کتاب دی گئی
جسکا نام توریت ہے۔ اسیطرح محمد صلعم کو بھی شریعت دی گئی اور کتاب عطا
کی گئی جسکا نام قرآن مجید ہے

(۸) حضرت موسیٰ لشکر بنی اسرائیل کو ساتھ لیکر کوہ عرفات پر آئے اور وہان اُنکو
برکت دیگئی۔ اسیطرح حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ۱۰ھ مین چالیس
ہزار مسلمانون کا لشکر اپنے ساتھ لیکر نہایت جاہ وجلال سے مکہ مین رونق افروز
ہوئے اور اُنکو مثل حضرت موسیٰ کے کوہ عرفات پر برکت دیگئی اور حضور علیہ السلام
نے وہان آخیر نصیحتین فرمائین۔

(۹) حضرت محمد صلعم نے بھی موسیٰ کی مانند اخیر وقت وفات کے قریب مسلمانون سے
پوچھا تھا کہ مجھ پر کسی کا کچھ قرض تو نہین ہے اور مین نے کسیکا کچھ نقصان تو نہین کیا

(۱۰) حضرت موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل ببرکت حضرت موسیٰ کے خدا کی برگزیدہ قوم
کہلائی۔ اسیطرح حضرت محمد صلعم کی قوم بنی اسمعیل بھی ببرکت حضرت محمد صلعم
کے "کُنتم خیرَ اُمّۃٍ" کے لقب سے ملقب ہوئی۔

(۱۱) مسٹر رینا ایک عیسائی عالم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات زندگی مین
لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت محمد صلعم صرف غور کرنے اور سوچنے والے ہی

نہ تھے بلکہ وہ دونون کام کرنیوالے بھی تھے اور اپنے ہم وطنون اور ہم عصرون کے لئے کام تجویز کرتے تھے اور اُسکے ذریعہ سے اُن دونون نے انسانون پر حکومت کی۔

اور آنحضرت صلعم کی نسبت خداوند عالم اپنے کلام پاک قرآن مجید مین فرماتا ہی

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۥ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۥ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ۥ فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ۔[۱]

ہمنے ہی بھیجا تمہاری طرف رسول نگران تم پر جیسے بھیجا تھا فرعون پر رسول پھر جب نافرمانی کی فرعون نے اُس رسول کی تو سخت پکڑ لیا ہم نے اُسے۔ پھر تم اِس رسول کی نافرمانی کروگے تو کیونکر بچوگے۔

اِس آیت شریف مین اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلعم کو مثل موسیٰ بیان کر کے کفار کو صاف جتلا دیا کہ اِس ہمارے رسول کی نافرمانی اور مخالفت کا وہ نتیجہ ہوگا جو حضرت موسیٰ کی مخالفت مین فرعون کا ہو چکا ہے۔

بشارت سوم

دوسرے مقام پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے مثل ہونے والے موعود نبی کی جائے مولد اور مسکن وغیرہ کیطرف اشارہ فرماتے ہین۔ اور خدا سینا سے نکلا اور سعیر سے چمکا اور فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوا۔ اُس کے داہنے ہاتھ مین شریعت بروشن ساتھ لشکر ملائکہ کے آیا (توریت کتاب پنجم باب ۳۳۔ آیت ۲) اِس آیت کی بابت ایک بہت بڑے عبرانی زبان کے عالم نے لکھا ہے کہ سیٔفر نے

[۱] سورہ مزمل آیت ۱۵۔ و ۱۶۔ رکوع ۱۔ پارہ ۲۹۔

اُن خاص آیتون کی جنمین سینا اور سعیر اور فاران کی بشارت مذکور ہے اسطرح تشریح کی ہے کہ۔ خدا سینا سے نکلا" یعنی عبرانی زبان مین شرع دیگئی" جس سے مراد توریت ہے" اور سعیر سے چمکا" یعنی یونانی زبان مین شرع دی گئی" جس سے مراد انجیل ہے" اور فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوا" یعنی عربی زبان مین شرع دیگئی" جس سے مراد قرآن ہے" دیکھو کوارٹرلی ریویو صفحہ ۹۹-۲ سنہ ۱۸۶۹ء اس عالم کے قول سے بھی ثابت ہے کہ فاران وہی جگہہ ہے جہان سے اسلام ظاہر ہوا ہے مگر برخلاف اس عالم کے علمار اسلام محققین نے سینا اور سعیر کی بشارت کی تفسیر مین آنحضرت صلعم ہی کے متعلق شرح کی ہے مگر وہ بحث بہت طویل ہے۔ اس لیئے ہم اُسکو قلم انداز کر کے کہتے ہین کہ سینا اور سعیر کے ساتھ لفظ شریعت کا نہین ہے صرف فاران سے ظاہر ہونیوالے کے حق مین کہا گیا ہے کہ اُسکے داہنے ہاتھ مین شریعت روشن ساتھہ لشکر ملائکہ کے آیا" اگر ہم عالم موصوف کے کیئے ہوئے معنون کو ہی تسلیم کرین تو آیت موصوفہ کا مطلب یہ ہوا۔ کہ سینا سے نکلنے اور سعیر سے چمکنے والے کے خلاف فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہونے والے مین یہ نشان اور زیادہ ہوگا کہ اُسکے ہاتھ مین شریعت روشن ہے اور خصوصیت کے ساتھ بیان کرنے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰ صاحب شریعت نہ تھے چنانچہ خود حضرت عیسیٰ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت موسیٰ کی شریعت کے پابند تھے[1] اور حضرت موسیٰ کی شریعت کچھ آگے چلکر کسیقدر ترمیم اور کسیقدر منسوخ ہونیوالی تھی اسلیئے سینا اور سعیر کے متعلق لفظ شریعت استعمال نہین فرمایا گیا۔ کیونکہ چند روزہ عارضی شریعت قابل ذکر نہین خیال کی گئی ہوگی۔ اور فارانی شریعت کیساتھ جو لفظ شریعت روشن استعمال کیا گیا ہے اُس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ شریعت

---

[1] انجیل متی باب ۲۳- آیت ۲ و ۳- ومرقس باب ۱۴- آیت ۱۲- لغایت ۱۸-

جملہ شرایع سابقہ کی ناسخ ہے اور قیامت تک قایم رہیگی - اور یہ جو کہا گیا کہ ساتھ لشکر ملائکہ کے آیا" اُسکی یہ وجہ ہے کہ ابتدا ئے شریعت محمدیہ کے رائج اور مروج کرنے مین کسیقدر قوت ملکوتی سے بھی کام لیا جانا ضروری تھا چنانچہ جنگ بدر کے موقع پر جو کہ اسلام کے حق مین بہت ہی نازک وقت تھا اُس قوت ملکوتی سے کام لیا جو قرآن مجید وروایات معتبرہ سے ثابت ہے -

بشارت چہارم

حضرت جبقوق نبی آنحضرت صلعم کے مبعوث ہونے کی بشارت یون دیتے ہین کہ آئیگا الله جنوب سے - اور قدوس فاران کے پہاڑ سے - آسمانون کو جمال سے چھپا دیا اور اُسکی ستایش سے زمین بھر گئی (کتاب جبقوق باب ۳ آیت ۳) -

آنحضرت صلعم - بعثت سے پہلے اکثر غار حرا مین عبادت الہی کرتے تھے اور وہین ابتدا ءِ وحی نازل ہوئی اور یہ غار حرا انھین فارانی پہاڑون مین سے ایک پہاڑ مین واقع ہے - اسلئے فرمایا اور قدوس فاران کے پہاڑ سے" اور شب معراج کو آپ کے چہرۂ انور کا نور تمام اجرام فلکی چاند وغیرہ پر غالب ہوگیا - اسلئے فرمایا کہ آسمانون کو جمال سے چھپا دیا" اور یہ جو کہا گیا ہے کہ اُسکی ستایش سے زمین بھر گئی سو حضور علیہ السلام کی جسقدر دنیا مین تعریف اور ثنا ہو رہی ہے بنی نوع انسان مین سے اور کسی کی نہین ہوئی ہے - اور جو طریقہ درود اور سلام کا اس امت مرحومہ مین رائج ہے کسی نبی کی امت مین نہین پایا جاتا -

بشارت پنجم

حضرت داؤد علیہ السلام نے یوم السبت کے واسطے ایک گیت گایا ہے

اُسمین خداوند کی حمد و ثنا کرتے کرتے یہ بھی فرمایا۔ میدان اُس سب سمیت جو اُسین ہے باغ باغ ہووین۔ بن کے سارے درخت لہلہاوین کیونکہ وہ آتا ہے۔ وہ صداقت سے جہان کی اور اپنی سچائی سے لوگون کی عدالت کریگا (زبور ۹۷۔ آیت۔ ۱۲۔ و ۱۳۔)۔

آنحضرت صلعم کے پیدا ہونے سے پہلے عرب مین اکثر قحط رہتا تھا۔ جب آپ پیدا ہوئے تو مینہ برسا اور تمام درخت جنگل کے لہلہانے لگے اور آپ نے جو پہلی عدالت یعنی انصاف کیا وہ حجر اسود کا فیصلہ تھا اور بعدہٗ جو صداقت اور سچائی کی عدالتین قایم کین اور آئین جاری کیئے اُنکے سامنے تمام فلاسفرون اور واضعین قوانین کے قانون ہیچ ہین۔

بشارت ششم

پھر حضرت داؤد علیہ السلام ایک عاشقانہ غزل مین فرماتے ہین۔ تو حسن مین بنی آدم سے کہین زیادہ ہے۔ تیرے ہونٹھون مین لطف بٹایا گیا ہے اسی لئے خدا نے تجھے ابد تک مبارک کیا (زبور ۴۵۔ آیت ۲۔)۔ بمصداق اس آیت شریف کے کوئی شاعر کہتا ہے۔ ؎

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

بشارت ہفتم

آیت موصوفہ بالا کے آگے۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام فرماتے ہین۔ اے پہلوان اپنی تلوار کو جو تیری حشمت اور بزرگواری ہے۔ حمایل کر کے اپنی ران پر لٹکا۔ اور اپنی بزرگواری سے اور سچائی اور ملایمت اور صداقت کے واسطے

اقبال مندی سے آگے بڑہ تیرا داہنا ہاتہہ تجھکو مہیب کام دکھلائیگا (زبور ۴۵ آیت ۳ و ۴)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد مین بنفس نفیس خود گھوڑے پر سوار اور ران پر تلوار لٹکائے۔ ایک جرار سپہ سالار کی حیثیت سے مہاجرین اور انصار کی فوج کو لڑا رہے تھے اور نہایت ملائمیت اور نرمی سے کام فرماتھے اسی اثنا رمین۔ لشکر کفار مین سے ایک کافر نے للکار کر کہا کہ مین نے اپنا گھوڑا خاص اسی لئے پالا ہے کہ اُسپر سوار ہو کر محمد (صلعم) کو قتل کرون۔ کہان ہین محمد (صلعم) حضور علیہ السلام نے یہ پرتکبر آواز سُنی تو تبسم فرمایا اور آگے بڑہکر ایک خفیف سا وار کیا اور نیزہ کی نوک اُس کافر کے جسم مین چبھو دی۔ اُسی زخم سے وہ کافر فی النار والسقر ہوا۔ اور جنگ بدر مین کافرون کا مغرور گروہ اپنی کثرت اور قوت و زور کے بہروسہ پر لشکر اسلام کو دباتا ہوا آگے کو بڑہتا چلا آتا تھا حضور علیہ السلام نے یہ رنگ دیکھکر ایک مٹھی خاک کی اُٹھائی اور لشکر کفار کی طرف پھینکی وہ مٹھی خاک تمام کفار کی آنکھون کے سامنے ایک سخت آندھی کا کام دے گئی۔ کفار سراسیمہ ہو کر آنکھین ملتے پیچھے ہٹے۔ اور وہین غازیون نے لپک کر حملہ کیا اور کفار کو شکست فاش نصیب ہوئی۔ انھین معجزات کی نسبت حضرت داؤد علیہ السلام اشارہ فرماتے ہین۔ تیرا داہنا ہاتھ تجھکو مہیب کام دکھلاویگا[۱]" اور قرآن مجید مین اللہ تعالیٰ انھین اعجاز محمدیہ کی خبر یون دیتا ہے۔

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ[۲]	اور جب تو نے پھینکا وہ تو نے نہین پھینکا۔ بلکہ اللہ نے پھینکا۔

۱؎ مدارج النبوت و مواہب لدنیہ۔

۲؎ سورہ انفال۔ رکوع۔ ۲۔ آیت ۱۷۔ پ۔ ۹۔

یعنی الٰہی طاقت جو تیرے دست و بازو مین ودیعت کی گئی ہے کام کر گئی انسان کی طاقت کا یہ کام نہین ہے۔

بشارت ہشتم

حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے محبوب سے ملنا چاہتے ہین اور جب نہین مل سکتے تو خدا تعالےٰ کی مناجات اور اپنے محبوب کی تعریف یون کرتے ہین۔ میرا دوست گندم گون ہزارون مین سردار ہے اُسکا سر مہرہ کا سا چمکدار ہے اُسکی زلفین مسلسل مثل کوّے کے کالی ہین اُسکی آنکھین ایسی ہین جیسے پانی کے کنڈل پر کبوتر۔ دودہ مین دُھلے ہوئے نگینہ کی مانند جڑی ہین خانہ مین اُسکے رخسارے ایسے ہین جیسے ٹٹی پر خوشبودار بیل چھائی ہوئی۔ اور چھلکے پر خوشبو گڑی ہوئی اُسکے ہونٹھ پھول کی پنکھڑیان جن سے خوشبو ٹپکتی ہے اُسکے ہاتھ ہین سونے کے ڈہلے ہوئے۔ جواہر سے جڑے ہوئے۔ اُسکا پیٹ جیسے ہاتھی دانت کی تختی جواہر سے لپی ہوئی۔ اُسکی پنڈلیان ہین جیسے سنگ مرمر کے ستون سونے کی بیٹھکی پر جڑے ہوئے۔ اُسکا چہرہ مہتاب کی مانند۔ جوان مانند صنوبر کے اُسکا گلا نہایت شیرین اور وہ بالکل محمدیم ہے۔ یعنی تعریف کیا گیا ہے یہ ہے میرا دوست اور میرا محبوب اے بیٹیون یروسلیم کی[1] اگرچہ حضرت سلیمان نے خدا کی تسبیح مین گیت گایا ہے۔ لیکن وہ کسی ایک بڑے جلیل القدر اور واجب التعظیم شخص کے آنے کے متوقع ہین اور اُسی کو اپنا محبوب بتلاتے ہین اور اُس اپنے محبوب کی شاعرانہ تعریف کرتے کرتے صاف بتلاتے ہین۔ کہ وہ میرا محبوب محمد ہے (صلعم) اسجگہہ یہ بات رہے کہ

---

[1] کتاب تسبیحات سلیمان باب ۵۔ آیت ۱۰۔ لغایت ۱۶۔

کہ یہ لفظ محمد دراصل زبان عبرانی مین محمدیم ہے جسکی نسبت سرسید احمد خانصاحب مرحوم نے لکھا ہے کہ عبرانی زبان مین (ی) اور (میم) دونون علامت جمع کی ہین۔ اورجب کوئی شخص عظیم الشان بڑے رتبہ والا ہوتا ہے تو اُسکے اسم کو بھی جمع بنا لیتے ہین جیسے خدا کا نام الوہ ہے اُسکی جمع الوہیم بنالی ہے۔ اور اسی طرح جو بعل ایک بڑے بت کا نام تھا اُسکی جمع کفار نے بعلیم بنائی تھی علی ہذا حضرت سلیمان نے بھی اپنے محبوب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بصیغہ جمع بجائے محمدؐ کے محمدیم فرمایا ہے اور یہ سچ ہے کہ آنحضرت صلعم سے زیادہ محمدیم کہلانیکا کون شخص مستحق ہو سکتا ہے۔ پس اس بشارت مین صاف صاف آنحضرت صلعم کا نام مذکور ہے۔

بشارت نہم

حضرت حجی نبی نہایت جلال آمیز الفاظ مین کلام خداوندی کو یون بیان فرماتے ہین کہ سب قومون کو ہلادونگا۔ اور حمدث سب قومونکا آوے گا اس گھر کو بزرگی سے بھر ونگا کہا خداوند خلایق نے (کتاب حجی باب ۱۱۔ آیت ۷) ریورنڈ مسٹر پارک ہرسٹ کہتے ہین کہ لفظ (حمدث) حمد کے مادہ سے نکلا ہے اور ہر قسم کی پاک چیزون پر بولا جاتا ہے۔ اس آیت شریفہ مین اشارہ ہے۔ کہ نبی موعود کا نام پاک حمد کے مادہ سے ہوگا۔ چنانچہ آنحضرت صلعم کے نام محمدؐ۔ احمدؐ۔ محمود۔ اسی حمد کے مادہ سے ہین اور حضور علیہ السلام کی تشریف آوری اور بعثت کے دو نشان یہ تبلائے کہ سب قومون کو ہلادونگا۔ چنانچہ آپ جس رات پیدا ہوئے کسریٰ شاہ ایران کا ایوان لرز گیا اور آپ کی بعثت سے تمام قومون مین تہلکہ عظیم واقع ہوا۔ اور روم اور ایران کے زبردست اور عظیم الشان سلطنتین زیروزبر

ہوکر اسلام کے زیر نگین ہوئین - اسیطرح تمام عالم مین ایک انقلاب ہوگیا اُسکی طرف شیخ سعدی علیہ الرحمۃ اشارہ فرماتے ہین - ؎

چو صیتش در افواہ دنیا فتاد | تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد

دوسرا نشان یہ کہ "اُس گھر کو بزرگی سے بھرونگا" چنانچہ بیت اللہ بتون کی نجاست سے پاک ہوکر توحید الٰہی کے نعرون لا الہ الا اللہ سے گونج اُٹھا اور مشرکون کے واسطے حکم ہوا -

مشرک ناپاک عقیدہ کے ہین وہ اس برس کے بعد اس بزرگ مسجد (بیت اللہ) کے پاس نہ آوین -	اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ؎۱

بشارت دہم

حضرت یشعیاہ نبی اپنے صحیفہ کے باب ۹ مین فرماتے ہین - ہمارے لیئے ایک لڑکا پیدا ہوا کہ حکمرانی کا نشان اُسکے کندھے پر ہوگا - چنانچہ اس نشان سے مُہر نبوت مراد ہے اور اُسکا ارمن نے جو بائبل کا ترجمہ ۱۶۶۶ء مین کیا ہے اُسمین یہ فقرہ موجود ہے کہ اُسکی سلطنت کا نشان اُنکی پیٹھ پر ہوگا اور نام اُسکا احمد ہے -

بشارت یازدہم

حضرت یشعیاہ نبی اپنا مکاشفہ بیان کرتے ہین کہ ایک جوڑی سوارون کی دیکھی ایک سوار گدہے کا - اور ایک سوار اونٹ کا - اور خوب متوجہ ہوا

؎۱ سورہ توبہ رکوع ۴ - آیت - ۲۸ - پارہ - ۱۰ -

؎۲ کتاب یشعیاہ باب ۲۱ - آیت - ۷ -

چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام یروشلم یعنی بیت المقدس مین داخل ہوئے تو گدہے پر سوار تھے۔ اسیطرح فتح مکہ کے روز جب حضور علیہ السلام مکہ مین داخل ہوئے تو اونٹ پر سوار تھے۔ اس مکاشفہ کی ترتیب بھی غور طلب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو پہلے مبعوث ہوئے اُنکا ذکر پہلے فرمایا۔ اور بعد مین شتر سوار یعنی آنحضرت صلعم کا ذکر کیا ہے۔ یہ بشارت بہت صاف ہے اسلیئے تفصیل کی ضرورت نہین ہے۔

بشارت دوازدہم

حضرت یحییٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تو۔ یروشلم (بیت المقدس) سے یہودیون نے۔ کاہنون اور لیویون۔ کو واسطے دریافت حال اُنکے پاس بھیجا چنانچہ وہ لوگ یحییٰ علیہ السلام کے پاس جہان وہ تھے گئے اور اُن سے کہا کیا تو کوستاس ہے (یعنی مسیح ہے) تو حضرت یحییٰ نے جواب مین کہا نہین۔ تو پھر اُنھون نے کہا کیا تو الیاس ہے۔ حضرت یحییٰ نے فرمایا نہین۔ تو پھر وہ یہ کہنے لگے کہ کیا تو وہ نبی ہے۔ حضرت یحییٰ نے سنکر کہا نہین۔ تو پھر وے لوگ بولے کہ آخر تو کون۔ حضرت یحییٰ نے یہ سنکر فرمایا کہ مین ہون آواز اُسکی جو جنگل مین چلاتا ہے کہ سیدھا کرو راستہ خداوند کا جیسا کہ یشعیاہ نبی نے کہا۔ یہ سنکر کاہنون اور فروسیون نے اُسنے کہا کہ۔ جبکہ نہ تو تو کوستاس (مسیح ہے) اور نہ الیاس ہے اور نہ وہ نبی ہے تو پھر تو کیون اصطباغ کرتا ہے (خلاصتاً از انجیل یوحنا باب ۱ آیت ۲۔ لغایت ۲۵) ان آیتون سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانہ مین جبکہ حضرت یحییٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ یہودیون مین حضرت یحییٰ کے علاوہ اور تین پیغمبرون کا انتظار تھا۔ ایک عیسیٰ علیہ السلام یعنی کوستاس کا دوسرے الیاس کا تیسرے

ہوکر اسلام کے زیر نگین ہوئین - اسیطرح تمام عالم مین ایک انقلاب ہوگیا اُسکی طرف شیخ سعدی علیہ الرحمۃ اشارہ فرماتے ہین - ؎

چو صیتش در افواہ دنیا فتاد | تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد

دوسرا نشان یہ کہ اُس گھر کو بزرگی سے بھرونگا" چنانچہ بیت اللہ بتون کی نجاست سے پاک ہوکر توحید الٰہی کے نعرون لا الہ الا اللہ سے گونج اُٹھا اور مشرکون کے واسطے حکم ہوا -

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا[1]

مشرک ناپاک عقیدہ کے ہین وہ اس برس کے بعد اس بزرگ مسجد (بیت اللہ) کے پاس نہ آوین -

بشارت دہم

حضرت یشعیاہ نبی اپنے صحیفہ کے باب ۹ مین فرماتے ہین - ہمارے لیئے ایک لڑکا پیدا ہوا کہ حکمرانی کا نشان اُسکے کندہے پر ہوگا - چنانچہ اس نشان سے مُہر نبوت مراد ہے اور اُسکا ارمن نے جو بائیل کا ترجمہ ۱۶۶۶ء مین کیا ہے اُسمین یہ فقرہ موجود ہے کہ اُسکی سلطنت کا نشان اُنکی پیٹھ پر ہوگا اور نام اُسکا احمد ہے -

بشارت یازدہم

حضرت یشعیاہ نبی اپنا مکاشفہ بیان کرتے ہین کہ ایک جوڑی سوارون کی دیکھی ایک سوار گدہے کا - اور ایک سوار اونٹ کا - اور خوب متوجہ ہوا

---

[1] سورہ توبہ رکوع ۴ - آیت - ۲۸ - پارہ - ۱۰ -

[2] کتاب یشعیاہ باب ۲۱ - آیت - ۷ -

چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام یروشلم یعنی بیت المقدس مین داخل ہوئے تو گدہے پر سوار تھے۔ اسیطرح فتح مکہ کے روز جب حضور علیہ السلام مکہ مین داخل ہوئے تو اونٹ پر سوار تھے۔ اس مکاشفہ کی ترتیب بھی غور طلب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو پہلے مبعوث ہوئے اُنکا ذکر پہلے فرمایا۔ اور بعد مین شتر سوار یعنی آنحضرت صلعم کا ذکر کیا ہے۔ یہ بشارت بہت صاف ہے اسلیے تفصیل کی ضرورت نہین ہے۔

بشارت دوازدہم

حضرت یحییٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تو۔ یروشلم (بیت المقدس) سے یہودیون نے۔ کاہنون اور لیویون۔ کو واسطے دریافت حال اُنکے پاس بھیجا چنانچہ وہ لوگ یحییٰ علیہ السلام کے پاس جہان وہ تھے گئے اور اُن سے کہا کیا تو کوستاس ہے (یعنی مسیح ہے) تو حضرت یحییٰ نے جواب مین کہا نہین۔ تو پھر اُنھون نے کہا کیا تو الیاس ہے۔ حضرت یحییٰ نے فرمایا نہین۔ تو پھر وہ یہ کہنے لگے کہ کیا تو وہ نبی ہے۔ حضرت یحییٰ نے سنکر کہا نہین۔ تو پھر وے لوگ بولے کہ آخر تو کون۔ حضرت یحییٰ نے یہ سنکر فرمایا کہ مین ہون آواز اُسکی جو جنگل مین چلاتا ہے کہ سیدھا کرو راستہ خداوند کا جیسا کہ یشعیاہ نبی نے کہا۔ یہ سنکر کاہنون اور فروسیون نے اُسنے کہا کہ۔ جبکہ نہ تو تو کوستاس (مسیح ہے) اور نہ الیاس ہے اور نہ وہ نبی ہے تو پھر تو کیون اصطباغ کرتا ہے (خلاصتاً از انجیل یوحنا باب آیت ۲۔ لغایت ۲۵) ان آیتون سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانہ مین جبکہ حضرت یحییٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ یہودیون مین حضرت یحییٰ کے علاوہ اور تین پیغمبرون کا انتظار تھا۔ ایک عیسیٰ علیہ السلام یعنی کوستاس کا دوسرے الیاس کا تیسرے

وہ نبی یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا - اور حضرت یحییٰ علیہ السلام نے آپ کو ان تینون مین سے نہین تبلایا - بلکہ صاف انکار کر کے کہدیا کہ مین راستہ صاف کرنے والا ہون یعنی اُنکے آنے تک یہود مین کسیقدر دینداری پہیلاؤنگا - اور یہ بھی واضح رہے کہ اُس زمانہ مین آنحضرت صلعم کی آمد آمد کی یہانتک شہرت تھی کہ لوگ صرف وہ نبی کہدینے سے نبی آخر الزمان ہی سمجھا کرتے تھے - جیسے کہ ہمارے زمانہ مین صرف آنحضرت کہدینے سے مخاطب سمجھ لیتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد ہین -

بشارت سیزدہم

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ظاہر ہوئے اور اُنہون نے شہر نائن مین ایک مردہ اپنے معجزہ سے زندہ کیا - اور اُن سے پے در پے معجزات ظاہر ہونے لگے تو حضرت یحییٰ نے جو اُسوقت تک زندہ موجود تھے اپنے دو شاگردون کو بلا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس واسطے دریافت حال کے بھیجا اور اُنکی معرفت کہلایا کہ وہ جو آنے والا تھا تو ہی ہے - یا ہم دوسرے کی راہ تکین جب یہ پیام عیسیٰ علیہ السلام کے پاس پہونچا تو اُنہون نے بہترون کو بیماریون اور بلاؤن اور بدروحون سے چنگا کیا اور بہت سے اندہون کو آنکھین دین اور حضرت یحییٰ کے شاگردون سے جواب مین کہا کہ جو تمنے دیکھا ہے اور سنا ہے جا کر یحییٰ سے کہو کہ اندھے دیکھتے ہین لنگڑے چلتے ہین کوڑھی چنگے ہوتے ہین بہرے سنتے ہین - اور مردے جلائے جاتے ہین - غریبون کو خوشخبری سُنائی جاتی ہے - اور مبارک ہین وہ لوگ جو مجھ سے ٹھوکر نہ کھائین - خلاصۃً (از انجیل لوق باب ۷ آیت ۸ لغایت ۲۳ -)

اس مقام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صاف کہدیا کہ مبارک وہ لوگ ہین جو

مجھ سے ٹھوکر نہ کھائین یعنی لوگ اس دہوکہ مین نہ پڑین کہ مین وہی آینوالا پیغمبر آخر الزمان ہون۔ بلکہ وہ آینوالا ابھی تک آنا باقی ہے۔ سب کو چاہیئے کہ میرے سبب سے ٹھوکر یعنی مغالطہ نہ کھاوین۔

بشارت چہاردہم ۱۴

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوحنّا (یحییٰ) سے بپتسمہ لیکر چلے اور یہ سُنا کہ حضرت یحییٰ گرفتار ہوگئے تو وہ جلیل کیطرف ہوتے ہوئے ناصرہ کو چھوڑکر کفرناحوم مین جو دریا کے کنارے زبولون اور نفتالی کی سرحدونمین جارہے اور اسی دن سے یہ منادی کرنے لگے اور یہ کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آئی بخلاصتہً (از انجیل متی باب ۴۔ آیت ۱۲۔ لغایت ۱۷)

اسکے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بارہ حواری منتخب کیئے اور اُنکو اپنے فیض و برکت سے معمور کرکے چارونطرف بھیجا اور فرمایا کہ پہلے بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑون کے پاس جاؤ۔ اور چلتے ہوئے منادی کرو اور کہو کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آئی (انجیل متی باب ۱۰۔ آیت۔ ۶ و ۷۔)

اور اسیطرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی تمام امت کو جو دعا سکھلائی اور عیسائی ہر اتوار کو جمع ہوکر خدا سے دعا کرتے ہین۔ پس تم اسطرح دعا مانگو کہ اے ہمارے باپ[۱] جو آسمان پر ہے تیرے نام کی تقدیس ہو۔ تیری بادشاہت

---

[۱] لفظ باپ و بیٹا چند مقام پر توریت و انجیل شریف مین آیا ہے مگر ان الفاظ سے حقیقی باپ یا بیٹا مراد نہین ہوتا ہے۔ بلکہ ان الفاظ کے مجازی معنی لیئے جاتے ہین یعنی باپ بمعنی خدا۔ یا رب۔ پالنے والا۔ اور بیٹے کے معنی خدا کا رسول۔ خدا کا پیارا۔ یہ عبرانی زبان کا محاورہ ہے اور اکثر لفظ باپ کا خدا پر اور بیٹے کا انبیا ہر بنی اسرائیل اور نیک لوگون پر استعمال ہوا ہے دیکھو کتاب خروج باب ۴ درس ۲۲۔ و کتاب یرمیہ باب ۳۱۔ آیت ۹۔ و انجیل لوقا باب ۱۰۔ آیت ۶

آوے۔ تیری مرضی جیسے آسمان پر ہے زمین پر بھی آوے (انجیل باب ۶ آیت ۹-۱۰)
اب دیکھنا اور غور کرنا یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو خدا کی بادشاہت
کی خوشخبری شہر بشہر پھر کر سنائی اور اُسی خدائی بادشاہت کی منادی کے واسطے
اپنے بارہ حواریون کو ملک مین چارونطرف بھیجا کہ سب جگہہ پہونچکر خدا کی بادشاہت
کی منادی کردوا اور اپنی امت کو اُسی خدا کی بادشاہت کا منتظر بنا کر اُنکو یہ دعا مانگنا
بتلا گئے کہ تیری بادشاہت نزدیک آوے۔ کیا اس بادشاہت سے یہ مراد ہے
کہ کبھی نہ کبھی خداوند عالم بادشاہ بنکر زمین پر آوے گا اور دنیا پر انسانون کیطرح حکومت
کریگا یہ مطلب تو ہرگز نہین ہوسکتا کیونکہ اول تو خداوند کا ظاہری بادشاہ ہونا محال
ہے دوسرے خدا اور خدا کی بادشاہت کہین چلی نہین گئی تھی جو آوے بلکہ خداوند
خالق کی اپنی مخلوق پر ہمیشہ سے بادشاہت اور حکمرانی قایم ہے۔ اور یون ہی ہمیشہ
قایم رہے گی۔ تو اب غور کرو کہ خدا کی بادشاہت سے دنیا مین اُسکی توحید فی الذات
اور توحید فی الصفات اور توحید فی العبادت کا قایم ہونا مراد ہے جو اُس نبی موعود
کے وجود باجود پر قدرت نے روز ازل سے مقرر اور منحصر کر رکھا تھا کہ جو بادشاہت
فی الحقیقہ ہادی اسلام کی بدولت دنیا مین قایم ہوئی۔ اگر یہ کہا جاوے کہ یہ خدائی
بادشاہت تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے عہد نبوت مین قایم ہوچکی تھی تو آیات
انجیل کے مفہوم اور سیاق کلام سے بالکل خلاف ہے کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام
خود فرماتے ہین کہ توبہ کرو خدا کی بادشاہت نزدیک آئی۔ اگر خدا کی بادشاہت
(توحید) قایم ہوچکی تھی تو نزدیک آئی کے کیا معنی ہونگے دوسرے مقام پر اپنے
شاگردون کو فرماتے ہین تم منادی کرو کہ خدا کی بادشاہت نزدیک آئی۔ پھر اپنی
امت کی روزانہ دعا مین یہ فرمایا کہ تیری بادشاہت آوے۔ اگر وہ خدائی بادشاہت
حضرت ممدوح کے عہد نبوت مین۔ واقعی قایم ہوچکی تھی تو یہ دعا کیون سکھلائی گئی

اور اب تک کیون مانگی جارہی ہے۔ پس اب بخوبی واضح ہو گیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے جس بادشاہت خدائی کی خوشخبری دیکر منادی کرائی تھی اور اپنی امت کو اُس بادشاہت کا منتظر کر کے اُسکے آنے اور قایم ہونے تک دعا مانگنا تبلا گئے تھے وہ دعا تیرہ سو برس گذر گئے کہ کبھی کی مقبول اور منظور ہو چکی ہے وائے برحال اُن لوگون کے جواب تک اُس خدائی بادشاہت کے منتظر خالی ہاتھ پھیلائے دست بدعا ہین اور اُس خدائی بادشاہت کو نہین دیکھتے جو اُنکی آنکھون کے سامنے تیرہ سو برس سے قایم ہے۔

بشارت پانزدہم

تھوڑی مدت پیشتر جب حضرت عیسیٰ کو الہاماً معلوم ہوا کہ اب اُنکا وقت بہت ہی قریب آگیا ہے اور اب وہ گرفتار ہونے والے ہین تو اُنھون نے اپنے حواریون کو بہت سی نصیحتین کین اُنھین نصیحتون مین یہ بھی فرمایا کہ یہ امور مین نے تم سے کہے جبکہ مین تمھارے ساتھ ہون۔ لیکن پیرکلیطاس پاک روح جسکو باپ بھیجیگا۔ میرے نام سے ہر بات تم کو سکھاویگا اور یاد دلاویگا تمکو وہ تمام باتین جو مین نے تم سے کہی ہین (انجیل یوحنا باب ۱۴۔ آیت ۲۵ و ۲۶)۔

تاہم مین تم سے سچ کہتا ہون یہ بھلا ہے تمھارے لئے کہ یہان سے مین چلا جاؤن کیونکہ اگر مین نہ جاؤن تو پیرکلیطاس تمھارے پاس نہ آوے گا۔ (انجیل یوحنا باب ۱۶۔ آیت ۷۔)

بالفعل جو انجیلین موجود ہین اُنمین لفظ پیرکلیطاس اسی املا سے لکھا ہے۔ جیسا کہ ہمنے لکھا ہے لیکن سرسید احمد خانصاحب مرحوم نے اپنی کتاب خطبات احمدیہ کے خطبہ عاشرہ مین صفحہ ۵۷۷ سے صفحہ ۵۸۵ تک نہایت عمدہ اور معقول بحث کر کے

بڑے بڑے علماء یہود اور عیسائیون کی رائے کے مطابق قول فیصل یہ لکھا ہے کہ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان عبرانی تھی اُنکی زبان مبارک سے جو لفظ عبرانی
زبان کا نکلا وہ (فارقلیط) تھا جسکا مترادف لفظ عربی زبان مین احمد ہے یونانی
انجیل لکھنے والے نے جو لفظ (فارقلیط) کا ترجمہ پیریکلیطاس کے ساتھ کیا ہی یہ غلطی ہی صحیح ترجمہ
زبان یونانی مین (پیریکلیوطاس) ہے جسکا ترجمہ ہی احمد عربی مین اور سراہا گیا۔ تعریف کیا گیا اُردو مین ہوگا۔ پھر اسکے
بعد سید صاحب مرحوم لکھتے ہین کہ اگر بجاے لفظ (فارقلیط) یا پیریکلیوطاس کے پیری
کلیطاس ہی کو صحیح مان لیا جاوے تو بھی کچھہ حرج نہین ہے۔ کیونکہ بہت بڑے عالم
اور معزز بشپ مارش کا قول یہ ہے کہ لفظ پیریکلیطاس کے معنون کے لحاظ سے
تین ترجمہ ہو سکتے ہین اور وہ یہ ہین۔

(۱) اول معنی حامی کے ہین جو معتبر یونانی مین مسلم ہین۔

(۲) دوسرے معنی مبین کے ہین اور یہ معنی وہ ہین جو ارنشائی نے بلحاظ لفظ فارقلیط
کے کئے ہین۔

(۳) تیسرے معنی واعظ کے خود بشپ مارش نے کئے ہین۔

یہان تک بحث سر سید احمد خانصاحب مرحوم خلاصتہً درج کر کے۔ ہم کہتے ہین کہ
بلحاظ معنی اول کے گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہین کہ وہ حامی اور مددگار
آویگا،، چنانچہ انحضرت صلعم واقعی تمام انبیاء علیہم السلام اور اُنکے پاک صحیفون کے
بہت بڑے حامی اور مددگار تھے کیونکہ اُن پاک نبیون کی نسبت مکذبین اور نافہمون
نے جو جو اتہام غلط قایم کر رکھے تھے اُنکو بدلایل معقول غلط بیان کر کے انبیاء علیہم السلام
کی معصومیت ثابت کی اور سب کو واجب التعظیم فرمایا۔ اور کتب انبیاء سابقین کے
تحریفی لفظون سے جو اُنمین اکثر پائے جاتے ہین بچنے کے واسطے مسلمانون کو

اور دیکھو حصہ دوم رسالہ ہذا۔

خبردار کر کے تمام انبیاء علیہم السلام کو موجب نجات قرار دیا اور بالخصوص توریت اور انجیل کو ہدایت اور نور فرمایا جو ہم اوپر ذکر کر آئے ہین۔

دوسرے معنی کے لحاظ سے آنحضرت صلعم واقعی مبین بھی تھے کیونکہ آپکی ہدایتین اور تمام تعلیم روز روشن کی طرح روشن ہین اور اسی وجہ سے قرآن مجید کا ایک نام کتاب مبین بھی ہے۔

تیسرے معنون کے لحاظ سے حضور علیہ السلام وہ زبردست واعظ تھے کہ جنکی پُرتاثیر وعظ نے کفار کی سنگدلی کو موم بنا دیا اور تمام جزیرہ نما عرب سے بت پرستی اور دہریت کا بالکلی استیصال کر دیا۔ اور کروڑہا کروڑ بندگان خدا کے دلون پر توحید الٰہی کا خیال ایسا محیط ہوا کہ سب بیخودی کے عالم مین جھومتے ہوئے اپنے اپنے زن و فرزند اور خویش و اقارب سے مفارقت گوارا کر کے لا الٰہ الا اللہ کہتے ہوئے بے اختیار آپ کے قدمون پر گری پڑتے تھے اور کفار آپ کو اسیوجہ سے (نعوذ باللہ) جادوگر کہنے لگے مگر کفار کی نامعقول حرکتین اور بیجا القاب کی کبھی حضور علیہ السلام نے پرواہ نہین کی اور اپنے کار منصبی رسالت کو نہ چھوڑا۔ اسی ثابت قدمی اور مضبوطی کی بنا پر وہ خداوند عالم اپنے واعظ توحید کو مخاطب کر کے قرآن مجید مین فرماتا ہے۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ :-	(اے محمد) بلا لوگون کو اپنے رب کے راستہ کیطرف حکمت اور نیک نصیحت سے۔

بشارت شانزدہم

بظاہر مصلوب ہونے اور قبر مین دفن ہونے کے بعد جب حضرت عیسٰی علیہ السلام اُٹھائے گئے اور وہ اپنے حواریون سے ملے اور اُن سب کے سامنے مچھلی کا

۵۱؎ سورہ نحل آیت ۱۲۵ - رکوع ۶ - ۱۶ - پ - ۱۴ -

ٹکڑا اور شہد کھایا تو بیت عینا مین جانے اور آسمان پر اُٹھائے جانے سے تھوڑی دیر پہلے آپ نے اپنے حواریون سے یہ فرمایا کہ اور دیکھو مین بھیجتا ہون وعدہ اپنے باپ کا تم پر لیکن تم ٹھیرے رہو شہر یروسلیم مین جب تک تم پر عطا ہو قوت اوپر سے (انجیل لوقا باب ۲۴ - آیت ۴۹) - اس آیت سے چند سطر کے بعد لوقا اپنی انجیل کو ختم کرتے ہین اور اس وعدہ کے پورا ہونے کا کچھہ ذکر نہین کرتے - اس سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ نے جو خدا کا وعدہ بھیجنے کو فرمایا تھا یہ وہی وعدہ ہے جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے اللہ جلشانہٗ نے حضرت اسمعیل کے حق مین کہا تھا - اس کے علاوہ آیت موصوفہ بالا مین یہ امر اور غور طلب ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اپنے متبعین کو تاکید فرماتے ہین کہ اُس وعدہ کے پورا ہونے تک تم شہر یروسلیم مین ٹھیرے رہو - سو اس ٹھیرے رہنے کی صراحت سر سید احمد خانصاحب مرحوم نے یہ کی ہے کہ شہر یروسلیم مین ٹھیرے رہنے سے یہ مطلب نہین ہے جو ظاہری الفاظ آیت سے ظاہر ہوتا ہے - بلکہ اصلی مطلب یہ ہے کہ جب تک وعدہ پورا ہو تم اسی شہر یروسلیم سے وابستہ رہو - یعنی بیت المقدس کو بدستور قبلہ اپنا قایم رکھو اور اُسی کیطرف مُنہ کر کے عبادت الٰہی کرتے رہو - اور اُسی کیطرف اپنے سر جھکاؤ اور یروسلیم کی جیسی تعظیم پہلے سے کرتے آئے ہو بدستور کرتے رہو اور جب وہ وعدہ پورا ہو کر مکہ معظمہ قبلہ اہل ایمان قرار پاویگا پھر یروسلیم مین رہنے کا زمانہ منقطع ہو کر مکہ مین رہنے کا زمانہ شروع ہوگا - اور یہی تاویل اور مطلب اصلی آیت موصوفہ کا انجیل یوحنا کے باب ۴ کی آیت ۲۰ و ۲۱ سے بھی صحیح معلوم ہوتا ہے - کیونکہ جب عیسیٰ علیہ السلام یہودیہ سے جلیل کو جاتے ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام کے کوئے پر پہونچے اور ایک عورت سامریہ سے پانی مانگا تو اثنا گفتگو مین عورت نے اُن سے کہا اے خداوند مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نبی ہین - ہمارے باپ دادون نے تو اس پہاڑ پر پرستش کی اور تم کہتے ہو کہ وہ

جگہہ جہان پرستش کرنی چاہیئے یروسلیم مین ہے۔ یسوع نے اُس سے کہا کہ اے عورت میری بات کو یقین رکھ کہ وہ گھڑی آتی ہے کہ جسمین تم نہ تو اِس پہاڑ پر اور نہ یروسلیم مین باپ کی پرستش کروگے (انجیل یوحنا باب ۴۔ آیت ۲۰ و ۲۱۔)

اِن آیات سے صاف عیان ہوگیا کہ جو کچھہ مطلب سید صاحب مرحوم نے تاویلاً بیان کیا ہے وہ نہایت صحیح ہے کہ جو اُس وعدہ کے پورا ہونے پر وقوع مین آیا یعنی بجائے بیت المقدس کے کعبہ بنا ابراہیمی بحکم خداوندی اہل ایمان کا قبلہ قرار پایا۔

بشارت ہفتدہم

انجیل یوحنا کے باب ۱۴۔ آیت ۳۰ مین حضرت علیسیٰ پھر فرماتے ہین۔ بعد اِسکے مین تم سے زیادہ کلام نہ کرونگا۔ اِس لئے کہ اِس جہان کا سردار آتا ہے اور پھر اسی انجیل مین نہایت تاکید سے فرمایا۔ کہ لیکن مین تمھین سچ کہتا ہون کہ تمھارے لئے میرا جانا ہی فائدہ ہے کیونکہ اگر مین نہ جاؤن تو تسلی دینے والا تم پاس نہ آویگا پھر اگر مین جاؤن تو مین اُسے تم پاس بھیجدونگا۔ اور وہ آکر دُنیا کو گناہ سے اور راستی سے۔ اور عدالت سے تقصیروار ٹھیراویگا۔ گناہ سے اِسلئے کہ وہ مجھپر ایمان نہین لائے راستی سے اس لئے کہ مین اپنے باپ پاس جاتا ہون۔ عدالت سے اِس لئے کہ جہان کے سردار پر حکم کیا گیا ہے (انجیل یوحنا باب ۱۶ آیت ۷ لغایت ۱۲۔)

اِن آیات مین نبی موعود کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جہان کا سردار بیان کرکے اُن کے نشانات یہ بتلائے ہین کہ جو مجھپر ایمان نہین لائے اُنکو تقصیروار ٹھیراویگا۔ اِس سے یہود مراد ہین کہ جو حضرت مسیح کے منکر تھے۔ اُنکو آنحضرت صلعم نے حضرت مسیح کی تصدیق کرکے یہود کو معقول کیا۔ اور مسیح علیہ السلام کے آسمان پر اُٹھائے جانے کی تصدیق کی اور یہ باتین نہایت عادلانہ طریقہ سے ثابت کین جنکا ذکر بشارت

ذیل مین ہے۔

بشارت ہیزدہم

جب برناباس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ پوچھا کہ کیون اللہ تعالےٰ نے آپ کی والدہ اور حواریون کو یہ امر یقین کرایا کہ آپ اس طور پر بعزتی سے مرے تب حضرت عیسیٰ نے یہ جواب دیا کہ اے برناباس تو میری بات کو یقین رکھ کہ ہر گناہ گو وہ کسیقدر چھوٹا ہو اللہ تعالیٰ اُسکی بہت بڑی سزا دیتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ گناہ سے بہت غصہ ہوتا ہے۔ پس میری والدہ اور دیندار حواری مجھے دنیاوی محبت کے ساتھ پیار کرتے تھے اسلئے خداوند منصف کی یہ مرضی ہوئی کہ اُن لوگون کی اس محبت کو اس غمگین صدمہ سے سزا دیوے کہ جس سے وے لوگ اُسکے لئے آئندہ آتش دوزخ مین نہ جلین اور میری نسبت ہر چند کہ مین اس دنیا مین معصوم ہون۔ لیکن چونکہ اور لوگ مجھے خدا اور خدا کا بیٹا کہتے ہین۔ اس لئے خداوند تعالیٰ کی بنظر اس کے کہ بروز قیامت مجھپر شیاطین نہ ہنسین ایسی مرضی ہوئی کہ اسی دنیا مین لوگ ساتھہ موت بیہودہ کے مجھپر ہنسین اور جس سے ہر شخص یقین کرے کہ مین مصلوب ہوا۔ اور یہی وجہ ہے کہ یہ ہنسی فارقلیط (محمد صلعم) کے آنے تک برابر رہیگی۔ جو اس عالم مین آکر ہزارون شخصون کو جو کہ احکام خدا پر ایمان لاوینگے بری اور متنبہ کرینگے (دیکھو مین جیاٹام صفحہ ۳۲۶ لغایت ۳۲۷)

اس پیشین گوئی کے مطابق آنحضرت صلعم نے کلام خداوندی لوگون کو یون سُنایا۔

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ[۱]	یعنی نہین مارا اُسکو اور نہ سولے پر چڑہایا ولیکن اُن کے لئے اس جیسی صورت کا آدمی بنگیا تھا اور جو لوگ اس بارہ مین اختلاف

[۱] سورہ النساء۔ رکوع ۲۲۔ پارہ ۶

مِنْهُ ط مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ج وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ط	کرتے ہین تو وہ اسجگہہ شک مین پڑے ہوئے ہین اُنکو اُسکی کچہہ خبر تو ہے نہین مگر اٹکل پر چل رہے ہین اور عیسی کو یقیناً اُنھون نے قتل نہین کیا بلکہ اُسے اللہ نے اپنی طرف اُٹھالیا۔

مگر بعض عیسائی یہ کہتے ہین کہ انجیل برناباس کا یہ مقام محرف ہے اُسکی تردید مین حمایۃ الاسلام۔ ترجمہ اپالوجی کاڈفری ہگنس دیکھو جسمین یہ امر بہ تحقیق ثابت کیا گیا ہی کہ انجیل برناباس جیسے اب موجود ہے آنحضرت صلعم کی بعثت سے پہلے پانچوین صدی عیسوی تک ایسی ہی موجود تھی۔ اب ہم مضمون بشارات کو ختم کرتے ہین کیونکہ اور پیشین گوئی جو آنحضرت صلعم کے حالات زندگی اور کار منصبی سے متعلق ہین وہ اپنے اپنے مقام مناسب پر انشاء اللہ بیان ہونگے۔

شعر

توریت ز وصف تست معمور ۔۔۔ انجیل ز نام تست مشہور

نسب نامہ نبی موعود صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت آدم صفی اللہ سے حضرت نوح اور حضرت نوح سے حضرت ابراہیم تک پشتین مسلسل ہم گوشوارہ ہائے مین بحوالہ آیات و باب و توریت مقدس کے پہلے لکھ چکے ہین۔ اب یہان حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نبی موعود سرور انس وجان پیغمبر آخر الزمان سیدنا حضرت محمد مصطفی صلعم کے والد ماجد حضرت عبد اللہ تک مسلسل پشتین لکھتے ہین تاکہ اہل بصیرت کی آنکھون کے سامنے ایک روشنی معلومات کی پرتو افگن رہے۔ مگر سلسلہ وار پشتین تحریر کرنے سے پیشتر چند واقعات کا بطور تمہید بیان کردینا مناسب ہے وہو ہذا۔

عرب کے لوگ زمانہ جاہلیت مین ایک وحشیانہ حالت مین زندگی بسر کرتے تھے اور اول درجہ کے جاہل اور اکھڑ گنوار تھے۔ جنکے یہان تعلیم و تعلم کا نام و نشان تک نہ تھا۔ علم ادب کا تو ذکر ہی کیا۔ لیکن دو باتین اُنمین بے مثل و عجیب تھین۔ ایک نہایت موثر اور پر مطلب گنواری فصاحت جو دیہاتیون کی معمولی بول چال مین پائی جاتی ہے۔ اِس سبب سے اُنکے جوشیلے مضامین دلون کو ہلا دینے والے مخاطب کی طبیعت پر نہایت ہی موثر ہوتے تھے۔ جسکی بنا پر عرب اپنے مقابلہ مین تمام جہان کو عجم (گونگا) سمجھتے تھے۔

دوسرے بے مثل قوی حافظہ جسکے سبب وہ اپنی قومون کی تمام نسلون کو یاد رکھتے تھے اور نسب دانی کو ایک بہت بڑا فخر خیال کرتے تھے اور اس یاد داشت سے اُنکے دو مطلب ہوتے تھے ایک یہ کہ ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ سے ممتاز رہے۔ دوسرے یہ کہ عین موقعہ جنگ مین اپنے نسب پر فخر کر کے داد شجاعت دین۔ جو رجز کے اشعار سے ابتک ظاہر ہے اور اِسی بنا پر اُنکو اپنے حریف مقابل قبیلون کے بھی نسب یاد رکھنے پڑتے تھے تاکہ اپنی شیخی کے مقابل دوسرے کی شیخی نہ چلنے دین۔

مگر پھر بھی حافظہ کیسا ہی قوی کیون نہ ہو تمام پشتون کے نام بترتیب یاد رکھنا غیر ممکن نہین تو مشکل ضرور ہے۔ اس لئے عرب لوگون کی یہ بھی عادت تھی کہ اپنے باپ دادون کے نام جہانتک اُنکو یاد ہوتے بیان کرتے۔ اور جب اُنکی یاد کے نام ختم ہوتے تو آخیر یاد مین رہے ہوئے شخص کو اُسکا بیٹا کہدیتے جس سے وہ نسل چلی ہے یا جب وہ نام بیان کرتے کرتے ایسے شخص تک پہونچتے کہ جسکو بوجہ اُسکی ناموری کے ہر شخص جانتا تھا۔ تو وہین اپنے بیان متعلق نسب کو ختم کر دیتے تھے۔ اسی قسم کے واقعات پیش آنے کی وجہ سے مورخون کو لوگونکا نسب نامہ مسلسل

لکھنے مین سخت مشکل کا سامنا ہوا ہے - اور یہی مشکلین ہمکو پیش آتی ہین -
جبکہ ہم تکمیل رسالہ ہذا کے لئے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ سلسلہ وار
لکھنے کی کوشش کرتے ہین - کیونکہ اس بارہ مین کوئی صحیح حدیث نہین پائی جاتی
ہان یہ بات بلاشک آپنے فرمائی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام میرے باپ اور میرے ولی ہین -
جیساکہ ترمذی شریف مین عبد اللہ بن مسعود کی روایت سے مذکور ہے - مگر نسب نامہ
کے طور پر نہ آپنے اپنا نسب نامہ کبھی بیان فرمایا اور نہ اُسکے بیان کرنے کی ضرورت
تھی - کیونکہ تمام عرب کے لوگ بلا کسی شک و تردد کے یقیناً جانتے تھے کہ محمد رسول
اللہ صلعم قبیلہ قریش مین سے ہاشمی ہین اور قبیلہ قریش کا معد بن عدنان اولاد ہے
قیدار بن اسمعیل بن ابراہیم کی مگر جب آنحضرت صلعم کے بعد دوسری تیسری قرن
مین کتب - حدیث و سیر کی تدوین شروع ہوئی تو ہر شخص نے واسطے تکمیل اپنی
اپنی کتاب کے آنحضرت صلعم کا نسب نامہ بھی لکھنا چاہا اور انھین زبانی روایتون
کی بنا پر جنکو ہمنے مختصر بیان کیا ہے باہم محدثین اور مورخین مین اختلاف واقع ہوا
اس اختلاف کو شارع اسلام یا حدیث صحیح سے کچھہ تعلق نہین ہے کیونکہ حضور علیہ السلام
نے کوئی اپنا نسب نامہ بیان نہین فرمایا اور نہ عہد سعادت مہد نبوی مین آنحضرت
صلعم کے نسب کے متعلق کبھی کوئی بحث یا سوال پیش آیا کہ جسکا حل آنحضرت بذریعہ
وحی فرما دیتے - اس لئے ہم عام محدثین اور مورخین کے اختلافات باہمی سے قطع نظر
کر کے رسالہ ہذا کی تکمیل کے واسطے اس موقعہ پر وہ نسب نامہ آنحضرت صلعم کا لکھتے ہین
جسکو سید احمد خان صاحب مرحوم نے اپنی کتاب خطبات احمدیہ کے خطبہ نہم مین مورخ
الجرا کی کتاب اور یرمیاہ نبی کے صحیفہ سے بہایت تحقیق اور تدقیق کر کے صحیح طور سے
لکھا ہے اللہ تعالی اُنکو جزائے خیر دے -

یہ نسب نامہ جہان تک وجوہات سید صاحب پر (جو اُنھون نے خطبہ نہم مین لکھے ہین) غور کیا جاتا ہے۔ نہایت صحیح معلوم ہوتا ہے اور وہ نسب نامہ یہ ہے۔

۱	حضرت ابراہیمؑ	۱۹	ہری	۳۷	عوص دوم
۲	حضرت اسمعیلؑ	۲۰	یسن	۳۸	سلامان اول
۳	قیدار	۲۱	حمران	۳۹	الہمیع اول
۴	عوام	۲۲	الرعا	۴۰	ادد اول
۵	عوص اول	۲۳	عبید	۴۱	عدنان اول سنہ ۶
۶	مُر	۲۴	عنف		قبل مسیح
۷	سمائے	۲۵	عسقی	۴۲	معد اول قبل مسیح
۸	رزاخ	۲۶	ماحی		۵۸۸ سنہ ہمعصر ارمیا نبی
۹	ناجب	۲۷	ناحور	۴۳	حمل
۱۰	معصر	۲۸	فاجم	۴۴	نابت
۱۱	ایہام	۲۹	کالح	۴۵	سلامان دوم
۱۲	افناد	۳۰	بدلان	۴۶	الہمیع دوم
۱۳	عیسیٰ	۳۱	یلدارم	۴۷	الیسع
۱۴	حسان	۳۲	حمرا	۴۸	ادد دوم
۱۵	عنقا	۳۳	ناسل	۴۹	او
۱۶	ارعوا	۳۴	ابی العوام	۵۰	عدنان دوم
۱۷	بلحی	۳۵	متاویل	۵۱	معد ثانی
۱۸	بحری	۳۶	یرو	۵۲	نزار

۵۳	مضر	۵۹	مالک	۶۵	کلاب
۵۴	الیاس	۶۰	فہر	۶۶	قصی
۵۵	مدرکہ	۶۱	غالب	۶۷	عبدمناف
۵۶	خزیمہ	۶۲	لوئی	۶۸	ہاشم
۵۷	کنانہ	۶۳	کعب	۶۹	عبدالمطلب
۵۸	النضر	۶۴	مرہ	۷۰	عبداللہ

ولادت باسعادت

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدۂ	ہر چند کہ آخر بظہور آمدۂ
اے ختم رسل قرب تو معلومم شد	دیر آمدۂ ز راہ دور آمدۂ

حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب نہایت جمیل و شکیل جوان صالح تھے جب وہ چوبیس برس کی عمر مین ہوئے تو انھون نے حضرت بی بی آمنہ بنت وہب سے جو صورت و سیرت مین سب سے افضل اور قریش کے شریف اور معزز قبیلہ مین سے تھین شادی کی اور بی بی آمنہ حاملہ ہوئین اور ایفاء وعدہ الٰہی اور مقبول دعاء حضرت خلیل اللہ اور نوید مسیح کے ظہور کا زمانہ نہایت ہی قریب پہونچا۔

اسی اثنا مین حضرت عبداللہ والد ماجد آنحضرت صلعم نے بغرض تجارت یثرب (مدینہ طیبہ) کیطرف سفر کیا اور انکو اسی سفر مین سفر آخرت بھی پیش آیا یعنی قبل از پیدا ہونے آنحضرت صلعم کے وہ قضا کر گئے اور بنی نجار کے دار نبیغہ مین مدفون ہوئے۔ بی بی آمنہ اپنے پیارے شوہر کی وفات کے رنج والم مین سوگوار اور نہایت مغموم رہنے لگین تو انکی تشفی خاطر کیواسطے اللہ تعالی نے انکو ایک رویاء صادقہ دکھلایا کہ کوئی روحانی فرشتہ اُنسے کہہ رہا ہے ۔

اِنَّکِ حَمَلْتِ بِخَیْرِ الْعٰلَمِیْنَ فَاِذَا وَلَدْتِہٖ فَسَمِّیْہِ مُحَمَّدًا وَاَکْتِمِیْ شَانَہٗ	تو تو خیر العالمین سے حاملہ ہے سو جب وہ پیدا ہو تو تو اُس کا نام محمد رکھیو اور اُسکی شان کو چھپائیو۔

اِس خواب کے دیکھنے کے بعد بی بی آمنہ تمام رنج و غم بھول گئین اور اپنے لخت جگر اور نور نظر کی خوشی مین جو پیدا ہونے والا تھا ایام حمل کو ایک ایک دن گن گن کر خوشی کی ساتھ گذارتی تھین اور اپنے رویاء صادقہ کی تعبیر کے ظہور کی منتظر رہتی تھین اور اُسکے بعد وضع حمل سے تھوڑے ہی روز پہلے حضرت بی بی آمنہ نے ایک اور خواب دیکھا کہ گویا اُن سے ایک نور پیدا ہوا ہے کہ جس سے شام کے محل روشن ہو گئے چنانچہ اس رویاء صادقہ کا تذکرہ آنحضرت صلعم نے بھی اسطرح فرمایا ہے اور یہ حدیث کتاب شرح السنہ مین عرباض ابن ساریہ سے منقول ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا جسکا ترجمہ یہ ہے عرباض ابن ساریہ سے منقول ہے کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ مین تم کو اپنے حال سے مطلع کرون۔ مین دعا ہون ابراہیمؑ کی اور بشارت ہون عیسیٰ کی اور خواب ہون اپنی مان کا جسنے میرے پیدا ہونے کے زمانہ مین دیکھا تھا۔ کہ اُس سے ایک نور پیدا ہوا ہے جس سے شام کے محل روشن ہو گئے۔

حضور علیہ لسلام کے پیدا ہونے سے پہلے عرب مین اکثر قحط رہا کرتا تھا جس سال آپ پیدا ہوئے نہایت عمدہ بارش و سامان ہوا۔ اور داؤد علیہ السلام کی پیشگوئی[1] پوری ہوئی۔ چنانچہ سال پیدایش آنحضرت کا نام ہی سنۃ الفتح والابتہاج یعنی فتح اور خوشی کا برس ہو گیا ہے۔

جمہور محدثین اور مورخین اسبات پر متفق ہین کہ تاریخ بارھوین ربیع الاول یوم دوشنبہ کو صبح صادق کے وقت سنہ ۵۷۱ع مین واقعہ عام الفیل سے پچپن دن کے بعد

[1] زبور ۷۲- آیت ۱۲ و ۱۳-

آنحضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

فرشتون نے اُس مولود مسعود پر مبارکبادی کی تقریب مین سلام و درود کی نغمہ سنجی شروع کی۔ روحانی دنیا مین خوشی اور خورمی کے نعرے بلند ہوئے۔ منادی غیب نے خوشی کے لہجہ مین ان مسرت آمیز الفاظ کے ساتھہ منادی کی کہ آج وہ اندھون کا بینائی بخشنے والا۔ بہرون کے کان کھولنے والا۔ گنگون کی زبان پر اسرار معرفت جاری کرنیوالا۔ مردون کو جلانیوالا۔ اسیرون کو چھوڑانے والا۔ شرک اور کفر کو مٹانے والا۔ بیوون کا حامی۔ یتیمون کا والی۔ غلامون کا مولا۔ دنیا کا شفیع۔ عالم کا مصلح اور سچا منجی پیدا ہوا۔ ہان یہ وہی تو نبی برحق اور پیغمبر آخرالزمان وسید المرسلین ہے کہ جو آسمانی کتابون مین حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی دعا[1]۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ کا مثیل[2]۔ حضرت داؤد کا پہلوان[3]۔ حضرت سلیمان کا محبوب محمدیم[4]۔ حضرت حبقوق کا قدوس[5]۔ حضرت یشعیاہ نبی کا ستودہ اور برگزیدہ[6]۔ حضرت یحییٰ کا حمدث (احمد)[7]۔ حضرت عیسیٰ کا فارقلیط (احمد)[8] کہلاتا رہا ہے دیکھو وہ سینا سے نکلنے اور سعیر سے چمکنے۔ فاران سے ظاہر ہونے والا۔

---

[1] سورہ بقر رکوع ۱۵۔ توریت کتاب اول باب ۱۷۔ آیت ۲۰۔

[2] توریت کتاب پنجم باب ۱۸۔ آیت ۱۵ و ۱۸۔ سورہ مزمل۔

[3] زبور ۴۵۔ آیت ۳ و ۴۔

[4] کتاب تسبیحات سلیمان باب ۵۔ آیت ۱۔ لغایت ۱۶۔

[5] کتاب حبقوق باب ۳۔ آیت ۳

[6] کتاب یشعیاہ باب ۲۱۔ آیت ۷۔

[7] کتاب یحییٰ نبی باب ۱۱۔ آیت ۷۔ – [8] انجیل یوحنا باب ۱۶۔ آیت

بیابان فاران (مکہ) مین ابوقبیس پہاڑ کے مغرب کیطرف تجلی طور یا نور خدا چمکا -

حالی

یکایک ہوئی غیرتِ حق کو حرکت
بڑھا جانب بوقبیس ابر رحمت

ادا خاک بطحا نے کی وہ ودیعت
چلے آتے تھے جسکی دیتے بشارت

ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیل اور نوید مسیحا

وہ نبیون مین رحمت لقب پانیوالا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

مصیبت مین غیرون کے کام آنیوالا
مرادین غریبون کی بر لانے والا

فقیرون کا ملجا ضعیفون کا ماوی
یتیمون کا والی غلامون کا مولا

ہزاران ہزار جاہ وجلال کے ساتھ حضور علیہ السلام اس گلشن دنیا مین رونق افروز ہوئے - اور آپ کی زیارت کے واسطے جوق جوق روحانی گروہ اور فرشتگان اور حور غلمان آتے جاتے تھے - چنانچہ روایت ہے کہ بی بی آمنہ کے گھر کے صحن رشک گلشن مین چلنے والون کے پاؤن کی آہٹ سنائی دیتی تھی مگر کوئی چلنے والا نظر نہ آتا تھا - اور مغرب کے وحوش وطیور نے مشرقیون کو اور مشرق کے وحوش وطیور نے مغربیون کو اپنے اپنے لہجہ مین خیر البشر کے تولد ہونے کی خوشی سنائی کعبہ کے بتون مین ایک فطرتی سناٹا تھا - اور گھنٹہ اور ناقوس کی آوازون مین بیرونقی کے آثار نمایان یا سکوت کا عالم چھا گیا - اور صبح صادق کے سہانے وقت اور نسیم سحری کی ٹھنڈی ٹھنڈی خوشنما جھوکون مین بطحا کے شجر و حجر اور مکہ کے در و دیوار سے یہ ندائے درود وسلام آتی تھی -

جامی

سلامٌ علیک اے نبی مکرم — مکرم ترا از آدم و نسل آدم
سلامٌ علیک اے ز آبائے علوی — بصورت مؤخر بمعنی مقدّم
سلامٌ علیک اے ز آبائے فطرت — طفیل وجود تو ایجاد عالم
سلامٌ علیک اے ز اسمائے حسنیٰ — جمال تو آئینۂ اسم اعظم
سلامٌ علیک اے بملک رسالت — ترا خاتم المرسلین نقش خاتم
سلامٌ علیک اے شناسا بصد سر — کہ روح الامین در یکی نیست محرم
سلام علیک ز ابر نوالت — مرا کشت زار امل سبز و خرم
اگر فیض نورت بنودے نمودے — یکے ملتِ کفر و اسلام باہم
وگر راہ خلد از تو روشن نہ گشتی — کہ رستی ز ظلمات قعر جہنم
ز سعی تو شد فتح ابواب مغلق — ز نطق تو شد کشف اسرار مبہم
جزاك الذی عم جوداً و برّاً — وارضاك عنی وصلی وسلم
توی یا رسول اللہ ان بحر رحمت — کہ باشد محیطا ز عطای تو یک نم
جگر تشنگانیم از رہ رسیدہ — ترحم علینا بماءٍ ترحم
درونہا فگاریم و دلہا جراحت — ز لطفِ تو داریم امید مرہم

کشائیم بار سفر در دیارت
چو جامی ز بار گنہ پشتہا خم

حضور علیہ الصلواۃ والسلام مختون اور ناف بریدہ پیدا ہوئے اور آپ کی پشت مبارک پر دونون شانون کے بیچ مین آپ کی پھوپھی نے روشن ستارہ کی مانند مہر نبوت دیکھی مگر اُس مہر نبوت کی ظاہری صورت کتابون مین یہ لکھی ہے کہ دونون شانون کے بیچ مین بطور لہس کے ایک سیاہ

نشان تھا۔[1] اُسی کو اصحاب لوگ مُہر نبوت کہتے تھے۔ جسکا ذکر صحیفہ یشعیاہ نبی کے باب ۹ مین اسطرح پر ہے کہ ہمارے لئے ایک لڑکا پیدا ہوا کہ حکمرانی کا نشان اُسکی پشت مبارک پر ہوگا اور اسکا نام ... اُرمن نے جو بائبل کا ترجمہ ۱۶۶۶ء مین کیا ہے اُسمین یہ لکھا ہے کہ اُسکی سلطنت کا نشان اُسکی پیٹھ پر ہوگا۔ اور اُسکا نام احمد ہے

روایت ہے کہ جب حضرت صلعم پیدا ہوئے۔ حضرت آمنہ نے کسی کو عبدالمطلب کے پاس بھیجا اور آپ کے تولد ہونے کی اطلاع کرائی عبدالمطلب فی الفور وہان آئے اور حضرت صلعم کو اپنے ہاتھون مین اُٹھاکر خانہ کعبہ مین لے گئے۔ اور اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کرنے کے بعد آپ کی درازی عمر کی دعا کی اور پھر واپس لاکر بی بی آمنہ کے سپرد کر دیا۔ حضرت صلعم کو چند روز تک ثوبیہ نے دودھ پلایا۔ یہ بی بی ثوبیہ آنحضرت کے چچا ابولہب کی آزاد لونڈی تھین۔ جنھون نے حضرت صلعم کے چچا حضرت حمزہ کو بھی دودھ پلایا تھا۔

حضرت آمنہ نے اپنی خواب کی بنا پر جو اُنھون نے آنحضرت صلعم کے پیدا ہونے سے پیشتر دیکھا تھا۔ عبدالمطلب سے بیان کرکے اپنے لخت جگر اور نور نظر حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام محمدؐ اور احمدؐ رکھا۔[2] اور اسیطرح توریت و انجیل کی بشارتین اور پیشین گوئیان آپ پر صادق آئین۔ جنکا اشارہ سورہ صف وغیرہ مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

یہ انتظام قدرتی بھی ایک نشان صداقت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اُسیطرح حضرت آمنہ کو آنحضرت کا نام محمدؐ اور احمدؐ رکھنے کے لئے خواب دکھلایا۔ جسطرح بی بی ہاجرہ کو

---

[1] حاشیہ الباجوری علی الشمایل الترمذی اور فی الشرح السنۃ مدارج النبوت۔

[2] کتاب تسبیحات سلیمان باب ۵ - آیت - ۱۵ - انجیل یوحنا باب - ۱۶ - آیت ۷ - سورہ صف آیت - ۶ -

دکھلایا تھا کہ دیکھ تو حمل سے ہے اور تیرے ایک لڑکا پیدا ہوگا اسکا نام اسمعیل رکھنا[ف۱] اور حضرت ابراہیمؑ سے کہا گیا کہ سارہ تیری بی بی کے بیشک ایک لڑکا پیدا ہوگا اور اُسکا نام اسحاق رکھنا[ف۲] اور حضرت عیسٰی کے نام رکھنے کی تاکید انجیل مین ہے۔ اور اُسکے (مریم کے) بیٹا پیدا ہوگا اور تجھکو (یعنی یوسف کو) چاہئے کہ اسکا نام عیسٰی رکھے کیونکہ وہ اپنی امت کو گناہون سے نجات دیگا[ف۳]

ولادت کے ساتوین روز آنحضرت صلعم کے دادا عبدالمطلب نے قربانی کی اور تمام اراکین قبیلہ قریش کو دعوت مین بلوایا۔ اور آنحضرت صلعم کے نام رکھے جانے کی خوشی مین محفل منعقد کی۔ شرفاء مکہ کا دستور تھا کہ آب وہوا کے لحاظ سے اور اس غرض سے کہ بچون کی زبان مین غیر زبان کا اثر نہ ہونے پاوے دودھ پلانے والیان عورات کے سپرد کرکے باہر دیہات مین بھیجدیا کرتے تھے اسی رسم کے موافق آنحضرت صلعم کو بھی حلیمہ سعدیہ کے سپرد کردیا گیا اور وہ آنحضرت کو اپنے گھر لیگئین۔ اور ہر چھٹے مہینہ حضرت صلعم کو لاکر حضرت آمنہ کو دکھلا جایا کرتی تھین۔ دو برس کے بعد آنحضرت کا دودھ چھوڑایا گیا اور حضرت حلیمہ آنحضرت کو لیکر مکہ مین حضرت آمنہ کے پاس آئین۔ مگر حضرت آمنہ نے اس خیال سے کہ مکہ کی آب وہوا آنحضرت کو موافق کم ہے پھر آنحضرت صلعم کو بی بی حلیمہ کی سپرد کردیا اور وہ اپنے گھر لے گئین اور ہر چھٹے مہینہ لاکر بلا جاتی تھین۔

جب آنحضرت صلعم کی عمر چار برس کی ہوئی تو حضرت آمنہ نے آنحضرت کو اپنی پاس بلالیا۔ پس حضرت حلیمہ آنحضرت صلعم کی دودھ پلائی مان اور اُنکے شوہر

ف۱ کتاب پیدائش باب ۱۶۔ آیت ۱۱۔

ف۲۔ کتاب پیدائش باب ۱۷۔ آیت ۱۹۔

ف۳ انجیل متی باب ۱۔ آیت ۔ ۳۰۔

عبد العزیٰ دودھ کے رشتہ کے باپ تھے اور اُنکی اولاد عبد اللہ اور انیسہ اور حذیمہ سب دودھ کے رشتہ کے بھائی بہن ہین - آنحضرت صلعم دودھ کے رشتہ کو بھی خون کے رشتہ کی برابر سمجھتے تھے - اور اسوجہ سے حضرت حلیمہ اور اُن کے شوہر اور اُن کی اولاد کی حسب مراتب نہایت تعظیم وتکریم کرتے تھے چنانچہ روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حلیمہ آنحضرت سے ملنے کو آئی تھین آپ نے اپنی چادر مبارک (جسکو مسلمان سر اور آنکھون پر رکھین اور دو جہان کے لئے سایۂ رحمت خیال کرتے ہین) اُتار کر حضرت حلیمہ سعدیہ کے زیر پا بچھادی تاکہ وہ اُسپر بیٹھین اور اُن کی اولاد کے ساتھ جو محبت برتی اُسکی نظیر دنیا مین نہین مل سکتی -

جبکہ آنحضرت صلعم کی عمر چھ برس کی ہوئی تو حضرت آمنہ آنحضرت کو اپنے عزیز واقربا سے ملانے کے لئے مکہ سے مدینہ منورہ لے گئین اور کچھ عرصہ تک وہان ٹھیرین اور پھر واپس مکہ معظمہ کو مراجعت فرمائی اور راہ مین اُنھون نے بمقام ابواء پہنچکر وفات پائی جبکہ آنحضرت صلعم مکہ مین پہونچے تو آنحضرت کے دادا عبد المطلب نے آنحضرت کی پرورش اور نگرانی اپنے ذمہ لی اور ہمیشہ آنحضرت صلعم کے ساتھ شفقت پدری سے پیش آتے رہے - اور آنحضرت صلعم کو آٹھوان برس شروع ہوا تو آپ کے دادا عبد المطلب نے بھی ۸۲ برس کی عمر مین وفات پائی - عبد المطلب کی وفات کے بعد حضرت صلعم کی پرورش ابو طالب نے جو حضرت عبد اللہ آپ کے والد بزرگوار کے حقیقی بھائی تھے اپنے ذمہ لی - یہ بھی آنحضرت صلعم کے ساتھ نہایت محبت سے پیش آتے رہے اور مثل پدر مہربان کے ہر طرح کی خبر گیری کی - ابو طالب عیالدار آدمی تھے اُنکی گذر اوقات بمشکل تمام ہوتی تھی - مگر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کی برکت سے اُن کے رزق مین از حد برکت دی - جب آنحضرت صلعم کی عمر بارہ برس کی ہوئی تو ابو طالب کو تجارت کی وجہ سے شام کا سفر پیش آیا - اور وہ اُسکے سرانجام

کے بعد شام سے واپس لوٹ کر مکہ مین آئے۔ اس سفر مین حضرت صلعم کا بھی ابوطالب کے ہمراہ شام کو تشریف لیجانا بعض روایتون مین آیا ہے

سرّ یتیمی

جتنے ذریعہ ظاہری تربیت و تعلیم اور پرورش کے تھے وہ سب معدوم ہوکر حضور علیہ السلام بچپن ہی مین کس مپرسی اور نہایت بیکسی کی حالت مین یتیم رہ گئے اسمین حکمت الٰہی یہ تھی کہ جسطرح وہ رب العزت اپنے حبیب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ نبی الموعود صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام زندگی کی کامیابیون مین کارساز اور کفیل ہوا۔

اُسیطرح اُس نے آپ کی تعلیم و تربیت اور پرورش کو بھی اپنی قدرت کے اوپر لازمی فرض کر لیا تھا۔ تاکہ وہ اپنی والدین اور جد امجد عبد المطلب کے مذہب اور رسم و رواج ناشایستہ کے اثر سے متاثر نہون۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کے والدین اور جد امجد عبد المطلب اگر حضور علیہ السلام کے سن تمیز کو پہونچنے تک زندہ رہتے تو وہ ضرور اپنے عقاید اور رسمیات کی پابندی مین حضور علیہ السلام کو مجبور کرتے جیسے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے والد تارح (آذر) نے کیا تھا اور ایسے نامہذّب رسمیات اور عقاید باطلہ بت پرستی وغیرہ کی پابندی حضور علیہ السلام کی فطرت اور شان نبوت کے خلاف تھی مجبوراً حضور علیہ السلام کو اپنی والدین سے کسیقدر بے اعتنائی (خواہ نرمی کے ساتھہ ہی کیون نہ ہو) ضرور کرنی پڑتی جیسے کہ حضرت ابراہیم کے قصہ سے ظاہر ہے اور مسیح علیہ السلام سے حلیم الطبع شخص کی زبان سے بھی ایک موقعہ پر اپنی والدہ

لہ سورہ مریم پارہ - ١٦ -

بی بی مریم کی شان مین سخت کلمہ نکل ہی گیا تھا۔[1] لیکن حضور علیہ السلام سے سعادتمند فرزند مصدر اخلاق کی زبان سے ایسا کلمہ نکلنا یا اپنی والدین کی مرضی کے خلاف کرنا طریق اسلام اور خلق محمدی کے خلاف تھا۔ اور اللہ تعالی کو اپنی حبیب کے اخلاق کو جسکی تعریف خلق عظیم فرمائی ہے[2] وہ بے عیب و پاک صاف رکھکر اپنے احکام کی بجا آوری اور تعمیل منظور تھی اسلئے قدرت نے ازلا ہی یہہ انتظام کر دیا تھا کہ نبی الموعود صلی اللہ علیہ وسلم کو سن تمیز تک پہونچنے سے پہلے ہی محض قدرت کے کنار عاطفت مین لیا جاوے۔ تاکہ وہ اپنی والدین کی اطاعت سے باہر ہونے کے الزام سے بھی پاک رہین اور اُنکے عقاید باطلہ و رسمیات اور اخلاقی اثر سے بھی متاثر نہ ہون۔

حضور علیہ السلام کے واقعہ یتیمی مین ان اسرار الہی کو تو کفار مکہ نہین سمجھے اور زمانہ بعثت کے بعد آپ کو بنظر حقارت عبد اللہ کا یتیم کہنے لگے۔ چونکہ حضور علیہ السلام مثل موسی ہین اور موسی علیہ السلام و حضور علیہ السلام کے واقعات پرورش و تربیت اور تعلیم مین غایت درجہ کی مشابہت ہے اسلئے اللہ تعالی نے کفار مکہ کو مخاطب کرکے فرمایا۔

وَاَوْحَیْنَا اِلٰی اُمِّ مُوْسٰی[3] اَنْ اَرْضِعِیْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ اِنَّا رَادُّوْهُ اِلَیْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ٥	اور ہم نے وحی بھیجی موسی کی ماں کو کہ اُسکو دودھ پلا۔ پھر تجھکو ڈر ہو اُسکا تو ڈالدے اُسکو دریا مین۔ اور نہ خطرہ کر اور نہ غم کھا۔ ہم پھر پہونچا دین گے اُسکو تیری طرف اور کرین گے اُسکو رسولون سے۔

[1] انجیل یوحنی باب ۲۔ آیت ۴۔ [2] سورہ ن پارہ۔ ۲۹۔

[3] سورہ قصص آیت ۷۔ پارہ۔ ۲۰۔

اس آیت مین یہ اشارہ ہے کہ جسطرح موسیٰ ہمارے پرورش کردہ و تربیت یافتہ نے جسکو فرعون حقیر و ذلیل خیال کرتا تھا۔ فرعون کو زک و شکست دی اسیطرح او کافرو تمکو بھی یہ ہمارا حبیب جسکو تم حقیر اور یتیم کہتے ہو۔ زک اور شکست دیگا تم ہماری قدرت کے کمالون کو موسیٰ کے قصہ مین دیکھو اور غور کرو۔

اسیطرح جب ایک مرتبہ آپ پر وحی نازل ہونے مین کچھ دیر ہوئی تو کفار مکہ نے حضور علیہ السلام کو یون چھیڑنا شروع کیا کہ اب محمد (صلعم) کے خدا نے اُسکو چھوڑ دیا۔ کفار کے اس تمسخر اور بیہودہ پن سے حضور علیہ السلام کسیقدر رنجیدہ خاطر اور ملول ہوئے تو اُس ارحم الراحمین نے نہایت شفقت سے آپ کی تشفی خاطر کیواسطے آیندہ ملنی والی نعمتون کا وعدہ کر کے آپ کو آپ کی یتیمی کے واقعہ کو یاد دلایا ہے۔

وَالضُّحٰى۝ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجٰى[۵۲]	(اے پیغمبر ہمکو) چاشت (کے وقت) کی قسم اور رات کی (قسم) جب سب (چیزون کو) ڈھانک لے کہ تمہارا پروردگار نہ تو تم سے
مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى	دست بردار ہوا۔ اور نہ (کسی طرح) ناخوش ہوا۔ اور البتہ آخرت تمہارے لئے (اس)
وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُولٰى	دنیا سے کہین بہتر ہے۔ اور تمہارا پروردگار
وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى[۱]	آگے چلکر تمکو اتنا کچھ دیگا کہ تم (بھی) خوش ہو جاؤ گے۔ کیا تمکو یتیم نہین پایا (یعنی پایا)
اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى	پھر جگہہ دی۔

۱؎ ترجمہ قرآن شمس العلماء مولانا مولوی نذیر احمد صاحب۔ صفحہ ۹۵۰۔

۵۲؎ سورہ والضحیٰ پارہ ۳۰۔

بی بی مریم کی شان مین سخت کلمہ نکل ہی گیا تھا[1]۔ لیکن حضور علیہ السلام سے سعادتمند
فرزند مصدرِ اخلاق کی زبان سے ایسا کلمہ نکلنا یا اپنی والدین کی مرضی کے خلاف کرنا طریق
اسلام اور خُلقِ محمدی کے خلاف تھا[2]۔ اور اللہ تعالی کو اپنی حبیب کے اخلاق کو
جسکی تعریف خُلقِ عظیم فرمائی ہے وہ بے عیب و پاک صاف رکھکر اپنے احکام
کی بجا آوری اور تعمیل منظور تھی اسلئے قدرت نے ازلاً ہی یہہ انتظام کر دیا تھا
کہ نبی الموعود صلی اللہ علیہ وسلم کو سن تمیز تک پہونچنے سے پہلے ہی محض قدرت
کے کنار عاطفت مین لیا جاوے۔ تاکہ وہ اپنی والدین کی اطاعت سے باہر ہونے
کے الزام سے بھی پاک رہین اور اُنکے عقاید باطلہ و رسمیات اور اخلاقی اثر سے
بھی متاثر نہ ہون۔

حضور علیہ السلام کے واقعہ یتیمی مین ان اسرار الہی کو تو کفار مکہ نہین سمجھے
اور زمانہ بعثت کے بعد آپ کو بنظر حقارت عبد اللہ کا یتیم کہنے لگے۔ چونکہ حضور
علیہ السلام مثل موسیٰ ہین اور موسیٰ علیہ السلام و حضور علیہ السلام کے واقعات
پرورش و تربیت اور تعلیم مین غایت درجہ کی مشابہت ہے اسلئے اللہ تعالی
نے کفار مکہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔

وَ اَوْحَیْنَا اِلٰی اُمِّ مُوْسٰی[3]
اَنْ اَرْضِعِیْہِ فَاِذَا خِفْتِ
عَلَیْہِ فَاَلْقِیْہِ فِی الْیَمِّ
وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ اِنَّا الیکر وَ
جَاعِلُوْہُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ○

اور ہم نے وحی بھیجی موسی کی ماں کو کہ اُسکو
دودھ پلا۔ پھر تجھکو ڈر ہو اُسکا تو ڈالدے
اُسکو دریا مین۔ اور نہ خطرہ کر اور نہ غم کھا۔
ہم پھر پہونچا دین گے اُسکو تیری طرف اور
کرین گے اُسکو رسولون سے۔

[1] انجیل یوحنی باب ۲ - آیت ۴ - [2] سورہ ن پارہ - ۲۹ -

[3] سورہ قصص آیت ۷ - پارہ - ۲۰ -

یعنی جب کہ ہم تمھاری یتیمی ہی کی حالت مین تمھارے سرپرست اور نگران رہے ہین اور تمھاری تربیت و تعلیم روحانی مین کفیل اور پرورش مین ساعی ہوئے تو کیا اب ہم تم کو چھوڑ دین گے ہرگز نہین ہرگز نہین۔

جبکہ آنحضرت صلعم بارہ برس کے ہوئے تو طفولیت کا زمانہ منقضی ہوگیا تھا اور نوجوانی کا آغاز شروع تھا اور جمیع اوصاف حمیدہ سے جن سے انسان ہردلعزیز ہوتا ہے آراستہ تھے۔ نہایت اعلیٰ درجہ کا خلق اور صبر اور فراخی جنکو اوضاع و اطوار کی خوبی اور فصاحت و خوش بیانی سے اور زیادہ جلا ہوتی گئی یہ خوبیان آپ کی ذات بابرکات مین اسطرح پر مجتمع ہوئی تھی کہ عالم شباب مین ہی آپنے امین عرب کا لقب اختیار کیا۔ یعنی ہر شخص آنحضرت کو محمد امین یا احمد امین کہکر پکارتا تھا۔

خدا تعالیٰ کی شان دیکھو کہ انسان کا سارا۔ ناز۔ سارا فخر مان باپ پر ہوتا ہے۔ کیونکہ وہی پوری جانفشانی کے ساتھ اُسکی پرورش کرتے ہین اور تعلیم و تربیت مین کفیل اور ساعی ہوتے ہین۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی بطن مادر سے ہی رونق افزائے نہوے تھے کہ آپ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ اس جہان فانی سے گذر گئے اور آپ چھ برس کے ہی تھے کہ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بھی قضا کر گئین۔ اور اسیطرح مان اور باپ دونون کا سایۂ عاطفت آنحضرت کے سر سے ہمیشہ کے لئے اٹھ گیا۔ اور یتیم رہ گئے۔ اور آنحضرت صرف آٹھ ہی برس کے تھے کہ آپکے دادا عبد المطلب بھی اس جہان فانی سے رحلت کر گئے۔

لہ دیکھو مدارج النبوة۔ و صحیح بخاری۔

سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس بچپن ہی مین بے مادر و پدر ہوجانا اور یتیمی اور لاوارثی کی حالت مین پرورش پانا اور آخرکار دنیا و دین کا بادشاہ بنجانا خدا تعالیٰ کی زبردست قدرت کا ایک عظیم الشان نشان ہے کیونکہ اس کس مپرسی اور بے لبسی کی حالت مین پرورش پائے ہوئے بچے یتیم کی نسبت کس کو خیال ہو سکتا تھا کہ ایک وقت ایسا آئیگا جبکہ اُسکی قسمت کا ستارہ مکہ معظمہ سے طلوع ہو کر بصورت بدر کامل مدینہ منورہ کے اُفق سے چمکیگا اور اُسکے اقبال کے سامنے قیصر و کسریٰ کا اقبال ماند ہو کر پامال ہو جائیگا۔ کسکو معلوم تھا کہ یہ یتیم ہاشمی ایک اولوالعزم دین و دنیا کا بادشاہ بنجائیگا جسکے سامنے تمام گردن کشون کی گردنین جھک جائین گی اور وہ کونین کا سردار افضل البشر۔ سارے جہان مین نامی و گرامی اعلیٰ درجہ کا فاتح۔ غایت درجہ کا واعظ۔ پرلے درجہ کا خطیب اکمل درجہ کا فصیح و بلیغ۔ زبردست پہلوان۔ سب سے بڑا مجدّد۔ اور مصلح۔ قوم کا حقیقی نجات دہندہ سید الرسل۔ خاتم الانبیا۔ تمام جہان کے لئے رحمت و برکت بفحوائے وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ہوگا غرضیکہ بعثت کا زمانہ ابھی دور ہے رشد و ہدایت مرحلون پر ہے۔ خود حضرت صلعم کو بھی ابھی اپنی عظمت و شان اور جاہ و مرتبہ کا کچھہ خیال و گمان نہین ہے۔ مگر چہرہ انور سے جاہ و جلال اور فرِ شاہی کے آثار نمایان ہین بُشرہ سے سیاست و تدبیر حلم و تحمل و صبر و استقلال ٹپکے پڑتے تھے۔

عہد طفلی ہی سے ظاہر تھے نبوت کے نشان
اللہ اللہ یہ ہی محبوب خدا عظمت و شان

حضور علیہ السلام کے عہد طفلی ہی مین ایک دفعہ مکہ معظمہ مین سخت قحط پڑا۔

توآنحضرت صلعم کے چچا ابوطالب آپ کو اپنے ساتھ کعبہ مین لے گئے[1] اور
بارگاہ ایزدی مین مینہہ برسنے کے لئے دعا کی اور ایک قصیدہ بطور مناجات
کے جو اُنھون نے اِسی موقعہ کے لئے خود تصنیف کیا تھا پڑھا جسکا ایک شعر
معہ ترجمہ ہم یہان لکھتے ہین۔

وابیض یستسقی الغمام بوجہہ | ثمال الیتمیٰ عصمۃ للارامل

یعنی (محمد صلعم) ایسا گورا رنگ ہے جسکی برکت سے پانی مانگا جاتا ہے جو جائے پناہ
یتیمون کی عصمت ہے بیوہ عورتون کی۔

یہ شعر ایک طرف تو ابوطالب کی زبان سے نکلا اور دوسری طرف حضرت
صلعم نے اپنے ننھے ہاتھون کو نہایت بھولے پن سے دعا کے لئے اُٹھایا
یہ نظارہ قدرت کو کچھ ایسا پسند آیا کہ اُسیوقت آسمان پر۔ ابر نمایان ہو کر باران
رحمت نے اپنے آغوش عاطفت مین چچا اور بھتیجہ دونون کو لے لیا اور یہان
تک موسلادھار پانی برسا کہ تمام ملک عرب سیراب ہو گیا۔ قحط کے آثار دنیا
سے معدوم ہو گئے۔ اسیطرح تمام قوم ہر ایک مہم اور مشکل مین حضور علیہ السلام
کو اپنا ملجا وماویٰ سمجھتے تھے اور پیر وجوان سب آپ کو ایسی عزت کی نگاہ سے
دیکھتے اور محبت کرتے تھے کہ تاریخ عرب پڑھکر حیرانی ہوتی ہے۔

بارہ برس سے چالیس برس کی عمر تک کے حالات

آنحضرت صلعم ابتدا سے چالیس سالہ عمر انتہائے جوانی تک ویران ملک
اور ایسی ناشایستہ اور جاہل قوم مین رہے۔ جو شراب خواری اور قمار بازی
مین مشہور اور فسق وفجور مین ڈوبے ہوئے اور جنگ وجدل کرنے اور باہم

[1] دیکھو صحیح بخاری ومعارج النبوۃ۔

رات دن خون بہانے کے عادی تھے اور مکر اور فریب اُنکا شیوہ اور بت پرستی مذہب تھا۔

حالی

زمین سنگلاخ اور ہوا آتش افشان — لوؤن کی لپٹ بادِ صرصر کے طوفان
پہاڑ اور ٹیلے سراب اور بیابان — کھجورون کے جھنڈ اور خارِ مغیلان

پہاڑ اور صحرا مین ڈیرا تھا سب کا
تلے آسمان کے بسیرا تھا سب کا

کہین آگ پجتی تھی وان بے محابا — کہین تھا کواکب پرستی کا چرچا
بہت سے تھے تثلیث پر دل سے شیدا — بتون کا عمل سو بسو جابجا تھا

کرشمون کا راہب کے تھا صید کوئی
طلسمون مین کاہن کے تھا قید کوئی

قبیلہ قبیلہ کا بت اک جدا تھا — کسی کا ہبل تھا کسی کا صفا تھا
یہ عزیٰ پہ وہ نائلہ پر فدا تھا — اسی طرح گھر گھر نیا اک خدا تھا

نہان ابرِ ظلمت مین تھا مہرِ انور
اندھیرا تھا فاران کی چوٹیون پر

چلن اُنکے جتنے تھے سب وحشیانہ — ہر اک لوٹ اور مار مین تھا یگانہ
فسادون مین کٹتا تھا اُنکا زمانہ — نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ

وہ تھے قتل و غارت مین چالاک ایسے
درندے ہون جنگل مین بیباک جیسے

نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے — سلجھتے نہ تھے جب جھگڑ بیٹھتے تھے
جو دو شخص آپس مین لڑ بیٹھتے تھے — تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے

بلند ایک ہوتا تھا گر واں شرارا
تو اُس سے بھڑک اُٹھتا تھا ملک سارا

کہین تھا مویشی چرانے پہ جھگڑا
کہین پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا
لبِ جو کہین آنے جانے پہ جھگڑا
کہین پانی پینے پلانے پہ جھگڑا

یونہین روز ہوتی تھی تکرار اُن مین
یونہین چلتی رہتی تھی تلوار اُن مین

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر مین دختر
تو خوف شماتت سے بیرحم مادر
پھرے دیکھتی جب تھی شوہر کے تیور
کہین زندہ گاڑ آتی تھی اُسکو جاکر

وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی
جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

جوا اُنکی دن رات کی دل لگی تھی
شراب اُنکی گھٹی مین گویا پڑی تھی
تعیش تھا غفلت تھی دیوانگی تھی
غرض ہر طرح اُنکی حالت بری تھی

پس اسطرح دن اُنکو گذری تھین صدیان
کہ چھائی ہوئی نیکیون پر تھین بدیان

ملک عرب کی نامہذب تمام قومین تہذیب وشایستگی سے نا آشنا بداخلاقی کی عادی اتفاق کے مخالف - تمدن ومعاشرت کے دشمن - الوہیات سے بے نصیب اپنے دائرہ جہالت کے ساتھہ جزیرہ نمائے ملک عرب کے چارون کونون پر محیط اور مکہ اُسکا مرکز تھا - اس دائرہ جہالت مین ایک یتیم بچہ کی تعلیم وتربیت کا کفیل سوائے قدرت کے اور کون ہوسکتا تھا اس لئے نبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی ظاہری تعلیم وتربیت نہین ہوئی اور نہ ظاہری تعلیم وتربیت کی عند اللہ آپکو کچھہ ضرورت تھی کیونکہ آپ کے دل ودماغ

مین قدرتی تعلیم - فطرتی تربیت - جبلی تادیب اپنا اپنا عمل تعلیمی کر کے عیوب
سے نفرت کمالون سے رغبت - بیدار مغزی - بلند خیالی - صائب الرائے
عالی حوصلگی کے جوہر پیدا کر رہی تھی جسکی وجہ سے تمام آپ کی خواہشات شریعت
حقہ اور حکمت کے تابع ہو کر حسن اخلاق اور تہذیب کے سانچے مین ڈھل گیئن
(دیکھو حصہ دویم رسالہ ہذا) جسکی وجہ سے آپ نے اپنی جاہل قوم مین ہر دلعزیز
ہونے اور معصومیت کا تمغہ حاصل کر کے امین عرب - صدیق عرب خطاب پایا

جب زمانہ بعثت کے بعد آپ اور آپ کی قوم مین باہم مخالفت کی بنیاد
پڑی تو آپ کی تمام جاہل قوم آپ سے مخالف اور منحرف ہو کر آپ کی تمام
اخلاقی خوبیون سے منکر ہو گئی اور عیب گیر لوگ اور قبایح شماری کے عادی
شعرا کل عیب جوئی کی دھن مین آپکی مذمت مین اشعار موزون کرنے لگے مگر
شان ایزدی دیکھو کہ کفار عرب کے وہی پر مذمت اشعار آپ کی بے لوث
چہل سالہ زندگی اور تعلیم روشن کی قوی شہادتین ثابت ہوئین کیونکہ
اُن اشعار مین اُس زمانہ کے شعرا نے باوجود اشد مخالفت اور عداوت کے
نہ تو کوئی مذموم عادت بیان کی اور نہ کسی صفات بد سے آپکو موصوف بتلایا
اور اگر مذمت کی تو یہی کہ (نعوذ باللہ) محمدؐ امین دیوانہ ہے - باولہ ہے
مجنون ہے اُسکو جنون یا مرگی یا اور کوئی خلل دماغ کا عارضہ ہو گیا ہے اور
جب یہ باتین بھی اُنکو آپ کی نسبت نامناسب معلوم ہوئین تو یہ کہنا شروع
کیا کہ محمدؐ امین بڑا ہی زبان آور شاعر ہے تیز طبع ہے - کاہن ہے - جادوگر ہے
اسکی مت سنو یہ معبودان کعبہ ہبل وغیرہ سے پھر گیا ہے پھر اس دائرہ جہالت
سے بھی نکلے اور انجام کار آپ کی صداقت - امانت - دیانت - راست بازی
خوش اخلاقی وغیرہ صفات حسنہ کو فوق العادت بشری تسلیم کر کے تمام عرب

آپکا مطیع اور اسلام کا حلقہ بگوش ہوگیا اور اسی تعلیم و تہذیب و خوش اخلاقی کے گرویدہ ہوکر تمام بت پرست لات و منات ہبل وغیرہ کے شیدائی اپنے معبودان کعبہ سے خود پھر گئے یون اُن کی جہالت پر نبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم قدرتی غالب آئی۔

تعلیم و تربیت قدرتی

حکما اور فقہا کی تحقیقات اور تجربہ سے تحقیق ہوچکا ہے کہ نوع انسان مین اخلاقی ذمہ داریون کی قابلیت کی تکمیل سات برس کی عمر سے شروع ہوکر بارہ برس کی عمر تک کامل و مکمل ہوجاتی ہے۔ اِس ذہنی تکمیل اور پختگی عقل کے زمانہ مین طبیعت اور مزاج کی حالت نمو اور کیفیت اُس بیل کے مشابہ ہوتی ہے جو اپنے پھیلاؤ کے اندر ہر شے کے ڈہانک لینے کو چوطرف بڑھتی اور پھیلتی چلی جاتی ہے۔ مگر اُس کے سب جانب کے سرون کو پھیر کر یک رُخا کسی ایک سمت اور کسی خاص شئے کیطرف کردیا جاوے تو پھر وہ تمام اپنی قوت نمویہ کو اُسیطرف بڑھنی اور اُسی خاص شئے کے ڈہانک لینے مین صرف کردیتی ہے اور اُسی شئے کے اثر سے متاثر ہوجاتی ہے۔ اِسی طرح انسانی طبیعت کا خاصہ ہے کہ وہ اپنی نشو و نما کے ابتدائی مرحلہ مین۔ آبائی طریقون اور رسم و رواج اور مذہب و بیرونی خیالات (صحبت نیک یا بد) کے اثر سے متاثر ہوکر خاص ایک قسم کی اخلاقی حالت اختیار کرلیتی ہے۔ جیسے مذہبی دیوانگی و قومی شعار یا پاکیزگی اخلاق۔ یا بدطینتی کہتے ہین اور یہی حد فاصل بین الاقوام مقرر ہے۔ مگر حضور علیہ السلام نے اپنی جاہل قوم کی جاہلانہ رسوم یا عقاید یا طریق عبادت کوئی امر بھی تو اختیار نہین فرمایا۔

تھے تو آپ سب سے پہلے تعمیل کرنے کے لئے بسر و چشم کھڑے ہو جاتے - اس حکم برداری - متحمل مزاجی - عاقلانہ ادب اور اخلاق فاضلہ کی تکمیل قدرتی نے آپ کو حضرت ابو طالب کی نظرون مین ایک ایسا ہونہار اور سعادتمند فرزند ثابت کر دیا کہ ابو طالب نے حضور علیہ السلام کو اپنی تمام اولاد پر ترجیح دیکر محض آپ ہی کی ذات بابرکات کو باعث نزول رحمت باری یقین کر لیا تھا - کیونکہ جب باران رحمت کے لئے دعا کرنے کو گئے تو آپ کو ہمراہ خود لے گئے اور بتوسط آپ کے روے مبارک کے دعا مانگی[1] - اور جب حضرت ابو طالب بغرض تجارت ملک شام کو گئے تو اپنے ہمراہ حضور علیہ السلام ہی کو لے گئے[2] اور یہ محبت حضرت ابو طالب کو آپ سے آپ کے عالم طفلی ہی مین نہ تھی بلکہ حضور علیہ السلام کی عالم پیری تک ابو طالب آپ کی محبت مین اپنا مال و جان فدا کرتے رہے چنانچہ زمانہ بعثت و نزول وحی کے بعد اکثر موقعون پر ابو طالب نے آپ کی حمایت و صداقت مین کفار و مشرکین سے مباحثہ کر کے حضور علیہ السلام کے صدیق و امین ہونے کی تصدیق کی[3] اور قریباً تین سال کامل حضور علیہ السلام کے ساتھ شعب ابی طالب مین محصور رہکر بھوکھ اور پیاس کے صدمے سہے اور کفار کے ہاتھون سے سخت تکالیف اٹھائین[4] حالانکہ ابو طالب باعتبار مذہب کے مشرکین کے ہم خیال اور حضور علیہ السلام کے خلاف تھے اور تبلیغ رسالت و شیوع اسلام کی کاروائیان - عقیدہ ابو طالب کے برخلاف برابر دس

[1] بخاری شریف

[2] سیرت حلبی ابو الفدا تاریخ ابن اثیر -

[3] صحیح بخاری و صحیح مسلم و ابن ماجہ و معارج النبوت -

[4] ایضاً

سال سے جاری تھین۔ تاہم حضرت ابوطالب نے اپنی وفات کے قریب اپنی اولاد اور اپنے اقربا کو جمع کر کے آپ کے حق مین یہ وصیت فرمائی کہ مین تم سے محمد (صلعم) سے نیک سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہون کیونکہ یہ (محمد صلعم) قریش مین امین اور عرب مین صدیق ہے[۵۱] اسقدر گرویدگی اور محبت کا ابوطالب کے دلمین ہونا حضور علیہ السلام کی سعادتمندی کے سوا اور کوئی باعث نہ تھا کیونکہ حضور علیہ السلام کی سعادتمندی اور اخلاق ہی اپنی کشش مقناطیسی کے ذریعہ سے ابوطالب کے دلکو اپنی طرف کھینچ رہے تھے کہ وہ باوجود کثیر التعداد اولاد اور قلیل المعاش آدمی ہونے کے حضور علیہ السلام ہی کی دلجوئی اور نازبرداری کے فکر مین ہروقت رہتے تھے۔

حضور علیہ السلام آٹھ برس کی عمر مین۔ ابوطالب کی زیر نگرانی پرورش پانے لگے تھے۔ جب سے عالم پیری مین پہونچنے تک حضرت ابوطالب کو بجائے اپنے پدر بزرگوار حضرت عبداللہ کے سمجھتے رہے۔ اور دنیاوی وخانگی معاملات مین کبھی ابوطالب کی مرضی کے خلاف ایک قدم نہین رکھا۔ چنانچہ عالم شباب کے کمال درجہ پر پہنچ جانے کے بعد جب پچیس برس کی عمر مین کمال تجردی کو معراج کمال پر پہونچا کر بی بی خدیجۃ الکبریٰ سے نکاح کیا تو پہلے اپنے مربی ومحسن چچا ابوطالب کی اجازت ورضامندی حاصل کر کے۔ دیگر تمام اپنے بزرگان نسبی کو رضامند کر لیا تھا۔ کیونکہ اس مبارک نکاح کے بعد جو ولیمہ ہوا۔ اسمین تمام عمایدِ قریش اور بالعموم ہاشمی خاندان کے لوگ چھوٹے بڑے شامل تھے[۵۲] جنھون نے حضرت ابوطالب کو نہایت مسرت سے مبارکباد دی۔ ان واقعات سے

---

۵۱ صحیح بخاری ومسلم۔

۵۲ صحیح بخاری شریف۔

حضور علیہ السلام کی ذات جامع الکمالات مین جوہر سعادتمندی بدرجہ اتم ثابت ہے جبکہ حضور علیہ السلام اپنی ذہنی تکمیل اور پختگی عقل کے مرحلہ کو طے کر گئے اور بارہ برس کی عمر مین سن تمیز کو پہونچے تو وہ طبعی فلسفہ جو ہر ایک طبیعت انسانی مین بمقدار مناسب قدرت نے ودیعت کیا ہے۔ آپ کی طبیعت مین بھی موج زن ہوا اور خودبخود دلمین یہ سوالات پیدا ہونے لگے کہ یہ عالم اسباب اور اشیاء مادی جو نظر آتے ہین کیا ہین۔ اور کیون ہین اور ان سب کا کوئی خالق ہے یا خودبخود موجود و معدوم ہوتے ہین۔ اگر کوئی خالق ہے تو وہ کون ہے۔ اور کہان ہے۔ اِن اہم سوالون کا جواب آپ کی وحشی و جاہل قوم کے بزرگ لات و عزیٰ کے فدائی جو کچھ دیسکتے تھے یا جو کچھ کہ اُنھون نے دیا ہوگا وہ تو عقلاے زمان پر پوشیدہ نہین ہے بہرصورت اِن سوالات کے جواب آپ کو آپ کی عقل خداداد ہی ہر موقعہ پر دیتی تھی۔ خواہ وہ جواب بلاامداد وحی کے ناقص یا کامل کیسا ہی کیون نہ ہو۔

چنانچہ حضور علیہ السلام کی اِس حالت ذہنی کی نسبت سر ولیم میور صاحب آپ کے حالات سفر شام مین جو ہمراہی ابوطالب کے آپ کو بارہ برس کی عمر مین پیش آیا تھا[1] لکھتے ہین کہ زمانہ کے منہدم اور اُجڑے ہوئے مقامون نے جنکو خیالی قصون اور عجیب و غریب بیانون اور دل انگیز روایتون نے اور بھی پُر اثر کر دیا تھا۔ اور گرجاؤن کو صلیبون اور مورتون اور دینی علامتون سے آراستہ کرنے اور گھنٹون کے بجنے کی قومی رسمون نے محمد صلعم کے خوض کنندہ دل و دماغ پر گہرا نقش اور پائدار اثر کر دیا تھا ان الفاظ سے ولیم میور صاحب کی مراد کچھہ ہی کیون نہ ہو۔ لیکن حالات اور واقعات آیندہ ہمکو صاف تبلا رہے ہین

[1] سیرت حلبی و تاریخ ابن اثیر۔

کہ اشیاء مذہبی مبینہ میور صاحب کی نسبت جو کچھہ حضور علیہ السلام نے اپنی عقل خداداد سے اپنی رائے قایم کی وہ یہی تھی کہ پرستش اصنام واوثان اور عقیدہ تثلیث محض مشرکین کی خیالی ایجادین ہین۔ اور گھنٹی وترہی وغیرہ عبادت خانون اور گرجاؤن کے باجے لایعنی حیلے اور بے معنی آوازین ہین اور صلیب کی تعظیم پر امید نجات۔ محض صلیب پرستون کے دل کی تسلی ہے۔ کیونکہ نزول وحی سے پیشتر تو حضور علیہ السلام کا عبادت غیر اللہ کی کرنا۔ یا گرجاؤن اور دیگر عبادت گاہون مشرکین کو واجب التعظیم سمجھنا۔ یا اُنکے متعلق باجون کو مقدس باجے خیال کرنا کسی روایت سے ثابت نہین ہے اور نزول وحی کے بعد عبادت غیر اللہ کو آپ نے محض جہالت وبطالت بتلایا۔ اور شرک وبت پرستی کی بنار کہنہ کو ڈھایا۔ صلیبون کو توڑا۔ مورتون کو توڑا۔ اور گھنٹے وترھی وغیرہ باجون کے بے معنی آوازون کی بجائے اسلامی عبادت گاہون مین ایک بامعنی انسانی آواز (اذان) اعلان عبادت کا سیدھا سادا طریقہ مقرر فرمایا۔

اور دنیا کے منہدم اور اُجڑے ہوئے مقامون سے حضور علیہ السلام نے یہ سبق حاصل کیا اور نتیجہ نکالا کہ اُجڑے ہوئے مقامون سے قہر خداوندی کے آثار نمایان ہین۔ جو دنیا مین کفران نعمت الٰہی کا انجام یا جہالت وبیدینی کا آخری نتیجہ ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر اسپرنگر صاحب اپنی کتاب سیرت محمدی کے صفحہ انتیس مین آپ کے خیالات ابتدائی کے بارہ مین لکھتے ہین کہ اُنکے (یعنی محمد صلعم کے) خیال مین ہمیشہ خدا کا تصور رہتا تھا۔ دن کو نکلتے ہوئے آفتاب۔ برستے ہوئے پانی۔ اور اُگتی ہوئی روئیدگی مین خدا ہی کا ید قدرت نظر آتا تھا۔ اور بجلی کی کڑک اور پانی کی آواز اور پرندون کے

نغموں مین خدا ہی کی آواز سنائی دیتی تھی۔ اور سنسان جنگلون مین اور پرانے کھنڈرون مین خدائی قہر کے آثار دکھلائی دیتے تھے۔ پس حضور علیہ السلام کے خوض کنندہ دل و دماغ مین انتشار خیالات کو بھی وہ ہی تربیت قدرتی ایک خاص حد کے اندر محدود کر کے۔ آپ کے خیال موحدانہ ہی کو اور سب خیالات پر غالب کر دیتی تھی چونکہ حضور علیہ السلام کی خود فطرت ہی زمانہ نزول وحی سے پیشتر بطور رہبر کامل کے آپ کی رہبری کر رہی تھی۔ اس لئے آپ کی نظرون مین کبھی کسی مذاہب مروجہ ملک عرب کی عظمت و بزرگی نہین سمائی اور نہ آپ نے عبادت غیر اللہ کو اپنے آپ پر فرض خیال کیا۔ اور ہمیشہ اپنی بلند خیالی سے عقاید اور طریق عبادت مشرکین کو جہالت و نادانی کی حرکات ہی سمجھتے رہے۔ اور آپکا دل اپنے معبود حقیقی کا جویا اور راہ حق کا متلاشی رہا۔ اسی بنا پر آپ نے اپنا طریق عمل یہ اختیار کیا کہ نہ لات سے غرض نہ منات کی پرواہ اور نہ ہبل سے کبھی کسی قسم کی التجا کی۔ سیدھا نیچی گردن کئے کعبہ مین چلے جانا اور مقام ابراہیمی مین نہایت عاجزی کے ساتھ اپنے معبود حقیقی کا تصور باندھ کر اپنی نماز ادا کرنا حضور علیہ السلام کی اسی حالت کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ[1]	اور ہمکو دیکھا کہ (راہ حق کی تلاش مین بھٹکے بھٹکے دیھر رہی ہو) تو تم کو سیدھا رستہ دکھا دیا

پس حضور علیہ السلام کا مذہبی خیال وحی نازل ہونے سے پہلے جو کچھ تھا وہ یہی تھا۔ اور حضور علیہ السلام نے باقتضاء اپنی فطرت کے اپنا طرز زندگی اور

[1] سورہ والضحیٰ پارہ ۳۰

طریقہ اوقات بسری یہ اختیار کیا کہ ابتدا مین بی بی حلیمہ اور ابوطالب کے یہان
بذریعہ چرائی بکریون کے۔ بقدر اپنی اوقات بسری کے کچھہ فائدہ کر دیتے
تھے اور اسی چرائی بکریون کے ذریعہ سے آپ نے بعد مین کچھہ بھیڈ اور بکریان
خاص اپنی مملوکہ پیدا کرلین اور انہین خداوند عالم نے بطور مویشی حضرت ایوب
علیہ السلام کے بہت کچھہ برکت دی[1] پھر حضور علیہ السلام اپنی مویشی کی پیداوار
سے اپنی گذر اوقات کرنے لگے اور اسی پیداوار سے آپ سایل کے سوال کا
جواب دیتے۔ اور یتیم بچون کی پرورش اور بیوہ عورات کی خبرگیری
کرتے تھے[2] اور بالآخر حضور علیہ السلام کی شادی بی بی خدیجہ الکبریٰ سے
ہوگئی جو قریش مین نہایت مالدار اور تاجرہ عورت تھین۔ چنانچہ حضور علیہ
السلام بی بی خدیجہ کے غلام میسرا کے ہمراہ ایک مرتبہ بغرض تجارت بصرہ
کیطرف تشریف لے گئے[3] اور تجارت مین بہت کچھہ فائدہ اُٹھایا۔ پھر آپ
مکہ ہی مین اپنا کاروبار سوداگری کرتے رہے۔ اور بلحاظ اُس زمانہ کے دولت
کے حضور علیہ السلام مکہ کے لوگون مین اعلیٰ درجہ کے دولتمندون مین شمار
ہونے لگے اسی ثروت اور غنا کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ[4]	اور تم کو (اے پیغمبر) مفلس پایا تو ہم نے (اللہ نے) غنی کر دیا۔

جبکہ تعمیر کعبہ کے موقعہ پر کعبہ کی دیوار مین حجر اسود کے نصب کئے جانے پر باہم

---

[1] مدارج النبوت۔

[2] صحیح بخاری و مدارج النبوۃ

[3] ابن ہشام و ابن اثیر۔

[4] سورہ والضحیٰ پارہ ۳۰۔

سرداران قریش مین تنازعہ واقعہ ہو کر کشت وخون کی نوبت پہونچنے کو تھی تو اس تنازعہ کا حضور علیہ السلام نے اس خوبی ودانائی سے فیصلہ کیا کہ بڑے بڑے مدبّر اور عقلمند دیکھکر دنگ رہ گئے[1] اور آپ کی فہانت وتدبیر اور فہم وفراست پر تحسین وآفرین کرنے لگے۔

اِن واقعات اور حالات سے ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام اپنی عمر کے ابتدائی حصہ سیزدہ یا چہاردہ سالہ ہی مین جسطرح مذہبی معاملات مین صائب رائے اور اپنے معبود حقیقی کی طلب معرفت مین عارفانہ خیال اور وسیع النظر اور عالی حوصلہ تھے اُسیطرح دنیاوی معاملات تمدن ومعاشرت مین بھی صاحب تدبیر۔ معاملہ رس۔ زود فہم۔ فراخ حوصلہ۔ جفاکش۔ صلح کل۔ عادل اور منصف مزاج ابتدا ہی سے ایسے تھے۔ جیساکہ آپ سے الو العزم پیغمبر اور مصلح عالم کو ہونا چاہیے تھا۔ یہ سب فوق العادت باتین حضور علیہ السلام کی طبیعت مین فطرتی تو تھین ہی اُن پر تربیت قدرتی نے اور بھی جلا دیدی تھی کہ جسکی وجہ سے آپ اپنی جاہل اور وحشی قوم کی مذموم خصلتون اور بدعادات سے مبرّا۔ ایک ممتاز شخص خیال کیے جاکر صدیق وامین عرب کے مبارک لقب سے ملقب وممتاز اور مشہور ومعروف ہوئے[2]۔ اور مکہ کے عام وخاص آپ کو قصی ابن کلاب ثانی اور فخر قریش کہتے تھے اور ہر ایک مہم اور مشکل مین آپ ہی کی ذات بابرکات کو اپنا ملجا وماوی سمجھتے تھے۔

حضور علیہ السلام کی یہ تعلیم وتربیت قدرتی ایک معجزہ اور زبردست نشان قدرت ہے کہ جسکی وجہ سے آپ کے دامن عصمت پر نوجوانی مین بھی کسی قسم کی بدنامی

---

[1] صحیح بخاری وصحیح مسلم۔

[2] صحیح بخاری شریف۔

کا دھبّہ نہین آیا اور آپ اُن تمام عیوب سے پاک وصاف تھے جو اکثر نوجوانون
مین دیکھے اور پائے جاتے ہین چنانچہ مسٹر جان ڈیون پورٹ صاحب لکھتے
ہین۔ جس شخص نے اس نہایت ناپسند اور حقیر بت پرستی کے بدلے جسمین
اُسکے ہم وطن (یعنی اہل عرب) مدت سے ڈوبے ہوئے تھے خدائے واحد
برحق کی پرستش قایم کرنے سے بڑی بڑی دائم الاثر اصلاحین کین مثلاً
دختر کشی کو موقوف کیا۔ منشی اشیار کے استعمال کی ممانعت کی۔
قمار بازی کو (جس سے اخلاق کو بہت نقصان پہونچتا ہے) منع کیا
کثرت ازدواج کو جو اُسوقت مین بہتایت سے رائج تھی بہت کچھ گھٹاکر
محدود کیا غرضکہ ایسے بڑے اور سرگرم مصلح کو ہم فریبی ٹھیرا سکتے ہین اور یہ
کہہ سکتے ہین کہ ایسے شخص کی کارروائی مکر و فریب پر مبنی تھی نہین ایسا ہرگز
نہین کہہ سکتے۔ بیشک محمد صلعم بجز نیک دلی اور ایمانداری کے اور کسی سبب
سے ایسے استقلال کے ساتھ اپنی کارروائی پر ابتدائے نزول وحی سے
جو خدیجہ سے بیان کی اور اخیر دم تک جب کہ عائشہ کی گود مین شدت مرض
سے وفات پائی۔ مستعد نہین رہ سکتے تھے۔ جو لوگ ہر وقت اُنکے پاس
رہتے تھے اور جو اُنسے بہت ربط ضبط رکھتے تھے اُنکو بھی کبھی آپ کی ریاکاری
کا شبہ نہین ہوا اور کبھی اُنھون نے اپنے نیک برتاؤ سے تجاوز نہین کیا
بیشک ایک نیک اور صادق طبیعت شخص جسکو اپنے خالق پر بھروسہ ہو
اور جو ایمان اور رسم و رواج مین بہت بڑی اصلاح کرے حقیقت مین
صاف صاف خدا کا ایک الہ ہوتا ہے اُسکو ہم کہہ سکتے ہین کہ وہ خدا کا پیغمبر
ہے اس بات پر کیون نہ یقین کیا جاوے کہ اُسکو زمانہ اور اپنے ملک مین
اپنی قوم کو خدا کی وحدانیت اور تعظم سکھلانے کیلیئے اور اُنکی حالت کے مناسب

کا دھبہ نہین آیا اور آپ اُن تمام عیوب سے پاک وصاف تھے جو اکثر نوجوانون
مین دیکھے اور پائے جاتے ہین چنانچہ مسٹر جان ڈیون پورٹ صاحب لکھتے
ہین۔ جس شخص نے اس نہایت ناپسند اور حقیر بت پرستی کے بدلے جسمین
اُسکے ہم وطن (یعنی اہل عرب) مدت سے ڈوبے ہوئے تھے خدائے واحد
برحق کی پرستش قایم کرنے سے بڑی بڑی دائم الاثر اصلاحین کین مثلاً
دختر کشی کو موقوف کیا۔ منشی اشیار کے استعمال کی ممانعت کی۔
قمار بازی کو (جس سے اخلاق کو بہت نقصان پہونچتا ہے) منع کیا
کثرت ازدواج کو جو اُسوقت مین بہتایت سے رائج تھی بہت کچھہ گھٹاکر
محدود کیا غرضکہ ایسے بڑے اور سرگرم مصلح کو ہم فریبی ٹھیرا سکتے ہین اور یہ
کہہ سکتے ہین کہ ایسے شخص کی کارروائی مکروفریب پر مبنی تھی نہین ایسا ہرگز
نہین کہہ سکتے۔ بیشک محمد صلعم بجز نیک دلی اور ایمانداری کے اور کسی سبب
سے ایسے استقلال کے ساتھ اپنی کارروائی پر ابتدائے نزول وحی سے
جو خدیجہ سے بیان کی اور اخیر دم تک جب کہ عائشہ کی گود مین شدت مرض
سے وفات پائی۔ مستعد نہین رہ سکتے تھے۔ جو لوگ ہروقت اُنکے پاس
رہتے تھے اور جو اُنسے بہت ربط ضبط رکھتے تھے اُنکو بھی کبھی آپ کی ریاکاری
کا شبہ نہین ہوا اور کبھی اُنھون نے اپنے نیک برتاؤ سے تجاوز نہین کیا
بیشک ایک نیک اور صادق طبیعت شخص جسکو اپنے خالق پر بھروسہ ہو
اور جو ایمان اور رسم ورواج مین بہت بڑی اصلاح کرے حقیقت مین
صاف صاف خدا کا ایک الہ ہوتا ہے اُسکو ہم کہہ سکتے ہین کہ وہ خدا کا پیغمبر
ہے اسبات پر کیون نہ یقین کیا جاوے کہ اُسکو زمانہ اور اپنے ملک مین
اپنی قوم کو خدا کی وحدانیت اور تعظم سکھلانے کیلیئے اور اُنکی حالت کے مناسب

اُنکو ملکی اور اخلاقی امور مین خدا نے نصیحت کرنے کے لئے بھیجا تھا اور راست بازی اور نیک کرداری کا واعظ تھا۔

حضور علیہ السلام راست بازی اور تدین مین یہانتک مشہور اور معروف تھے کہ اکثر اہل مکہ کوئی بیش قیمت چیز ہوتی تو وہ آپ کے پاس امانت رکھا کرتے تھے اور کسی جگہ سفر مین جاتے تو اپنا مال و اسباب آنحضرت صلعم کے پاس امانت رکھتے۔ اس لئے آپکا نام ہی امین مشہور ہوگیا۔ اور اسی دیانت اور امانت اور خوش اخلاقی اور راست بازی وغیرہ وغیرہ صفات حسنہ پر آنحضرت صلعم کے گرویدہ ہوکر بی بی خدیجہ نے جو بہت مالدار معزز قبیلہ قریش مین سے تھین آپ کے ساتھ نکاح کیا اور حضور علیہ السلام کو اپنی تمام اثاث البیت اور کارخانو کا مالک بنا دیا۔ اور آپ کاروبار تجارتی مین مصروف رہنے لگے اور تمام اپنے ہم عصر قریش مین ایسی عزت و آبرو پائی کہ لوگ آنحضرت کو قصی ابن کلاب ثانی اور فخر قریش خیال کرنے لگے کیونکہ آپ اپنی قوم مین تمام صفات حسنہ بشری کے لحاظ سے ضرب المثل اور شہرہ آفاق تھے چنانچہ ابوطالب آپ کے چچا اپنے پنجاہ سالہ تجربہ سے آپ کی دیانت اور صداقت کے گرویدہ تھے اور اپنی وفات کے وقت یہ وصیت کی کہ مین تمکو محمد (صلعم) سے اچھا سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہون کیونکہ وہ قریش مین امین ہے۔ اور عرب مین صدیق ہے۔ وہ ایسا امر لایا جسکو دل نے تو مانا۔ مگر زبان نے بدنامی کے ڈر سے انکار کیا۔ آنحضرت کو خوض اور فکر کی بہت عادت تھی۔ ہمیشہ خدا کی قدرتون۔ صنعتون۔ حکمتون۔ اور مخلوقات کی فطرتون مین بہت کچھ غور اور فکر فرماتے۔ اور اکثر مراقبہ اور مکاشفہ مین مشغول رہتے تھے۔ اور جب آپ کی عمر ۳۵ برس سے متجاوز ہوگئی تو

لہ دیکھو صحیح بخاری۔

آپ کو خلوت اور تنہائی کیطرف زیادہ رغبت ہونے لگی رفتہ رفتہ حضور علیہ السلام کا یہ دستور ہو گیا تھا کہ کچھہ دنون کا کھانا لیکر غار حرا مین تشریف لیجاتے اور تنہائی مین خدا کی عبادت کرتے اور اُسکی قدرتون اور صنعتون مین غور اور خوض کیا کرتے تھے۔

نبوت و شریعت کا عطا ہونا

آنحضرت محمد مصطفیٰ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روز ازل سے ہی نبی اور نبی بھی خاتم النبیین تھے اور ہین مگر اُس مسبب حقیقی کے احکام اور افعال سب اسباب کے پردہ مین پوشیدہ رہتے ہین اور بتدریج اپنے اپنے وقت مقررہ پر ظہور پذیر ہوتے ہین۔ اسلئے انسانی فطرت کا مقتضا اور عقل انسانی کا ادب اور علم انسانی کی حد یہی ہے کہ قبل از ظہور احکام و افعال الٰہی کو لوح محفوظ مین ثبت یقین کرے جسے تقدیر کہتے ہین اور بعد ظہور اُسکی قدرت اور حکمت اور مصلحت مین غور اور فکر کرے۔ اور انھین اسباب مین اپنے لئے بھی اُسکے فضل اور احسان کی تلاش کرنی چاہئے۔

کامل ۴۰ سال کی عمر مین آنحضرت صلعم حسب معمول غار حرا مین تشریف رکھتے تھے اور تنہا خلوت گزین تھے وہان حضرت جبرئیل امین آپ کے پاس آئے اور کہا۔[1]

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ	یعنی پڑھ اپنے رب کے نام سے جسنے بنایا آدمی کو لہو کے ٹپکے سے۔ پڑھ اور تیرا رب کریم ترین ہے جسنے سکھایا۔ قلم سے سکھایا آدمی کو جو نہ جانتا تھا۔

[1] سورہ اقرا پارہ ۳۰

آپ نے پڑھا اور سب حقیقت اور ماہیت کائنات اور ماورائے کائنات آپ پر منکشف ہوگئیں اُسیکا نام علم لُدنی ہے۔

حضور علیہ السلام نے جب اسرار الٰہی کو دیکھا۔ اور عالم بالا کی کیفیت آپ پر کھل گئی۔ اور جلال خداوندی کی ہیبت دل پر چھا گئی۔ اُسوقت آپ کو سخت گھبراہٹ لاحق ہوئی اسی گھبراہٹ مین آنحضرت صلعم بی بی خدیجہ کے پاس آئے اور کہا کہ مجھے تو اپنی جان پر خوف بن گیا ہے[1] بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی تسلی کی اور کہا۔

اَلْبُشْرٰی فَوَاللّٰہِ لَا یُخْزِیْکَ اللّٰہُ اَبَدًا	خوش ہو جیے خدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی
اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ	ضائع اور رسوا نہ کریگا آپ صلہ رحم کرتے
الْحَدِیْثَ وَتَحْمِلُ الْکَلَّ وَتَکْسِبُ	ہین سچ بولتے ہین دکھہ والے کا دکھ برداشت
الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِی الضَّیْفَ	کرتے ہین مفلس کو دیتے ہین مہمان نوازی
وَتُعِیْنُ عَلٰی نَوَائِبِ الْحَقِّ[2]	کرتے ہین اور بھلے کامون مین مدد کرتے ہین

اس کے بعد بی بی خدیجہ آپ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس جو توریت و انجیل کتب آسمانی کا بڑا فاضل تھا لیگئیں اُسنے آنحضرت کو خوشخبری دی کہ تمھین مژدہ ہو کہ تو ہی نبی آخر الزمان ہے۔ جسکا ذکر کتب سابقہ مین ہے۔ اور آپ کی جو بشارات صحف انبیاء علیہم السلام مین ہین اُنمین سے چند بشارتین پڑھکر سنائین۔ اور یہ بھی کہا کہ ایک وقت ایسا آیگا کہ تمھاری قوم تمکو وطن سے نکالدے گی۔ اور مکہ سے تمھین ہجرت

---

[1] صحیح بخاری۔

[2] بخاری شریف۔

گرنی پڑے گی پھر آپ واپس اپنے مکان پر تشریف لائے[1] پھر آپ پر سورہ فاتحہ نازل ہوئی۔ اور حضرت جبرئیل نے آپ کو نماز پڑھنے کا طریقہ سکھلایا۔ نماز آپ پر ابتدا ہی مین فرض ہوئی ہے۔ گو اوقات خمسہ کا تعین نبوت کے گیارہوین سال ہوا۔[2]

اس کے بعد متواتر آنحضرت صلعم پر وحی نازل ہونی شروع ہوئی اور سورہ مزمل مین آپ کو شب بیداری اور قیام لیل کا حکم ہوا۔ اور سورہ مدثر مین اللہ تعالے نے ان احکام کی تعمیل کیلئے ارشاد فرمایا۔

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ

یعنی اے نبی تو تعمیل احکام کے لئے کھڑا ہوجا اور اپنی قوم کو آنے والے غضب الہی سے ڈرا۔ اور اپنے رب کی عظمت اور کبریائی بیان کر اور اپنا لباس پاک صاف رکھ اور ہر قسم کی خباثت روحانی اور جسمانی سے الگ رہ اور تبلیغ رسالت یا کسی شخص پر احسان اس خیال سے مت کر کہ تجھکو اس کا عوض ملے اور اپنے رب کے لئے تمام دکھ جو اسکے راستہ مین پیش آئین برداشت کر۔[3]

سب سے پہلے آنحضرت صلعم کی نبوت کا اقرار بی بی خدیجہؓ نے کیا۔ خدیجۃ الکبری کے بعد آپ کا غلام زید آپ پر ایمان لایا۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایمان لائے

[1] صحیح بخاری۔

[2] صحیح بخاری۔

[3] سورہ مدثر آیت۔ ۱۔ پارہ۔ ۲۹۔

اور پھر حضرت ابوبکر صدیق نے آپ کی نبوت کی تصدیق کی[1] یہان یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ آنحضرت پر آپ کے اہل خاندان کا ابتدا ً ایمان لانا بہت بڑی دلیل صداقت کی ہے کیونکہ جو کنبہ کے بڑے اور عمر رسیدہ ہوتے ہین وہ تو اپنی بزرگی کے مقابلہ مین خورد کی باتون کو بحقارت دیکھتے ہین جیسا کہ ابوجہل اور ابولہب کے حال سے ظاہر ہے۔ یا بلحاظ اپنی بزرگی کے ننگ و عار سمجھتے ہین جیسا کہ ابوطالب کے قول سے ظاہر ہے۔ اور ہمعمر لوگ ہمسری کے مدعی اور عیب جو ہوتے ہین اور کم سن لوگون مین انجام بینی نہایت کم ہوتی ہے پس یہی وجہہ تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کوئی بنی اسرائیل ایمان نہین لایا جب تک موسیٰ علیہ السلام کے پے در پے معجزون کو اور فرعون کو غرق ہوتے نہ دیکھ لیا۔ مسیح علیہ السلام کے دعوی نبوت پر خود انکے رشتہ دارون نے انکو مخبوط الحواس سمجھکر گرفتار کرنا چاہا علی ہذا نبیون اور دیگر صالحون و صدیقون کی بھی یہی کیفیت رہی ہے چنانچہ مسٹر کارلیل صاحب اپنے دوسرے لکچر مین لکھتے ہین کہ محمد صلعم صاحب کا تمام حوصلہ یہی تھا کہ راست بازی سے دنیا مین گذران کرین انکا شہرہ جمیل یعنی انکی جان پہچان والون کا حسن ظن ان کے حق مین کافی تھا۔ ابھی وہ کہولت کے سن تک نہ پہونچنے پائے تھے کہ انکی تمام خواہشین بجھ گئین تھین اور جو کچھ انکا اس دنیا مین حصہ تھا وہ یہی تھا کہ روز بروز ان مین صلح اور آشتی بڑہتی جاتی تھی۔

زمانہ بعثت سے ہجرت تک کے حالات

شروع شروع مین آنحضرت صلعم پوشیدہ طور پر اسلام کی دعوت کیا

---

[1] صحیح بخاری و مدارج النبوت۔

کرلیتے تھے[1] اور اکثر لوگ آپ پر ایمان لائے - اور جب یہ آیت نازل ہوئی

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ[2]	یعنی جو کچھ تجھے حکم ہوتا ہے علانیہ اور صاف صاف بیان کردے -

تب آپ نے اسلام کی دعوت علانیہ ڈنکے کی چوٹ بیان کر کے توحید کی خوبیان - اور بت پرستی اور شرک وکفر کی برائیان بڑے زور شور سے بیان کرنی شروع کین اسبارہ مین آنحضرت صلعم کا جو وعظ ہوتا تھا وہ بڑی فصاحت وبلاغت کے ساتھ بہت اعلیٰ درجہ کا موثر ہوتا تھا - جسے سنکر بڑے بڑے نامی اور مشہور فصحائے عرب دنگ ہوجاتے تھے اور اُسکے پر اثر تاثیر سے متاثر ہوکر اپنی اپنی چارپائیون پر راتون لیٹے ہوئے بت پرستی اور توحید کے معاملہ مین سوچا کرتے تھے - چنانچہ مشہور مورخ ولیم میور صاحب اپنی تاریخ آف محمدی مین لکھتے ہین - چونکہ آنحضرت (صلعم) کو اپنی رسالت کا نہایت قوی ومضبوط اعتقاد تھا اِس لئے آپ کیطرف سے اس دین کی نصیحتون مین بڑی قوت اور شدت ظاہر ہوتی تھی - اور چونکہ فصاحت مین بھی آپ کو کمال تھا - لہذا آپ کا کلام عربی زبان مین نہایت خالص اور بغایت ناصحانہ تھا - آپ کے ملکہ زبان آوری نے روحانی حقیقتون کو عالم تصویر بنادیا آپ کے زندہ خیالات نے قیامت اور روز جزا اور نعمائے بہشت اور عذاب جہنم کو سامعین کے نہایت قریب تر بلکہ پیش نظر کر دکھلایا تھا - معمولی گفتگو مین آپ کا کلام مفصل اور قوی تھا مگر ہنگام وعظ آپ کی آنکھین سرخ اور آواز بھاری اور بلند ہوجاتی تھی اور تمام جسم آپکا ایسی

---

[1] دیکھو صحیح بخاری ومدارج النبوۃ وطبری وابوالفدا -

[2] سورۃ الحجر رکوع ۶ - پارہ ۱۴ -

حالت جوش وخروش مین ہوجاتا تھا کہ گویا آپ لوگون کو کسی غنیم کے آنے کی خبر دیتے ہین کہ وہ غنیم دوسرے روز یا اسی شب کو اُن پر آن پڑے گا اور جب حضور علیہ السلام پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ[1] | یعنی اپنے قریبی رشتہ دارون کو بھی غضب الہی سے ڈرا۔

تو آپ نے کھڑے ہوکر اپنے تمام کنبہ کے لوگون کو نام لے لیکر یون سمجھایا کہ اے قریش نیکی کرکر اپنی جانون کو عذاب سے مول لو۔ کوئی چیز تمکو اللہ سے بے پرواہ نہین کرتی اے بنی عبد مناف کوئی چیز تمکو اللہ سے بے پرواہ نہین کرتی اے عباس بیٹے عبد المطلب کے (جو حقیقی چچا حضرت صلعم کے ہین) کوئی چیز تمکو اللہ سے بے پرواہ نہین کرتی۔ اے صفیہ (پھوپھی حضرت صلعم کی) کوئی چیز تمکو اللہ سے بے پرواہ نہین کرتی۔ اے فاطمہ میری بیٹی تو مانگ لے میرے مال سے جو چاہے لیکن کوئی چیز تجھکو اللہ سے بے پرواہ نہین کرتی[2] یعنی رشتہ دار ہونا یا اولاد ہونا بغیر نیک اعمال کے کچھ کام نہ آوے گا۔

اِس کے بعد آنحضرت صلعم نے کوہ صفا پر چڑھکر اپنے قبیلہ کے تمام لوگون کو نام بنام پکارا اور جب سب لوگ حاضر ہو گئے تو آپ نے اُن سے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو اگر مین تمکو اس بات کی خبر دون کہ پس پشت کوہ کے ایک خطرناک دشمن کا لشکر پڑا ہے اور وہ تمپر حملہ کرکے تم کو قتل کیا چاہتا ہے تو تم اس بات کو یقین کروگے یا نہین۔ یہ سُنکر سب نے بالاتفاق کہا کہ ہم ضرور باور کرین گے کیونکہ ہم نے آجتک تیری زبان سے کبھی جھوٹ نہین سُنا۔

---

[1] سورہ شعرا آیت ۲۱۵ رکوع ۱۱ پ ۱۹۔

[2] صحیح بخاری ومدارج النبوۃ۔

حالی

وہ فخر عرب زیب محراب و منبر ۔ تمام اہل مکہ کو ہمراہ لیکر
گیا ایک دن حسب فرمان داور ۔ سوئے دشت اور چڑھ کے کوہ صفا پر
یہ فرمایا سب سے کہ اے آل غالب ۔ سمجھتے ہو تم مجھکو صادق یا کاذب
کہا سب نے قول آجتک کوئی تیرا ۔ کبھی ہم نے جھوٹا سنا اور نہ دیکھا
کہا گر سمجھتے ہو تم مجھکو ایسا ۔ تو باور کروگے اگر مین کہونگا
کہ فوج گران پشت کوہ صفا پر ۔ پڑی ہے کہ لوٹے تمھین گھات پاکر
کہا تیری ہر بات کا یان یقین ہے ۔ کہ بچپن سے صادق ہے اور تو امین ہے
کہا گر میری بات یہ دلنشین ہے ۔ تو سن لو خلاف اسمین اصلا نہین ہے
کہ سب قافلہ یان سے ہے جانے والا ۔ ڈرو اُس سے جو وقت ہے آنے والا
وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی ۔ عرب کی زمین جسنے ساری ہلادی
نئی اک لگن دلمین سب کے لگادی ۔ اک آواز مین سوتی بستی جگادی
پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے ۔ کہ گونج اُٹھے دشت و جبل نام حق سے

چنانچہ آنحضرت صلعم نے نہایت شفقت سے ہمدردانہ الفاظ مین فرمایا۔

اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ[سٰلہ]

مین تم کو اُس عذاب الہی سے جو نمبر وارد ہونے والا ہے۔ اُسکے وارد ہونے سے پہلے ہی ڈراتا ہون۔

اگر خدا پر ایمان لاؤ تو وہ غضب الہی تم سے ٹل جاوے۔ ورنہ سب کے سب ہلاک اور تباہ ہو جاؤگے۔ یہ سنکر سب کفار آپ کو ٹھٹھون مین اڑانے لگے

[سٰلہ] سورۃ سبا پارہ ۲۲ - رکوع ۶ -

اور ابولہب نے جو آپ کا چچا تھا کہا کہ دیوانہ یونہین بکتا ہے اور ساتھ ہی ایک پتھر آپ کے طرف پھینک مارا۔ اور بولا۔

تَبًّا لَّكَ سَائِرَ الْيَوْمِ أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا | سارے دن تجھے خرابی ہو۔ ہمین اسی کام کے لیے بلایا اور اکٹھا کیا تھا۔

اور سب کفار منتشر ہو کر ادھر اُدہر چلے گئے۔

مکہ مین وعظ۔ توحید کا اعلان۔ کفار سے مباحثہ

جب حضور علیہ السلام کا دل و دماغ وحی الٰہی کے نور سے منور ہوا اور آپ تبلیغ رسالت کے لئے مامور من اللہ ہوئے تو آپ کے علم اور حکمت فطرتی مین علم الٰہی کے پرتو سے ایک اور صداقت کی روح پڑ گئی پھر تو آپ کی حکیمانہ باتین (حدیث) اور مدبرانہ رائین آفتاب کی مانند دنیا کو منور کرنے والی اپنی روشن شعاعون کے (اثر) سے نوع انسان کے دلون سے بیجا۔ حب دنیا۔ ظلمت۔ شرک۔ کفر الحاد۔ دہریت کے آثار محو کرنے اور مٹانے لگین اور علم الٰہی کی شعاعین جنکو وحی کہتے ہین آپ کے قلب مجلّی پر روز افزون پرتو فگن تھین اور اور جو رحم و غضب الٰہی اور نعمائے بہشت و عذاب جہنم کا تصور خیالی تھا وہ بدیہی طور پر متشکل ہو کر مشاہدات مین آنے لگا اور آپ کے سینہ فیض عرفان گنجینہ مین اسرار خفیہ کی نسبت علم الیقین کا درجہ حق الیقین کے مرتبہ تک پہونچگیا[1]

عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ۝ ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَىٰ ۝ وَهُوَ بِالْأُفُقِ[2] | سکھایا اُسکو بڑی طاقت والے نے بڑے جگرے کا تھا۔ پس پورا نظر آیا اور اب وہ

---

[1] مدارج النبوۃ و مواہب لدنیہ

[2] سورہ النجم پارہ ۲۷۔ آیت ۵۔ لغایۃ ۷۔

(اعلیٰ درجہ کا ڈگری یافتہ) بلند کنارے پر ہے۔	الاَعلیٰ[ٹ]

حضور علیہ السلام کو یہ کمال علم عطا کیے جانے کے بعد اُسی معلم حقیقی کی بارگاہ صمدیت سے یہ حکم ہوا۔

اپنے رب کی راہ کیطرف حکمت اور اچھی وعظ سے (لوگون کو) بلاؤ اور اُن سے پسندیدہ طرز سے مباحثہ کر تیرا رب اُنھین بھی خوب جانتا ہے جو اُسکی راہ سے بھٹک گئے اور وہ راہ پانے والون کو بھی جانتا ہے۔	[ل]اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝

جب آپ پر سورہ مدثر نازل ہوئی تو آپ نے حسب ارشاد خداوندی اپنے کاروبار دنیاوی کو خیرباد کہا اور مکہ (مرکز عالم) مین وعظ توحید کے لئے کھڑے ہوئے اور جیسا کہ وحی الہی کا منشا ہے تمام جہان کو قیامت تک کے واسطے مخاطب کر کے فرمایا۔

اے لوگو۔ مین تم سب کیطرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہون۔	[ع]يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ۝

لوگو تم کو چاہیئے کہ تم سب ملکر نہایت خلوص دل سے اپنے معبود حقیقی کی عبادت کرو

حالی

زبان اور دل کی شہادت کے لایق اُسی کی ہے سرکار خدمت کے لایق	کہ ہے ذات واحد عبادت کے لایق اُسی کے ہین فرمان اطاعت کے لایق

[ل] سورہ نحل آیت ۱۲۵۔ پ ۱۴۔ رکوع ۱۶

[ع] سورہ اعراف رکوع ۲۰ پارہ ۹۔

لگاؤ تو لو اپنی اُس سے لگاؤ
جھکاؤ تو سر اُس کے آگے جھکاؤ

اُسی پر بھروسہ ہمیشہ کرو تم
اُسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم

اُسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم
اُسی کی طلب مین مرو جب مرو تم

مبرا ہے شرکت سے اُسکی خدائی
نہین اُسکے آگے کسیکی رسائی

جہاندار مغلوب و مقہور ہین واں
مہ و مہر ادنےٰ سے مزدور ہین واں

خرد اور ادراک رنجور ہین واں
نبی اور صدیق مجبور ہین واں

نہ پرسش ہے رہبان و احبار کی واں
نہ پرواہ ہے ابرار و احرار کی واں

حضور علیہ السلام کے بیان مین ہر قسم کے وعظ و مباحثہ کی بنیاد وحی الٰہی پر تھی یعنی جو کچھہ حکم بارگاہ ایزدی سے آپ کو پہونچتا تھا وہی لوگون کو پڑھہ سناتے تھے[1] اُسی بیان کا نام حسب آیت موصوفہ آپ کا وعظ اور مباحثہ ہے آپ کے وعظ و پند مین توحید کا اعلان۔ شرک کی بُرائی۔ بتون کی مذمت بت پرستون کی تکذیب۔ خدائے واحد کا منتقم و منعم حقیقی ہونا انسان پر اُسکے انعامات اور احسانات کا مذکور ہولناک حادثات اور واقعات زمانہ مین خدا کی شان قہاری کا ظہور اور اُسکے عدل و رحم کی وسعت کا بیان اس خوبی اور خوش اسلوبی سے ہوتا تھا کہ سامعین سنکر دنگ رہجاتے اور اُسکی پر اثر تاثیر سے متاثر ہوکر موافق لوگون مین خوف و رجا سے ایمانی ترقی کے آثار نمایان ہوتے اور مخالفین مین ایک تعجب اور تہلکہ بپا ہوتا اور وہ آپ کے بیان فیض ترجمان کو جادو سے تعبیر کرتے[2]

قرآن مجید مین کوئی واقعہ یا حادثہ قصہ کے طور پر نہین بلکہ محض خدا کی عظمت

[1] سورہ والنجم پارہ - ۲۷ -

[2] سورہ ص ایت - ۳ - پارہ - ۲۳ -

اور کبریائی اور اُسکے رحم وقہر اور احسانات وانعامات اور دنیا کی بے ثباتی دکھلانا مقصود ہے اور جہان کوئی واقعہ یاحادثہ مذکور ہوا ہے۔ وہان بار بار خدا کی عظمت اور علوشان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کیونکہ جس جگہہ کوئی خوفناک واقعہ یاحادثہ مذکور ہے وہان خدا کے قہر وغضب سے تنبیہہ ہوتی ہے اور جہان کہین کسی عمدہ حالت کا بیان ہے وہان تھوڑی دور پر خداوند رحمان کی رحمت وانعامات کی وسعت کا بیان ہوتا جاتا ہے اور اگر کسی جگہہ مصنوعات قدرتی کا کچھہ ذکر ہے تو وہان اُسی شے کے وجود کو صانع عالم کی موجودگی کی دلیل گردانکر اُس واجب الوجود ہستی کو بمقابلہ خیال دہریت کے ثابت کیا گیا ہے۔

غرضکہ حضور علیہ السلام واعظ حق[ه] کا کامل وعظ تو قرآن مجید مین ہے جسکو شوق ہو بطور خود اپنی آنکھون سے دیکھے زبان سے پڑھے کانون سے سُنے دل سے سمجھے۔ دماغ سے سوچے۔ لیکن یہان ہم نہایت اختصار کے ساتھہ کچھہ کیفیت آپکے وعظ کی لکھتے ہین۔

ابطال شرک وبت پرستی

عرب کی خطرناک بت پرستی اور اُسکے عرب مین رائج ہونے کا اصلی سبب رسالہ ہذا مین ہم پہلے بیان کرچکے ہین۔ چونکہ وحی الہی جو حضور علیہ السلام پر نازل ہوتی تھی اُسکا روے سخن تمام بنی آدم کی جانب ہے اسلئے ہم اس موقعہ پر تمام عالم کی بت پرستی اور اُسکے رائج ہونے کی کیفیت لکھتے ہین سرسید احمد خانصاحب مرحوم نے اپنی کتاب خطبات احمدیہ کے خطبہ سوم مین ابتداے خیال بت پرستان ورواج بت پرستی کے بارہ مین ایک

[ه] دیکھو بشارت - ۱۵ -

مضمون نہایت قابلیت سے لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے۔ کہ توریت مین
جو بیان انسان کے پیدا ہونے کا اور اُسکے بعد بابل مین زبانون کے مختلف
ہونے اور آدمیون کے روئے زمین پر پھیل جانے کا ہے اُسیکو ہم اس بحث
کا ابتدائی مقام فرض کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اگرچہ عبادت الٰہی کی سادگی
اور یکرنگی (شریعت آدم وشیث کے بموجب) اُسوقت تک قایم اور جاری
رہی ہوگی جبکہ انسان تعداد مین کم اور ایک محدود مقام مین رہتے تھے لیکن
جب وہ زیادہ وسیع ملکون مین پھیل گئے جنکی آب وہوا اور ملک کی بناوٹ
مختلف تھی تو اُنکے دلون کو نئے اور عجیب خیالات نے ہر ایک بات
کی نسبت گھیر لیا۔ خصوصاً اُس وجود (باریتعالیٰ) کی ماہیت کی نسبت جسکی
عظمت اور کبریائی کے جلوے نیک یا بدخوف وہراس سے اُنکو تسلیم کرنے
پڑے۔ وہ لوگ اُن قدرتی ظہور کے طبعی اسباب سے محض ناواقف تھے جنکے دیکھنے
سے ایک تربیت یافتہ آدمی کے دلمین بھی خوف وہراس پیدا ہوتا ہے۔
جیسے زلزلون کا آنا۔ زمین کا دھنس جانا۔ یا پھٹ جانا۔ دریاؤن کا جوش۔
سمندرون کا تلاطم وخروش۔ پہاڑون کی ہیبت ناک شکلین اور رفعت اور
بادلون کی کثرت۔ رعد کی کڑک۔ بجلی کی چمک۔ اور اُسکے گرنے سے مرگ
مفاجات وبربادی۔ تیز ہواؤن اور آندھیون سے خوف ناک طوفانون کا
واقع ہونا وغیرہ۔ اسلئے اُنھون نے اُن سب کامون کو ایسے مختلف وجودون
کے کام تصور کئے جنکو وہ اپنے آپسے بدرجہا اعلیٰ اور زبردست خیال کرتے تھے
اور بوجہ غیر ظاہر ہونے کے اُن وجودون کو اور بھی خوف ناک تصور کرنے
لگے آدمی ازروے اپنی خلقت اور جبلت کے مذہب کو ماننے والا پیدا ہوا
ہے اگر وہ معبود حقیقی سے ناواقف ہوگا۔ تو اپنے لئے معبود مجازی بنا لیگا۔ کیونکہ

وہ خطرون اور مشکلات مین گھرا ہوا ہے۔ اور قدرت کی عظیم الشان طاقتون
کو اپنے ارد گرد کام مین مشغول و عمل کنندہ دیکھتا ہے جسکی وجہ سے اُسے خوف
و رجا پیدا ہوتے ہین۔ اسلیئے انسان کے دل مین یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ وہ اپنے
سے کسی زیادہ طاقتور شے سے تعلق پیدا کرے جسپر کہ وہ تکیہ اور بھروسہ
کر سکے ابتدا مین صرف یہی ایک طریقہ قدرت کے کامونکو ذہن نشین کرنے اور
سمجھنے کا تھا کیونکہ طبعی اسباب کا تصور ابتدا مین نہ تھا۔ پس انسان نے
قدرت کے بڑے بڑے مصنوعات کو جنھین متحرک اور عمل کنندہ پایا اُنھین مثل
اپنی بارادہ طبیعت اور ذی روح و ذی فہم سمجھکر مہربان اور غصہ ہونے والی ہستی
ٹھیرالیا اور بذریعہ التجاؤن اور نذر و نیاز کے اُنکو اپنے اوپر مہربان کرنے یا اُنکا
غصہ دور کرنے کی کوشش مین پڑگیا اور اس نیت سے کہ اپنی دعائین۔ اور
التجائین ایک ظاہری شکل مین کر سکے اُسکو اپنی خیالی چیزون کے مجسم کرنے
کے واسطے نقاشی اور مصوری۔ و سنگ تراشی عمل مین لانی پڑی اور اپنی دلی
توہمات کی بناؤن پر بت تراشے اور قایم کیئے اسیطرح اُن لوگون کے نام کے
بھی بت رکھے گئے جو اپنے ملک اور قوم کی خیر خواہی مین کار ہائے نمایان کر کے بذریعہ
شاعرون کے عجیب گیتون اور وحشیانہ نظمون کے مشہور اور معروف ہوئے ہین
ہم بیان بشارات کے شروع مین یہ بتلا چکے ہین کہ مرکز کا محیط پر اور محیط کا مرکز پر
اثر ہونا لازمی ہے اس اصول پر عرب مین بھی آفتاب ماہتاب ۔سیارہ۔ بروج
ملائکہ۔ ارواح۔ اور نامی گرامی اشخاص کی پرستش ہونے لگی اور اُنکے نام کے
علیحدہ علیحدہ بت رکھے گئے۔ مگر ابتدا مین اولاد یقطان اور اولاد حضرت اسمعیل
کا جو عرب العاربہ اور عرب المستعاربہ کے نام سے مشہور ہین [1] اپنے بتون کی

[1] ابوالفدا و خطبات احمدیہ صفحہ ۲۱۰ لغایت ۲۲۳۔

نسبت صرف یہی اعتقاد اور خیال تھا کہ وہ اپنے پرستش کنندہ کو ہر قسم
کی دنیاوی دولت و آسایش عطا کرتے ہین اور اُن مصیبتون کو دور کرتے
ہین جو اُنکے پوجنے والون پر نازل ہونے والی ہوتی ہین اور بتون اور
اشیار کی پرستش ترک کردینے کی سزا اُنکے اعتقاد مین افلاس۔ بیماری
لاولدی۔ اور عبرت انگیز موت ہوتی تھی۔

لیکن جبکہ زمانہ بڑہتا گیا۔ جبکہ تہذیب شایستگی کو ترقی ہوئی گئی۔ جبکہ راستے
پرامن اور آمدرفت کی راہین آسان ہوتی گئین اور ایک دوسرے سے
راہ و رسم اور ملاقی ہونے کا زیادہ اتفاق ہوتا گیا۔ یہان تک کہ اپنے
خیالات اور اپنی رایون۔ اور اپنے اعتقاد کا تبادلہ کرنے کے قابل ہوئے
تو اہل عرب نے بھی اپنے معبودان مجازی کو الوہیت کا رتبہ دیدیا اور اُنھین
کی خوشنودی پر اپنی روحانی خوشیان اور نجات آخروی کو منحصر کرکے
اُنکو عقبی[1] کے اختیارات کلی دیدئے۔ اور دین ابراہیمی کو بدل ڈالا۔ پھر وہ
متبرک شہر مکہ (ام القری) جسکے با امن ہونے کے لئے حضرت ابراہیم خلیل اللہ
نے بارگاہ مجیب الدعوات مین دعا کی تھی[1] بت پرستون کا جائے مولد و مسکن
ہوگیا اور خانہ خدا جو خالص عبادت الہی کے لئے حضرت ابراہیم و اسمعیل علیہم
السلام کے مبارک ہاتھون سے تعمیر ہوا تھا۔[2] ایک بت کدہ بنگیا اور مکہ کی پاک
زمین مین شرک۔ کفر۔ الحاد۔ دہریت وغیرہم بیدینی کی روئین چل پڑین اور
اُنھون نے محیط عالم ہوکر اپنی زبردست طاقت اور کمال عروج کے مقابلہ مین
دین انبیا علیہم السلام کو جو بذریعہ وحی کے تعلیم ہوا تھا نہایت کمزوری کی حالت مین

---

[1] - سورہ ابراہیم آیت ۱۵ - پارہ ۱۳ -

[2] - سورہ بقر آیت ۱۲۷ - پارہ اول واخبار مکہ ازرقی -

پہونچا دیا تھا۔

ایسی خطرناک بت پرستی اور تمام جہان کے مشرکین و کفار کے خیال شرک کی یکایک مخالفت کر کے ایک یکہ و تنہا شخص (آنحضرت صلعم) کا شرک و دہریت کے استیصال پر آمادہ ہونا کچھ آسان کام نہین تھا کیونکہ یہ وہ مخالفت ہے کہ جسمین حضرت نوح علیہ السلام [1] بالضعف پنجاہ سالہ [2] کوشش مین ناکام رہے اور اُنکی قوم اپنے وہم اور گمان کی متابعت مین طوفان کے نذر ہوگئی [3] یہ وہ مخالفت ہے کہ حضرت ہود اور صالح علیہم السلام اپنی ناکامی پر کف افسوس ملتے رہے اور قوم عاد و ثمود اپنے خیال کی پختگی پر برابر اڑے رہے گو اُنکے آثار تک دنیا سے مٹ گئے [4] یہ وہ مخالفت ہے کہ حضرت ابراہیم سے مواحد آگ مین ڈالے گئے گو قدرت کے زبردست ہاتھون نے اُنکو بچا لیا [5]۔ یہ وہ مخالفت ہے کہ حضرت موسیٰ کے سخت جہاد قہر الٰہی کے نمونہ کے مقابل بھی بدستور قایم رہی [6]۔ حتی کہ خود بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کی چندروزہ عدم موجودگی

---

[1] صحیفہ یسعا و یرمیہ و تاریخ موشیم صاحب۔

[2] حضرت نوح کی عمر ۹۵۰ برس کی ہوئی۔ جب حضرت نوح ۶۰۰ برس کے تھے طوفان واقع ہوا۔ اُس کے بعد ۳۵۰ برس اور زندہ رہے اور غالباً آپ نے ۵۰ برس کی عمر مین وعظ شروع کیا ہوگا اس لئے آپ کا وعظ آپ کی قوم مین ہونا ۵۵۰ برس تک قیاس کیا جا سکتا ہے۔

[3] سورۃ الشعراء پارہ ۱۹۔

[4] ایضاً

[5] ایضاً

[6] کتاب خروج و کتاب یوشع و تاریخ اول۔

مین بچھڑہ کی پوجا شروع کردی[1] اور بعد حضرت موسیٰ کے مشرک و بت پرست ہوگئے[2] یہ وہ مخالفت ہے کہ جسمین حضرت داؤد کے وسیع ملک محروسہ مین کبھی امن قایم نہونے دیا اور حضرت ممدوح کی تمام عمر معرکہ آرایون مین گذری[3] یہ وہ مخالفت ہے کہ جسکا حضرت سلیمان باوجود جن و انس محکوم ہونے کے کچھ انسداد نہ کرسکے۔ اسی مخالفت نے حضرت ذکریا کے سر پر آرہ چلایا اور حضرت یحیی کو قتل کرایا۔ اور بیت المقدس مین جہان کبوتر فروشی تک ممنوع تھی وہان سور کی قربانی ہوئی ہے اور بنی اسرائیل کے گھرانے کے خاتم الانبیاء مسیح ابن مریم کو صلیب پر چڑھایا اور باب نبوت بنی اسرائیل کے خاتمہ پر مسیح کے خون کی مہر کردی[4] بالآخر اسی مخالفت اور خیال باطلہ مشرکین سے نبی الموعود صلی اللہ علیہ وسلم کو سابقہ پڑا کہ ابتدائی مرحلہ مین سخت سخت تکالیف اٹھائین اور حضرت عمر رضہ سے جان نثار فخر قریش نے اپنی بہادری کے جوش اور لات و عزیٰ کی حمایت مین قبل از قبول اسلام امین عرب کے قتل پر کمر باندھی[6] لیکن اب مشیت ایزدی کے ظہور کا وہ زمانہ آن پہونچا کہ جسکی طرف

---

[1] سورہ بقر پارہ اول و کتاب خروج باب آیۃ۔

[2] کتاب القضات۔

[3] کتاب دویم صموئیل و کتاب اول سلاطین۔

[4] کتاب سلاطین اول و دویم و کتاب عزرا و تواریخ دویم۔

[5] تفسیر انجیل متی سید احمد خان مرحوم باب آیت۔

[6] تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۔

[7] انجیل متی باب آیت وانجیل لوقا و انجیل یوحنا

[8] مدارج النبوت و صحیح بخاری۔

حدیث خیر القرون قرنی مین اشارہ ہے۔ اس لئے مشیّت ایزدی یہ ہوئی کہ جسطرح محیط کا اثر (شرک کفر) مرکز پر ہوا اسیطرح مرکز کا اثر نیک محیط موثر ہو اور اُس مخالفت قدیم کا خاتمہ ہو کر کعبۃ اللہ کے قایم مقام مسجدین روئے زمین پر اعلان توحید کے لئے جا بجا ہر ایک شہر و قصبہ مین تعمیر ہون[1] اور کعبۃ اللہ بتون سے اور مکہ بت پرستون سے پاک ہو اور دین انبیا علیہم السلام تمام ادیان باطلہ پر غالب آوے۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ	وہ ذات پاک ہے جسنے بھیجا رسول اپنے کو ساتھ ہدایت اور دین حق کے کہ غالب کرے اسکو تمام دینون پر اگرچہ ناخوش ہون مشرک۔

چنانچہ حضور علیہ السلام واعظ حق نہایت استقلال کے ساتھ مرکز عالم (مکہ) مین کھڑے ہوئے اور تمام مشرکین و کفار کو حسب منشاء وحی الٰہی کے مخاطب کر کے فرمایا[2]

اَلَمْ تَرَ وْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا	اے لوگو کیا تم نہین دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے مفت تمہاری خدمت مین لگا دیا جو کچھ آسمانون اور زمین مین ہے۔

یعنی تمام اجرام فلکی اور اجسام و اشیاء زمینی جو تمہارے اردگرد تمکو نظر آتین یا تمہاری نظرون سے مخفی ہین سب کو خدا تعالیٰ نے فائدہ رسان یا تمہاری ماتحت یا خادم۔ یا تمہارے کار آمد بنائے ہین بالعکس انھین کو تمنے تو اپنا معبود ٹھیرا لیا

[1] دیکھو جامع حقایق یقین کتاب ظفر مبین۔

[2] سورہ صف آیت ۹۔ رکوع ۱۔ پ ۲۸۔

اور دیدہ و دانستہ اپنے معبود حقیقی کا کفران نعمت کر رہے ہو۔ حالانکہ تم کو باتباع اپنی فطرت کے ایسا کرنا نہیں چاہئے تھا۔ لو سوچو اور ان بدیہات پر غور کرو کہ تمام مصنوعات قدرتی کیا اجرام سماویہ اور کیا آب۔ آتش۔ ہوا۔ روشنی۔ اندھیرا۔ ابر۔ اور اشیاء زمینی جمادات۔ نباتات۔ حیوانات۔ وغیرہم سب کے سب انسان کے کارآمد اور انسانی ضرورتوں کے پورا کرنے والی چیزیں ہیں اور انسانی ہستی کسی مخلوق کے کام آنے والی چیز نہیں ہے اور یہ مشاہدہ ہے کیونکہ اگر آفتاب نہ ہو یا اسکی مختلف دوروں اور حرارت سے انسان مستفیض نہ ہو تو وہ زندہ نہیں رہ سکتا اور اگر ماہتاب نہ ہو یا اسکی ٹھنڈی روشنی اور مختلف دوروں سے انسانی ہستی استفادہ حاصل نہ کرے تو وہ قایم نہیں رہ سکتی اسیطرح ستاروں اور سیاروں کے اثرات مختلفہ مدبرات عالم حیات اور نشو و نما جسم انسانی کیلیے ممد و معاون ہیں [۱] اگر زمین نہ ہو تو انسان مجموعۂ ذرات ترابی کے کہیں ٹھیرنے کا ٹھکانا ہی نہیں۔ اگر پانی نہ ہو تو انسانی بقا معدوم اور اگر ہوا نہ ہو یا مخالف ہو تو چراغ حیات گل۔ اگر نباتات نہ ہو تو رگِ حیات منقطع۔ اگر حیوانات نہ ہوں تو انواع و اقسام انسانی آرام ندارد۔ علی ہذا یوں ہی اشیاء قدرتی پر غور اور مشاہدہ کرتے چلے جاؤ ذرات ترابی اور حشرات الارض سے لیکر فلک الافلاک تک اشیاء مادی اور غیر مادی کو انسانی ضرورتوں کے پورا کرنے والی چیزیں پاؤ گے ان چیزوں میں سے کسی ایک ادنی چیز کا نہ ہونا بھی کسی نہ کسی اہم ضرورت انسانی میں ہرج ہوگا لیکن انسان کے نہ ہونے سے کسی مخلوق کا کچھ بھی ہرج نہیں ہے یہ نظارہ اور مشاہدہ اشیاء قدرتی کا اس بات پر شاہد ہے کہ اس خلاق مطلق نے انسان

[۱] تفسیر ابن کثیر سورہ والذاریات زیر لفظ مدبرات۔

کو محض اپنا فرمانبردار بندہ اور اپنی قدرتون اور حکمتون کا ایک تماشائی اور شناسا بنایا ہے اور یہی انسانی شرف اور بزرگی ہے جسکی بنا پر وہ اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے علاوہ ازین سنو کہ یہ شرف اور بزرگی بھی تو مخلوق مادی مین سے صرف تمھارے ہی باپ آدم صفی اللہ کو بارگاہ صمدیت سے عطا ہوئی ہے۔

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ[1]	جب کہا تمھارے پروردگار نے فرشتون کو مین بناتا ہون ایک آدمی مٹی گوندھی ہوئی سے۔ پھر جب بنا چکون ٹھیک اور پھونکون اُسمین اپنی روح پھر گر پڑو سجدہ کرتے ہوے۔

پس فرشتون نے بھی تمھارے باپ آدم صفی اللہ کو سجدہ کیا یہ انسانی شرف اور بزرگی تو فطرتاً اسبات کی متقاضی ہے کہ تمام مصنوعات قدرتی سے جو فوائد انسان کو حاصل ہین اُن سے مستفید ہو کر وہ اُن کے بنانے والے کا مشکور اور ممنون احسان ہوتا۔ اِس تقدیر پر چاہیے کہ تم سب ملکر۔

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا[2]	اللہ تعالیٰ کو ایسا یاد کرو کہ جیسا تم اپنے باپون کو یاد کرتے ہو۔

مگر لوگو تم ایسا نہین کرتے اور اپنی فطرت کے خلاف اپنی نادانی سے عالم اسباب کے پُر پیچ بھنور مین پھنسکر اِس آیت شریف کے مصداق ہو گئے۔

وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا[3]	اور جس نے اللہ تعالیٰ سے شرک کیا وہ سخت گمراہ ہوا۔

[1] سورہ ص۔ آیت۔ ۷۱۔ ۷۲۔ رکوع ۵ پارہ ۲۳۔

[2] سورہ بقر رکوع۔ ۲۵ پارہ دوم

[3] سورہ نساء پارہ۔ ۵۔ رکوع۔ ۱۵۔

لوگو تم اپنی خطاکاری اور سیہ کاری پر نادم اور شرمندہ ہو کر نہایت عاجزی کے ساتھ خلوص دل سے بارگاہ صمدیت مین اپنے باپ آدم اور مان حوا کی مانند گڑگڑا کر عرض کرو۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ[1]	اے رب ہمارے ہمنے زیادتی کی اپنی جانون پر اور اگر تو نہ بخشے ہمکو اور ہمپر رحم نہ کرے تو ہو جاوینگے ہم نامرادون سے۔

کیونکہ اپنے معبود اور مالک حقیقی کے روبرو سچے دل سے اپنے قصورون اور خطاؤن کا اقرار کرکے معافی چاہنا ہی مغفرت کی پہلی سیڑھی ہے اور یہ ہی ہمارے باپ حضرت آدم صفی اسکی سنت ہے۔

فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ[2]	پھر سیکھ لین آدم نے اپنے رب سے کئی باتین پھر متوجہ ہوا اسپر بے شک وہی ہے معاف کرنے والا مہربان۔

یہی وہ باتین ہین جو مین تمکو سکھلانے اور رحم الٰہی کی امید دلانے اور غضب الٰہی سے ڈرانے کے لئے منجانب اللہ تعالیٰ کے مبعوث ہوا ہون اور مجموعہ ہدایات قرآن مجید تمہاری زبان عربی مین تمہاری ہدایت کیواسطے لایا ہون۔

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا[3]	یہ قرآن عربی زبان مین ہے اسلئے کہ تو (اے پیغمبر) ان لوگون کو ڈراوے جو اس شہر (مکہ) مین رہتے ہین جو تمام شہرون کے مربی مان ہے۔ اور ان تک بھی نافرمانی کا ڈر پہونچاوے جو اس شہر کے گرد (تمام دنیا مین) رہتے ہین۔

رکوع ۱

[1] سورہ اعراف آیت ۲۳۔ رکوع ۲ سپ ۸۔ [2] سورہ بقر پارہ اول رکوع ۴ [3] سورہ الشوریٰ پارہ ۲۵۔

لوسنو اور اپنی مشرکانہ حالت اور شرک کے انجام پر غور کرو۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰٓی اِثْمًا عَظِیْمًا[1]

جان لو جسکا نام ہے اللہ ہر برائی سے پاک ہر ایک کامل صفت سے موصوف وہ یہ گناہ تو کبھی نہ بخشیگا کہ اُسکا کوئی شریک ٹہیرایا جاوے یا کسی عبادت مین کسیکو اُسکا ساجھی بنایا جاوے یا ذات مین اُسکا ہم پلہ سمجھا یا صفات مین ہمتا خیال کیا جاوے اور شرک کے نیچے کے گناہ سکو معاف کردیگا۔ جسکے لئے اپنے رحم سے چاہے جسنے کوئی شرک کیا اُس نے بڑی بھاری بدی کا طوفان باندھا۔

اِنَّہٗ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ وَمَاْوٰىہُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ[2]

بات یہ ہے کہ جس نے کسی چیز کو کسی پہلو پر بھی خدا کا شریک بنایا اُسپر اُس معبود نے جو ہر ایک برائی سے پاک اور ہر ایک کامل صفت سے موصوف ہے۔ سچی آرامگاہ کو جسکا نام ہے جنت حرام کردیا ہے۔ اور ایسے بدکار کا ٹھکانہ وہ آگ ہے جسے دوزخ کہتے ہین اُن ظالمون کا۔ جو رزق کسیکا کھاتے ہین۔ اور فرمانبردار کسی دوسرے کے ہین۔ مخلوق کسیکی۔ اور مطیع کسیکے کوئی بھی حامی نہوگا۔

[1] سورہ نسا، آیت ۴۸۔ رکوع ۷۔ پارہ ۵۔

[2] سورہ مائدہ پارہ ۶۔ رکوع ۱۰۔

یہ آیات کریمہ سنکر مشرک اپنے دلون مین کہنے لگے۔

سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن شَيْءٍ [1]

وہ بول اُٹھے اگر اللہ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادے نہ تو شرک کرتے اور نہ کسی شے کو حرام کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے دلون کا حال آیت موصوفہ بالا کے ذریعہ آنحضرت صلعم کے دل پر منکشف کر کے فرمایا۔

كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا [2]

ان سے پہلون نے بھی ایسا ہی کہا تھا یہانتک کہ ہماری (دار وگیگی) سزا کا مزا چکھا

اور ارشاد فرمایا کہ اے نبی تو ان مشرکین خود پسند لوگون سے کہدے۔

فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ [3]

زمین مین (پھر کر) سیر و سیاحت کرو پہر دیکھو (صادقون) کے جھٹلانے والون کا انجام کیا ہوا

او حق کے مخالفو باطل کے شیدا نا عاقبت اندیش لوگو تم ہی تو بتلاؤ۔ وہ نوح ؑ کے مخالف کج بحثی کرنے والے۔ [4] احکام کے منکر۔ یغوث۔ ود۔ سواع۔ نصر۔ وغیرہ بتون کے حامی کدہر گئے کچھ کھوج تو لگاؤ کہ کیا ہوئے اب تو تاریخ بھی اُن کی تشخیص سے ساقط ہے لیکن اسلئے کہ تم اُس سے ہدایت پکڑو کہ اُن منکرون پر اُس بڈھے نبی نوح کی یہ بددعا اپنا اثر کر گئی۔

---

[1] سورہ انعام پارہ ۔ ۸ ۔ رکوع ۔ ۱۸ ۔

[3] سورہ آل عمران آیت ۱۳۷ رکوع ۔ پارہ ۴ ۔

[4] سورہ ہود ۔ رکوع ۔ ۴ ۔

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا[۱]	اے رب مت چھوڑ اس زمین پر کافرونکا ایک گھر بسنے والا-

اور صابر نوح کے صبر پر رحمت الٰہی نے پانی کو اس خدمت پر مامور کیا کہ اُس نے نوح اور اُسکے تابعین کو معہ جہاز کے یکایک جوش سے اپنے کندہون پر اُٹھالیا اور خدا کی علوشان اور قدرت کی وسعت کا تماشا دکھاکر ساحل نجات پر پہونچایا- دوسری طرف اُسی پانی کو جو مدار حیات ہے غضب الٰہی نے ایک ایسی مہیب شکل (طوفان) بخشی کہ نوح کے دشمنون یہی نہین راستی کے مخالفون حق کا مقابلہ کرنے والون کو اُنکی شرارت اور بدکرداری کے بدلہ جہنم مین پہونچا دیا-

فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ٥ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِيْنَ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ط[۲]	پھر بچالیا ہمنے اُسے (نوح کو) اور اُسکے ساتھ والون کو بھری کشتی مین اور غرق کردیا اُسکے پیچھے اُن سب باقی رہے ہوؤن کو لاریب اس قصہ مین ایک نشان معجزہ ہے-

اور وہ یہ کہ-

وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ٥[۳]	آخر کار کامیابی خدا کے پاس پرہیزگارون ہی کا حصہ ہے-

یہی قاعدہ قدرت یا عادت اللہ ہمیشہ سے معیار صداقت رہا اور ہے- اور رہیگا- غور تو کرو لوط علیہ السلام کی صحت بخش اور نجات دہ نصیحتون پر کان نہ کہنے والے وضع الٰہی کے دشمن فطرت کی مخالفت مین قوائے مردانگی کو برباد کرنیوالے

---

[۱] سورہ نوح رکوع ۲- پارہ- ۲۹-

[۲] سورہ شعرا آیت ۱۲۰- ۱۲۱- پ ۱۹- رکوع ۶- ۲-

[۳] سورہ الزخرف پارہ- ۲۵- رکوع ۶- ۳-

موذی کدھر گئے جنکا نام و نشان تک معلوم نہین صرف اُنکی بستی کی یہی خبر ہے۔

جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا [1] | انکو ہمنے تہ و بالا کر دیا۔

اسیطرح سورہ شعرا وغیرہ مین قوم عاد کا ہود علیہ السلام سے مقابلہ اور قوم ہود کا حضرت صالح سے جھگڑہ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے قصص مذکور ہین۔ اُنمین انبیاء علیہم السلام کی اپنے دعوے مین سچائی اور کامیابی اور برعکس اُسکے اُنکے مخالفون کے بیوجہ حملون اور مخالفت کا آخری نتیجہ اور دائمی ثمرہ بتلایا جاکر ہر قصہ کے اخیر مین وارد ہے۔

إِنَّ فِي ذَالِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ [2] | اس قصہ مین لاریب ایک نشان معجزہ ہے۔ اور اکثر نہین مانتے۔

جس سے مقصود یہ ہے

وَالْآخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ [3] | یعنی آخرکار کامیابی خدا کے پاس پرہیزگارون کا ہی حصہ ہے۔

اسی قاعدہ قدرت کے بموجب مجھکو اے میری قوم قریش یہ ڈر ہے کہ کہین تم بھی امم سابقہ کے مانند اپنی نافرمانی کی وجہ سے غضب الہی مین گرفتار ہو کر تباہ و برباد نہ ہو جاؤ۔ اسلئے مین تمکو قہر الہی سے ڈراتا اور تمکو یہ سمجھاتا ہون کہ تم اُسی موحد تمام مواحدین کے جد اعلیٰ میرے باپ ابراہیم کی اولاد ہو جسنے توحید کے اقرار اور بت شکنی کے صلہ مین یہ برکت اور عزت پائی۔

قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَى إِبْرَاهِيمَ [4] | (اللہ تعالیٰ) کہا اے آگ تو ابراہیم پر سرد اور سلامتی والی ہو جا۔

---

[1] سورہ ہود پارہ ۱۲ رکوع ۷ [2] سورہ شعرا آیت ۱۰۴ پارہ ۱۹ رکوع ۹

[4] سورہ انبیاء آیت ۶۹ رکوع ۔ پ ۱۷ [3] سورہ زخرف رکوع ۳ پارہ ۲۵

اسلیے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا قصہ تمکو سناتا ہون کیونکہ مجھے یہ حکم ہے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا ‎

بیان کر دے اِس کتاب (قرآن مجید) مین ابراہیم کا قصہ کہ بلاشک وہ راست باز نبی تھا۔

لو نہایت غور سے سنو۔

[۱] إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنكَ شَيْئًا ‎ يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ‎ يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ ۖ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ عَصِيًّا ‎ يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا ‎ قَالَ أَرَاغِبٌ أَنتَ عَنْ آلِهَتِي يَا إِبْرَاهِيمُ ۖ لَئِن لَّمْ تَنتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ ۖ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا ‎ قَالَ سَلَامٌ عَلَيْكَ

ابراہیم نے اپنے باپ (تارح) کو کہا اے پیارے باپ تو کیون بتون کی پرستش کرتا ہے۔ وہ تو تمہاری دعاؤن کو سُنتے نہین۔ اور تمہاری حالت کو دیکھتے نہین۔ اور اگر دیکھتے اور سُنتے بھی تو تمہاری کچھ بھی حاجت برآری نہین کر سکتے۔ میرے پیارے باپ مجھے تو خدا پرستی کے فواید کی سمجھ ہے مجھے معلوم ہے کہ بت پرستی ہماری حالت تمدنی و اخلاقی وغیرہ وغیرہ مین سخت مضر ہے۔ مگر افسوس تجھے ان باتون کی خبر نہین۔ بس تجھے چاہیئے کہ میرا کہا مان۔ مین تجھے سیدھی راہ بتلا دونگا۔ اے میرے پیارے باپ نافرمان اور رحمت الٰہی سے دور شیطان کی فرمانبرداری مت کر۔ شیطان تو رحمٰن جیسے محسن کا نافرمان ہے۔ میرے پیارے باپ بیشک مجھے تو ڈر ہے

[۱] سورہ مریم آیت ۴۱ - رکوع ۶ - پارہ ۱۶ -

سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّیْ ط

کہ تجھے رحمن بھی عذاب دے اور تو شیطان کا ساتھی ہو جاوے - ابراہیم کے باپ نے جواب دیا - کیا تو ہمارے بتون سے پھر گیا - اگر تو اپنے خیال اور اعتقاد سے نہ ٹلا تو مین تجھے سنگسار کرونگا - پس چاہئے کہ تو مجھسے کہین بچکر چلا جا - ابراہیم نے کہا تجھے برے اعتقاد سے سلامتی رہے - میری طرف سے تجھے دکھ نہ پہونچے مین تو بہرحال اپنے رب سے تیرے لیے معافی مانگونگا

جسطرح حضرت ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم کو شرک کی ممانعت کی تھی اُسی طرح تمکو سمجھاتا اور برے اعتقاد اور گمراہی سے بچاتا ہون تاکہ تم لوگ اپنے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے طریقہ پر۔

وَمَنْ یَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ [۱]

اور ابراہیم کی سنت سے وہی منہ پھیرتا ہے جسنے اپنے تئین بیوقوف بنایا۔

اور وہ طریقہ سنت ابراہیمی یہ ہے۔

وَلَقَدِ اصْطَفَیْنٰهُ فِی الدُّنْیَا وَاِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَوَصّٰی بِهَا اِبْرٰهٖمُ بَنِیْهِ وَیَعْقُوْبُ یٰبَنِیَّ [۲]

اور ہمنے (یعنی اللہ تعالیٰ نے) تو اُس ابراہیم کو دنیا مین چن لیا اور انجام مین وہ نیکو کارون مین ہے جب اُسکو (ابراہیم کو) اُسکے رب نے کہا فرمانبردار ہوجا - اُسنے کہا مین رب العالمین کا فرمانبردار ہوا - اور ابراہیم اور یعقوب نے اپنی اولاد کو وصیت کی

[۱] سورہ بقر آیت ۱۳۰ - رکوع ۱۶ - پ اول -

[۲] سورہ بقر آیت ۱۳۱ - ۱۳۲ - رکوع ۱۶ پ اول -

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ	کی کہ اے میرے بیٹو اللہ نے یہ دین (اسلام) تمھارے لیے چُن لیا تم فرمانبرداری الٰہی ہی پر مرنا۔

اے لوگو تم سب کو چاہیے کہ اپنے جداعلیٰ ابراہیم کی اِس وصیت پر عمل کر کے سنت ابراہیمی کو اختیار کرو کیونکہ مواحد اور بت شکن کے بیٹے مشرک اور بت پرست نہین ہونے چاہئین۔ یہ سنکر سرغنائے کفار و مشرکین کہنے لگے کہ تیرے تمام ڈراوے اور چاپلوسی کی باتین اپنے بتون کے برخلاف ہم ہرگز ماننے والے نہین ہین۔ تجھکو چاہیئے کہ اگر تو اپنے قول مین سچا ہے تو نوح اور لوط کی طرح ہم پر عذاب اپنے خدا کے پاس سے مانگ لا۔ ۱ؔ

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اے لوگو مین اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر رحمت بھیجا گیا ہون۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ نہ واسطے بددعا کے اور اِس متبرک شہر مکہ معظمہ پر حضرت خلیل اللہ کی مقبول دعا کے خلاف کوئی عذاب نازل نہین ہوسکتا۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۲ؔ	اور کہا ابراہیم نے اس شہر (مکہ) کو اے رب میرے باامن بنانا اور مجھے اور میری اولاد کو بتون کے پوجنے سے بچائے رکھنا۔ اے رب میرے ان بتون نے بہتیرے لوگون کو گمراہ کر دیا۔

اے مشرکین و کفار مکہ سوچو تو سہی کہ کیا مین بھی تمھاری طرح سے نادان ہون کہ جسطرح

۱ؔ سورہ بنی اسرائیل پارہ - ۱۵-

۲ؔ سورہ ابراہیم آیت ۳۵ و ۳۶ پ ۱۳- رکوع ۱۶-

ستمنے اپنی جہالت اور نادانی سے اپنے دادا ابراہیم کی مقبول دعا کے خلاف خانہ خدا اور مکہ مین سیکڑون بت قایم کر لئے اور خود مشرک و ناخلف ہو گئے

فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ[1]	پھر اُنکے بعد ایسے جانشین پیدا ہوئے جنہون نے عبادت الٰہی کو ترک کیا اور خواہشات کے پیچھے پڑ گئے۔

حاشا وکلا مجھسے تو یہ ناشایستہ حرکت ہرگز نہین ہو سکتی کہ اس متبرک شہر مکہ اور ابراہیم کی ذریت کے حق مین بد دعا کرون۔ بلکہ شبانہ روز درگاہ خداوندی مین۔ مین تو یہی دعا کرتا ہون اور کرتا رہونگا۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا۔	اے خدا تو معاف کرنے والا ہے۔ عفو کو دوست رکھتا ہے ہم (بنی اسمعیلیون) سے درگذر فرما۔

جب حضور علیہ السلام کے اخلاق حمیدہ اور دلربا طرز بیان اور آیات الٰہی کی صداقت بھری ہدایتون کے اثر سے متاثر ہو کر۔ مشرکین وکفار کے دل اسلام کی جانب مایل ہونے لگے تو ضدی جاہل ابوجہل وغیرہ سرداران کفار مکہ حیران ہو کر بولے۔

وَعَجِبُوا اَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِنْهُمْ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ[2]	اور وہ حیران ہوئے کہ انہین مین سے اُنکے پاس ایک ڈرانے والا آیا۔ اور اُن منکرون نے کہا یہ جھوٹا جادوگر ہے۔

اور انھون نے اپنے تابعین شیاطین ناحق شناس لوگون کو سمجھایا۔

---

[1] سورہ مریم پارہ ۱۶۔ رکوع ۴

[2] سورہ ص آیت ۔۳۔ رکوع ۱۔ پارہ ۲۳

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۔ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓی اٰلِهَتِكُمْ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ[1]	دیکھو تو اس (محمد) نے متعدد معبودون کو ایک ہی معبود بناڈالا یہ تو اچھنبے کی سی بات ہے اور اُنکے سردار (اُٹھین) یہ کہتے ہوئے چلے کہ چلو اپنے معبودون پر پکے رہو ۔ کیونکہ یہ ایک بات ہے جسکا منشا کچھ اور ہے ۔ ہمنے پچھلے دین مین یہ بات نہین سُنی یہ تو کچھ گھڑت سی معلوم ہوتی ہے ۔

مکہ والون کی یہ حالت دیکھکر آنحضرت صلعم کو ایک گونہ رنج ہوا ۔ اوا اپنے کام تبلیغ مین اسپنے بیان فیض ترجمان کی کمزوری خیال کرکے اپنے دل ہی دل مین مشرکین کفار کی حالت پر افسوس کرنے لگے تو آپ کی تشفی خاطر بارگاہ صمدیت سے یون کیگئی ۔

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰی مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓی اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِیْنَ	بلاشک جھٹلائے گئے رسل تجھسے پہلے پھر صبر کیا اُنہون نے تکذیب پر اور دکھ دیئے گئے ۔ یہان تک کہ آئی اُنکے پاس مدد ہماری اور الٰہی باتین کوئی نہین بدل سکتا اور بلاشک آچکی خبر تجھے پہلے رسولون کی ۔

اے حبیب تجھے چاہئے کہ حسب احکام سورہ مدثر تعمیل کئے چلا جا ۔ تجھے تیری کوششون مین کامیاب کرنا ہمارے قبضۂ قدرت مین ہے ۔ اور تو اپنے نافہم مکذبین بیوجہ تکذیب کرنے والون سے کہدے ۔

وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ[3]	ہمین اُن خاص نشانون کے بھیجنے سے ۔

---

[1] سورہ ص ۔ آیت ۴ لغایۃ ۶ ۔ پارہ ۔ ۲۳ ۔

[2] سورہ انعام پارہ ۔ ۷ ۔ رکوع ۴ [3] سورہ بنی اسرائیل پارہ ۔ ۱۵ ۔ رکوع ۶ ۔

اِلَّا اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ط	(جو حسب الطلب قوم نوح اور لوط پر بھیجے گئے اب بھی) کوئی امر مانع نہین - مگر یہ کہ اُن نشانون کو اگلون نے جھٹلایا -

اے منکرو اپنے پاک ہادی کے مخالفو تم میرے اور اپنے درمیان اُس فیصلہ آسمانی کی توقع مت رکھو کہ جو نوح اور قوم نوح اور لوط اور قوم لوط اور ہود اور صالح اور قوم عاد و ثمود مین باہم ہو چکا ہے یاد رکھو کہ مین منجانب اللہ تعالی مثل موسی مبعوث ہوا ہون اور یہ میری بعثت کی سند ہے -

اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ط فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ه فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ -	ہمنے ہی بھیجا تمہاری طرف رسول نگران تم پر جیسے بھیجا تھا فرعون کیطرف رسول - پھر جب نافرمانی کی فرعون نے اُس رسول کی تو سخت پکڑ لیا ہمنے اُسکو - پھر تم اس رسول کے منکر ہوئے تو کیونکر بچو گے -

جسطرح میرے بھائی موسی نے محض اس خیال سے کہ جس بادشاہ کی رعیت ہو کر رہے اُس سے بغاوت اور سرکشی کرنا ایمان والون کے طریق تمدن سے بعید اور عند اللہ گناہ عظیم ہے - فرعون سے کہا تھا -

فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ۥ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ	بنی اسرائیل میری قوم کو میرے ہمراہ کردے اور اُنھین دکھ نہ دے -

اسیطرح مین بھی او فرعونی گروہ تم سے بہ نرمی کہتا ہون کہ تم اہل اسلام کو جو اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان لائے ہین دُکھ نہ دو - اپنی خام خیالیون اور فرعونی حرکتون

ؔلہ سورہ مزمل آیت ۱۵ و ۱۶ - رکوع اول - پارہ - ۲۹ -

؎۲ سورہ طہ پارہ ۱۶ - پارہ ۲۹ - رکوع ۶ - ۲ -

سے باز آؤ۔ اور اپنی جمعیت اور قوت کے بھروسہ پر مغرور ہوکر اپنے آپکو ہمیشہ کے لئے مکہ کے والی کعبۃ اللہ کے متولی سرزمین مکہ کے مالک مت سمجھو۔ کیونکہ اب وہ وقت آگیا ہے جسکی حضرت ابراہیم و اسمعیل نے آرزو کرکے یہ دعا کی تھی۔

وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَٰهِيمُ ٱلْقَوَاعِدَ مِنَ ٱلْبَيْتِ وَإِسْمَٰعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ إِنَّكَ أَنتَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ۝ رَبَّنَا وَٱجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِن ذُرِّيَّتِنَآ أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَآ إِنَّكَ أَنتَ ٱلتَّوَّابُ ٱلرَّحِيمُ ۝[1]

اور جب ابراہیم اور اسمعیل کعبہ کی بنیاد اٹھا رہے تھے کہتے تھے اے ہمارے مولا تو ہم سے (اسکو) قبول کر تو ہی سنتا ہے۔ اور جانتا ہے۔ اے مولا ہمارے ہمکو اپنا فرمانبردار بندہ بنا۔ اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک گروہ کو اپنا تابعدار کیجو۔ اور تو ہمکو ہماری عبادت کے طریقے بتا اور تو ہم پر رحم فرما تو ہی ہے بڑا رحم کرنے والا مہربان۔

اور میں ہی وہ موعود رسول ہوں جسکی بشارتیں انبیاء سابقین دیتے چلے آئے ہیں۔ اور حضرت ابراہیم نے یہ دعا فرمائی تھی۔

رَبَّنَا وَٱبْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا۟ عَلَيْهِمْ ءَايَٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ ٱلْكِتَٰبَ وَٱلْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ ٱلْحَكِيمُ ۝[2]

اے ہمارے مولا تو ان میں انھیں میں سے ایک رسول پیدا کیجو جو انکو تیری آیتیں پڑھکر سنادے اور کتاب (آسمانی) اور نیک اخلاق انکو سکھا دے اور انکو پاک

[1] سورہ بقر آیت ۔ ۱۲۷-۱۲۸ ۔ پ اول ۔ رکوع ۔ ۱۵۔
[2] سورہ بقر آیت ۱۲۹ ۔ پ اول ۔ رکوع ۔ ۱۵۔

الْحَكِيْمُ ۝	صاف کرے بیشک تو غالب (اور) بڑی حکمت والا ہے۔

پس اے لوگو تم سب کو لازم ہے کہ میری حمایت مین آنکر اسلام (ابراہیمی ملت) کے حلقہ بگوش ہو۔ اور کتاب الہی جو مجھپر نازل ہوئی ہے اُسکے مطابق عملدرآمد کرو۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ	اور یہ بابرکت کتاب اسے ہمنے ہی اُتارا۔ پس اسکے مطابق عملدرآمد کرو۔ اور اپنے آپکو نافرمانی کے بدنتائج سے بچائے رکھو تو کہ رحم پاؤ۔ یہ بابرکت کتاب تمہین اسلیئے دیگئی ہے کہ کہین یہ نہ کہدو کہ الہی کتاب ہم سے پہلے دو گروہ (یہود و عیسائیون) کو اُتاری گئی جسکے علم سے ہم بے خبر تھے یا یہ نہ کہدو کہ اگر ہمین الہی کتاب ملتی تو ہم پہلون سے زیادہ راستی کی راہ پر چلتے پس سنو تمہارے رب کیطرف سے تمہین کھلی مفصل کتاب ملی ہے جو رہنما اور رحمت ہے۔

اے مشرکین کفار مکہ شرک و کفر کو چھوڑو اور مواحدین بنو اور اپنے جد اعلی حضرت ابراہیم کی ملت کے پابند ہو کر الہی کتاب پر عملدرآمد کرو۔ محض سلسلہ نسب کچھ کام نہ آویگا۔[1] یہ سنکر مشرکین مکہ کہنے لگے۔

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ	اور اُنھون نے کہا یہ قرآن مکہ اور طائف کے کسی بڑے آدمی پر کیون نہ اُترا۔

[1] سورہ انعام پارہ ۸۔ رکوع ۲۰۔ [2] سورہ زخرف۔ رکوع ۳ پارہ ۲۵۔

تو اُستکے جواب مین اُنکو کہا گیا۔[1]

أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ

قرآن کا نازل ہونا قرآن کا لانیوالا ہونا تو اللہ کا فضل ہے۔ کیا (وہ) اتنا بھی نہین جانتے کہ دنیا کے گذارہ مین بھی ہمنے ہی تقسیم کر رکھی ہے اور بعض کو بعض پر مختلف درجون کے فضایل دیکر عزت بخشی ہے تو کہ ایک دوسرے کے کام آوین۔ جب ظاہری دنیا و دولت کی تقسیم تم لوگون کی تجویزون پر منحصر نہین تو نبوت والا تو ان تمام چیزون سے بڑہکر ہے جسکو (او لوگو) تم جمع کرتے ہو۔ کیا اس رحمت وفضل کو لوگو (تم) اپنی ناقص عقل پر تقسیم کرنا چاہتے ہو (ایسا ہرگز نہین ہو سکتا)

اور لوگو تمہارا یہ خیال کہ بحیثیت دنیاوی مال و متاع کے اس رسول کے پاس کچھہ نہین وہی فرعونی خیال ہے۔ جیسا کہ موسیٰ کی نسبت فرعون نے کہا تھا۔[2]

فَلَوْلَا أُلْقِيَ عَلَيْهِ أَسْوِرَةٌ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلٰئِكَةُ مُقْتَرِنِينَ

بہلا کیون نہ ڈالے گئے اُسکو سونے کے کنگن اور نہ آئے اُسکے ساتھہ فرشتے پرا باندہ کر۔

لیکن پھر دیکھو انجام کار اس تحقیر اور تذلیل کا نتیجہ کیا ہوا۔

---

[1] سورہ الزخرف پارہ ۲۵ - رکوع ۳ -

[2] سورہ زخرف - رکوع ۵ - پارہ ۲۵ -

[1] وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بَارَكْنَا فِيْهَا وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ

اور ہمنے مالک بنایا موسیٰ کی ضعیف قوم کو مبارک ملک شام کی تمام زمین کا۔ اور پوری ہوئی اچھی بات تیرے رب کی بنی اسرائیل پر۔ اسلئے کہ وہ صابر ہوئے اور خراب کیا اُسے جسے بنایا فرعون اور اُسکی قوم نے۔

پس یاد رکھو او منکرو اپنے پاک محسن و ہادی کے دشمنون تم بھی اپنی شرارت و بدکرداری کی وجہ سے کبھی الٰہی طاقت کا مقابلہ نہ کر سکوگے اور نہ اُسکی دست برد سے بچوگے۔ تمکو چاہیے اُس سے پہلے کہ تم پر شکست پر شکست اور نامردی کے ساتھ فراری کا عذاب وارد ہو اور تم اپنے پرحسرت دل اور نمناک آنکھون کے سامنے دنیائے دنی کی بیمروتی دیکھو اور سیدھے جہنم کیطرف ہانکے جاؤ میری متابعت اور اسلام کی حمایت مین پناہ پکڑو۔ کیونکہ مجھسے اسلامیون کی دنیاوی عزت کی نسبت اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے۔

[2] وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ط

وعدہ دے چکا اللہ تعالیٰ تم مین سے اُن لوگون کو۔ جو ایمان لاے اور کام کئے اُنھون نے اچھے۔ ضرور خلیفہ کردیگا اُنکو اُس خاص زمین مین جسکا وعدہ (ابراہیم سے ہوا) جیسے خلیفہ بنایا اُن (بنی اسرائیل) کو جو ان اسلامیون سے پہلے تھے۔ اور طاقت بخشیگا اُنہین اِس دین (اسلام) کی (دنیا)

[1] سورہ اعراف پارہ ۹ - رکوع ۱۶ - [2] سورہ نور - پارہ ۱۸ - رکوع ۷ -

مین پہیلانے کی جو اللہ نے اُنکے لئے پسند کیا اور ضرور ہی بدل دیگا اُنھین خوف کے بعد امن سے ۔

اور اے مشرکین مکہ چند واقعات گذشتہ (اصحاب فیل ابرابہۃ الاشرم وغیرہ) کی بنا پر تمہارا یہ خیال کہ مکہ مین ہمارے بت ایسے زبردست ہین جو ہمکو مکہ پر فتحیاب نہین ہونے دیتے ۔ بالکل غلط ہے ۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی وہی مقبول دعا ہر زمانہ گذشتہ مین مخالفان کعبہ کے مقابل ہو کر مکہ اور کعبۃ اللہ کی مخالفت مین برابر الٰہی کرشمے دکھلاتی رہی ہے ۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ؕ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۙ وَّ اَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۙ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ[1]

کیا تم نے (اسبات پر) نظر نہین کی کہ تمہارے پروردگار نے ہاتھی والون کے ساتھ کیسا (برتاؤ) کیا ۔ اُسنے اُونکے (تمام) داؤ غلط کردئے اور اُنپر جھنڈ کے جھنڈ پرند بھیجے جو اُنپر کنکر کی پتھریان (اوپر سے) پھینکتے تھے یہانتک کہ اُنکو کھائی ہوئی خوید کی طرح تباہ کردیا ۔

اور تمہارے بت تو ایسے کمزور اور ناتوان ہین جیسا کہ اللہ تعالیٰ اس مثال مین فرماتا ہے ،

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ

لوگو ایک مثال بیان کیجاتی ہے ۔ تاکہ اُسکو کان لگا کر سنو ۔ کہ خدا کے سوا جن جن معبودون کو تم پکارتے ہو (وہ) ایک مکھی (بھی) پیدا نہین کرسکتے اگرچہ اُسکے پیدا کرنے کیلئے

[1] سورہ فیل ۔ پارہ ۳۰ ۔ ۔ ۵۲ سورہ حج رکوع ۱۰ ۔ پارہ ۱۷

الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝

سب کے سب اکھٹے (بھی کیون نہ) ہو جائین اور اگر مکھی اُن سے چھین لی جائے تو اُس سے اُسکو (وہ) چھوڑا نہین سکتے (کیسے بودے یا بت) جو (مکھی) کے پیچھے پڑین (اور اُسکو پکڑ نہ سکین) اور (کیسی) بودی وہ بیچاری (مکھی) جسکا پیچھا کیا جاوے (پھر بھی ہاتھہ نہ آوے) اِن لوگون نے خدا کی جیسی قدر جاننی چاہیے تھی جانی ہی نہین۔ (ورنہ) اللہ تو بڑا زبردست (اور سب پر غالب ہے۔

او۔ نادانون۔ مشرکو تمہاری نادانی تو بتون کے معاملہ مین حد سے زیادہ بڑھ گئی تاہم تم اپنے بتون کی اصلی حقیقت حال پر غور تو کرو۔

لہ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا۔

(او مشرکو) خدا کے سوا جنکو (اپنی مدد کیلئے) بلاتے ہو (وہ بھی) تم جیسے (مخلوق) بندے ہین۔ تو اُنکو بلا دیکھو اگر تم سچے ہو۔ تو وہ تمہاری فریاد کو پہونچینگے کیا اُن (بتون) کے ایسے پاؤن ہین (جن سے چلتے ہین) کیا اُن کے ایسے ہاتھہ ہین (جن سے چیزون کو پکڑتے ہین) یا اُنکی ایسی آنکھین جن سے دیکھتے ہین یا اُنکے ایسے کان ہین جن سے سنتے ہین۔

لہ سورہ اعراف پارہ ۹۔ رکوع ۲۴

اور اسیطرح اِسی سلسلہ مین قوم صابئی سیارہ پرستون کو مخاطب کر کے فرمایا۔

[1] وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝	اور اُسکی نشانیون سے ہے رات دن سورج اور چاند۔ مت سجدہ کرو سورج اور چاند۔ (وغیرہ ستارون) کو بلکہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرو جس نے اُنھین پیدا کیا اگر تم اُسی کی عبادت کرتے ہو۔

تمام مشرکین حضور علیہ السلام واعظ حق کے مقابلہ مین عاجز ہو کر بولے یہ بت وغیرہ جن کی ہم عبادت کرتے ہین۔ خدا کے پاس ہمارے سفارشی ہین تو وہین اُنکو متنبہ فرمایا۔

[2] وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ۔	اور ڈرو اُس دن سے کہ کوئی جی کسی جی کے کام نہ آویگا اور نہ اُس کی سفارش منظور کیجائیگی اور نہ اُس سے کوئی رشوت لیجائیگی اور نہ وہ مدد دیے جائینگے۔

اے لوگو تم اپنے معبودان مجازی کی پرستش ترک کرو۔ اور شرک سے باز آؤ اور اُس معبود حقیقی کی عبادت کرو۔

[3] هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ۔	وہ وہ اللہ ہے اُسکے سوا کوئی معبود نہین بادشاہ قدوس سلام

[1] سورہ سجدہ پارہ ۲۴۔ رکوع ۵۔

[2] سورہ بقر پارہ اول۔ رکوع ۶۔

[3] سورہ حشر آیت ۲۳۔ پارہ ۲۸۔ رکوع ۳۶۔

اور اُسکی صفت یہ ہے۔

إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنتُمْ۔

اللہ ہر شے پر محیط ہے اور وہ۔ جہان تم ہو تمہارے ساتھ ہے۔

فیز یہ کہ۔

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا۔

آنکھین اُسکو ادراک نہین کر سکتین اور وہ آنکھون کو ادراک کرتا ہے اور (تم) علم سے اُسکا احاطہ نہین کر سکتے۔

اور وہ ہمہ صفت موصوف ہر ایک کمال مین بڑھا ہوا ہے۔

اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَن ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِندَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ

اللہ اُسکے سوا کوئی معبود نہین وہ حی قیوم ہے اُسکو اونگھہ اور نیند نہین آتی۔ آسمان و زمین مین جو کچھہ ہے اُسیکا ہے کون اُسکے پاس اُسکے اذن بغیر شفیع ہو سکتا ہے۔ (کوئی نہین) (وہ) جانتا ہے جو کچھہ اُسکے سامنے اور پیچھے ہے اور اُسکے علم سے کسیقدر کا احاطہ کر نہین سکتے۔ مگر جتنا وہ خود چاہے۔ اُسکا تخت آسمان اور زمین پر پھیل گیا ہے اور ان۔ (آسمان و زمین) کی نگہبانی سے وہ تھک نہین جاتا۔ اور بلند اور بزرگ ہے۔

یہ تمام صفات اُسی ذات پاک وحدہ لاشریک کے بے مثل و بے نمون

ھ سورہ بقر آیت ۲۵۵ رکوع ۳۴ پارہ ۔ ۳ ۔

ہین - لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ اگر اسکے سوا خدائی مین اور بھی خدا یا چند خدا مانے جاوین تو۔

لَوْ كَانَ فِيْهِمَا آلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ؎ -	اگر آسمان اور زمین - مین ایک خدا کے سوا اور بھی خدا ہوتے تو یہ دونون تباہ و برباد ہوتے -

یہ آیت توحید کی دلیل قطعی ہے اور اس دلیل کی بنا بالکل معقول پر ہے -
دیکھو تفسیر کبیر - تفسیر تحت آیت موصوفہ -

استیصال دہریت

صحف انبیا علیہم السلام مین وجود حق سبحانہ تعالیٰ کا ذکر ضرور تھا اور ہے -
لیکن وجود صانع عالم پر کوئی دلیل معقول موجود نہ تھی - اسلئے کہ تکمیل دین الٰہی
جو بتدریج شروع ہوئی تھی وہ بوجہ ناقابلیت عقول انسانیہ کے ، بذریعہ انبیاء
علیہم السلام کے ہر زمانہ کی حالت کے موافق پوری ہوتی گئی - چنانچہ توریت
مقدس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ سے اولوالعزم پیغمبر کی معرفت
بھی جو بنی اسرائیل کو سمجھایا گیا تو بمقدار انکی عقلون اور فہم اور سمجھ کے یہی
حکم ہوا کہ تم اگر خدائے واحد کی پرستش اور نیک عمل کروگے تو خدا بارش کریگا
تمہارے کھیتون مین اناج اور تمہارے دشمن (بت پرست وغیرہ قومین)
تمپر غالب نہ آوینگی اور قحط کی مصیبت اور وباؤن کے عذاب نہ پڑینگے -
مگر کسی جگہہ حقایق و دقایق کا بیان یا اثبات وجود باری کی عقلی دلایل موجود نہین
ہین - اسلئے جبکہ زمانہ علوم عقلیہ مین ترقی کرتا گیا تو بت پرستون مین ایک اور
گروہ دہریون کا پیدا ہوا ؎ - اور جہالت کو عقلی پیرایہ مین ترقی ہوتی گئی حتی کہ لوگ

؎ سورہ انبیا - رکوع ۲ - پارہ - ۱۷ - ؎ دیکھو تاریخ ہند و تاریخ یونان -

وجود باری سے منکر قدرت الہ اور الہی طاقتون اور معجزات انبیا علیہم السلام
سے انکاری ہوکر بت پرستی کو طفلانہ حرکات اور اخبار وحی وہدایات
الہامی کو محض خام خیالی سمجھنے لگے - اور یہ نامعقول فرقہ دہریت کا بت پرستون
کیطرح غالباً قیامت تک رہیگا - جسکی تکذیب وتردید لازمی تھی - کیونکہ اب دین
الہی کی تکمیل نبی الموعود صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اللہ تعالی نے کردی -

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا[۱]

آج کے دن مین نے (اللہ تعالی نے) تمہارا دین تمہارے واسطے کامل کردیا اور اپنا فضل تمپر پورا کیا - اور دین اسلام تمہارے لئے پسند کیا -

غرضیکہ علوم طبیعات - منطق وغیرہ کی نشو ونما نے دہریت کو اور بھی رونق
اور جلا دیدی اور یہ وبائی دہریت رفتہ رفتہ محیط عالم ہوگئی - اسلئے وحی الہی نے
حضور علیہ السلام کے دل ودماغ مین قدرتی فلسفہ کے ذریعہ سے جدید علم کلام
کی بنیاد استیصال دہریت کیلئے ایسے رکھی کہ جس نے قیامت تک کے
واسطے دہریت کی بیخکنی کردی - چنانچہ حضور علیہ السلام نے انسان کو خود فطرت
انسانیہ پر متوجہ کرکے اُنکو وہ عہد الست یاد دلایا جو باہم اُنکے اور اُنکے خالق کے
یوم ازل مین ہوچکا ہے - اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ آیا نہین ہون مین رب تمہارا قالوا[۲] بلی
کہا ہان - یعنی ارواحون نے خداوند عالم سے یہ اقرار کیا کہ تو پروردگار ہمارا ہے
اس عہد الست پر خود فطرت انسانی شاہد ہے - کیونکہ انسان کسی قوم اور فرقہ
کا خواہ بڑے سے بڑا دہریہ ہی کیون نہ ہو - اُسکے دل مین بھی ہمیشہ یہ خیال
موجود ہوتا ہے کہ کوئی ایسی زبردست طاقت میری نظرون سے مخفی ضرور

[۱] سورہ مائدہ - آیت - ۳ - پ - ۶ - رکوع - اول -

موجود ہے جسکے ہاتھہ مین اِس عالم کے تمام کارخانہ کی کل ہے۔ خواہ وہ اُس طاقت وقدرت کو علت العلل کہے یا اُسکا نام علتِ فاعلی رکھے یا پرکرتی کے نام سے موسوم کرے یا اُسکو روح اعظم سے تعبیر کرے۔ یہ خیال انسان کی طبیعت مین ایسا مخمر ہے کہ جہان بچہ نے کچھہ سدہ بدہ حاصل کی فوراً اُس کے دل مین یہہ خیال آموجود ہوا کہ تیرے مان باپ سے اور دیگر مربیون سے علیحدہ کوئی اور پیدا کرنے والا اور پالنے والا موجود ہے خواہ وہ بعد مین اپنے آبائی اور قومی خیال کے مطابق اپنا رب مخلوق مین سے کسی ناقص شے کو سمجھنے لگے مگر اِس سمجھنے پر ہرگز تسلی نہین ہو سکتی۔ اور بار بار اُسکی طبیعت کو وہی عہد الست مجبور کرتا رہتا ہے۔ چنانچہ جو جس کسیکا معتقد ہے وہ اپنے اُن معتقدات سے بڑہکر اور کسی بالاتر معبود کا متلاشی رہتا ہے اور ہم صاف دیکھتے ہین کہ انسان اپنے معبودان مجازی کے تعلق معبودیت کو تباہی جہاز کے موقعہ پر یا شدت درد مین۔ یا مرض الموت مین یا اِسی قسم کے کسی اور حادثہ وسانحے مین نہایت کمزور اور فانی تعلق سمجھکر بے تابانہ حالت مین اُسے تاثیر عہد الست سے مجبور ہوکر اپنے معبود حقیقی ہی سے لو لگاکر محض اُسی کے فضل پر بہروسہ کرلیتا ہے۔ چنانچہ اِس فطرتی نظارہ کی نسبت اور عادت جبلی کیطرف اشارہ کیا۔

کَلَّاۤ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِیَ۝ وَقِیۡلَ مَنۡ رَاقٍ۝ وَّظَنَّ اَنَّہُ الۡفِرَاقُ۝ وَالۡتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ۝ اِلٰی رَبِّکَ یَوۡمَئِذِ نِالۡمَسَاقُ۝[ل]	ایسا نہ ہوگا۔ جسوقت سانس ہنسلی تک پہنچ جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کون افسوس کرنے والا ہے (جو اسے اب بچائے) اور (مریض) یقین کرتا ہے کہ اب جدائی کا وقت اور سخت گہبراہٹ اُسپر طاری ہوتی ہے۔

[ل] سورہ قیامت آیت ۲۷-۲۸-۲۹-۳۰- پارہ ۲۹- رکوع- اول-

اُسوقت چلنا تیرے رب کیطرف ہے۔

جسطرح عہد الست کی یاددہانی خود تمہاری فطرت مین موجود ہے۔ اور وہ لمحہ بلمحہ تمہارے دلون کی توجہ کو معبود حقیقی کے منعم و منتقم ہونے کیطرف معطوف کررہی ہے۔ اسیطرح تمہاری پیدایش۔ تمہاری بناوٹ۔ تمہاری نشوونما۔ تمہاری حیات۔ تمہاری موت۔ تمہاری جسمی بال بال اور ترابی ذرہ ذرہ ہرایک وجود بصورت حال صانع عالم کے وجود پر شاہد ہے۔ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ اس اجمال کی تفصیل مین فرمایا۔

لَقَدْ خَلَقْنٰکُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰکُمْ — تحقیق ہمنے تمکو پیدا کیا۔ پھر تمکو (ایک قاعدہ مقررہ پر) (اچھی صورتمین دین)

گیا بلا موجودگی صانع عالم کے کوئی کام قاعدہ مقررہ پر اس ترتیب اور خوش اسلوبی کے ساتھ ہوسکتا ہے ہرگز نہین۔ ہرگز نہین۔

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً — اے لوگو ڈرو اپنے رب سے جسنے تمکو ایک نفس (آدم) سے پیدا کیا اور اُس سے اسکی زوجہ پیدا کی۔ اور پھر اُن دونون سے بہت سے مرد اور عورتین زمین پر پھیلائے۔

بتلاؤ تو یہ خدا کے سوا کسکا فعل ہے۔ کسیکا نہین۔

قُلْ ھُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَکُمْ وَجَعَلَ لَکُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ قَلِیْلًا مَّا تَشْکُرُوْنَ ۝ — اللہ وہ ذات پاک ہے جسنے تمہارے سننے کو کان اور دیکھنے کو آنکھین اور سمجھنے کو دل عنایت کیے مگر تم ان نعمتون کا بہت کم شکر کرتے ہو

لہ

ہے سورہ نساء پارہ ۴۔ رکوع ۱۔ ۱۳۔ سورہ ملک آیت ۲۳ رکوع ۲ پارہ ۲۹۔

اس تقدیر مین تمہارے قصوروں کی بنا پر۔

اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَ اَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ	اگر اللہ تعالی تمہارے کان اور تمہاری آنکھین لے لیوے اور تمہارے دلون پر مہر لگا دیوے تو اللہ کے سوا (تبلاؤ) پہر دوسرا کون خدا ہے جو تمکو یہ نعمتین عطا کرے (کوئی نہین) دیکھو (وہ) اپنے وجود اور وحدت کی کسطرح بار بار دلائل بیان کرتا ہے لیکن پہر بھی تم پہرے جاتے ہو۔

تمہاری اس نادانی پر اللہ تعالی ملامتاً فرماتا ہے۔

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ	ہمنے ہی انسان کو نطفہ (ذلیل) سے پیدا کیا پس وہ پیدا ہو کر (ہمین سے) جھگڑنے والا ہو گیا۔

او نادانو اپنی اس نادانی کو کہ اللہ موجود نہین۔ چھوڑو اور غور کرو۔

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْئًا	اور اللہ تعالی نے تمکو تمہارے ماؤن کے پیٹون سے (تمہین اس حالت مین نکالا (کہ) تم کچھ نہین جانتے تھے۔ تم رحم مین پانی اور گوشت و پوست کی حالت مین تھے پہر اسکی قدرت سے عالم و دانا بن گئے۔

۵۱ سورہ مائدہ پارہ۔ ۷۔ ع ۶۔ ۵۔

۵۲ سورہ نحل۔ رکوع۔ ۱۔ پارہ۔ ۱۴۔

۵۳ سورہ نحل۔ ع ۔ ۱۱۔ پارہ۔ ۱۴۔

پس جماد کو ایسا بنا دینا اللہ تعالیٰ کی موجودگی پر آیت و دلیل ہے - پس تمکو چاہیئے کہ -

مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ [1]	اللہ تعالیٰ سے بن دیکھے ڈرو اور (اُس کے موجود ہونے پر یقین لاکر) اُسکی اطاعت مین قلب سلیم کے ساتھ حاضر ہو -

اور نہایت خلوص دل سے گروہ گروہ اکھٹے ہو کر کہو -

[2] فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ	اللہ تعالیٰ کی قدوسیت بیان کرو جب تم شام کرتے ہو اور جب تم صبح کرتے ہو اور اُسی کے لئے حمد ہے آسمانون اور زمین مین اور تیسرے پہر اور جب تم ظہر کرتے ہو

کیونکہ وہ خدائے پاک حمد اور قدوسیت اور فرمانبرداری کا مستحق اور عبادت کے لایق ہے - اُسی نے تمکو پیدا کیا اور وہی تمکو ماریگا - اور پھر قیامت مین جزا و سزا کے لئے زندہ کر کھڑا کریگا -

[3] يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ	اے لوگو اگر تم قیامت کے دن مین شک کرتے ہو تو تم اپنی پیدایش مین فکر کرو - کہ ہمنے تمکو مٹی سے پیدا کیا یعنی تمہارے باپ آدم کو پھر تمہارے سلسلہ پیدایش کو منی - نطفہ - اور خون اور گوشت کے انقلابون سے بنایا پھر کسیکو کامل خلقت بنایا اور کسیکو ناقص تاکہ ہم تمکو اپنی صنعت جتلاوین - اور تم کو

[1] سورہ [2] سورہ روم آیت ۱۷ و ۱۸ پارہ ۲۱ - [3] سورہ حج آیت ۵ - پارہ ۱۷ -

نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا

رحمون مین ایک وقت مقررہ تک ٹہیراتے ہین - پہر تمکو بچے کی حالت مین نکالتے ہین تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچ جاوٗ - اور کوئی تم سے فوت کیا جاتا ہے اور کوئی تم سے ناکارہ عمر کیطرف پہیرایا جاتا ہے - تاکہ جاننے کے بعد پہر بے علم ہوجاوٗ - اور خدا کی قدرت کے قایل ہو - اور اپنے عجز کے مقر بنو -

غرضیکہ یہ نو انقلاب جو آیات موصوفہ مین بیان ہوئے ہین اُنمین سے ہر ایک انقلاب خدا کی ہستی پر دلیل ہے - پہلے یہ کہ انسان اول مٹی سے بنا - دوم یہ کہ کچہہ مدت نطفہ رہا - سوم یہ کہ کچہہ دنون خون کی حالت مین رہا چہارم یہ کہ گوشت کا مضغہ بنا - پنجم یہ کہ کامل پیدا ہوا یا ناقص - ششم یہ کہ رحم مین محفوظ رہا - ہفتم یہ کہ بچہ ہوکر نکلا - ہشتم یہ کہ جوانی کو پہنچا یا درمیان ہین مرا نہم یہ کہ بڑہاپا پایا اور ہر ایک قوت ہستی کو کھو بیٹھا -

اِن آیات کریمہ پر غور کرنے سے انسان کو خود اُسکی فطرتی بناوٹ سے وجود صانع عالم پر بدیہی طور سے یہ شہادت ملتی ہے کہ انسان اپنا خالق آپ نہین - اور نہ اُسکے مان باپ اور خویش و اقارب نے جو اُسکی استعداد کے قریب قریب ہین - اُسکو گہڑکر تیار کیا - وہ اپنی بدصورتی سے خوبصورتی کو بدل نہین سکتا اور نہ اپنے عرض و طول پر متصرفانہ قبض و دخل رکھتا ہے - اور نہ اُسکو یہ معلوم ہے کہ میری حیات کیونکر واقعہ ہوئی اور موت کب آویگی - غرضیکہ اس غریب انسان کو باوجود دعوی ہمہ دانی کے اب تک اپنی بدن کے عجائبات کا بہی پتہ نہین لگا - افعال الاعضاء کے محقق اور علم تشریح کے ماہر

اور علم طبعی کا دم بھرنے والے قوائے انسانیہ کا بیان کرتے کرتے تھک گئے مگر کچھہ بیان نہین کر سکتے اور احاطہ علم الہی سے قطعاً محروم چلدئے اور چلے جارہے ہین۔

آدمی کو از روئے اپنی خلقت کے دو باتین حاصل ہین اول وجود انسانی اور اُسکی بقا۔ دوسرے بقائے نوع جو مرد اور عورت کے ملنے سے حاصل ہوتی ہے پہلی بات کی نسبت فرمایا۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ[1]	اور اُسکی نشانیون سے ہے کہ تمکو مٹی سے پیدا کیا پھر تم اچانک چلتے پھرتے آدمی ہوگئے

حسب آیت موصوفہ۔ انسان اپنی اصل بناوٹ پر بمقدار اپنی عقل اور علم کے نظر غور سے دیکھے کہ وہ مٹی سرد اور خشک کے ذرات سے جسمین نہ حرکت ارادیہ ہے نہ ادراک۔ رنگت مین میلی۔ وزن مین ثقیل۔ کیسی مدرک و متحرک۔ بالارادہ۔ روح بناوے۔ جو کدورتون سے پاک اعلیٰ درجہ کی شفاف وصاف جوہر ہے۔ دیکھو کس تحتانی حالت سے کس بلند درجہ پر پہنچایا پھر کیا وہ زبردست طاقت تمام صفات کاملہ سے موصوف اللہ تعالیٰ۔ موجود نہین ہے۔ بلاشک موجود ہے۔ اور اُسی ہمہ طاقت اور لازوال ہستی کے ید قدرت کا نقش یہ انسان ہے۔ پھر دوسری بات یعنی بقاے نوع اور آرام انسانی کے بارہ مین فرمایا۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً[2]	اور اُسکی نشانیون مین سے ہے۔ کہ تمہین مین سے تمہارے واسطے جوڑا بنایا تاکہ تم اُس سے آرام پکڑو اور تمہارے درمیان دوستی

[1] سورہ روم۔ آیت۔ ۲۰۔ پارہ۔ ۲۰-۶-۲-

[2] سورہ روم۔ آیت۔ ۲۱۔ پارہ۔ ۲۱-۶-۲-

وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ۝	اور محبت ڈالدی - یقیناً اسمین سوچنے والون کیلیے نشانیان ہین -

اسکے بعد پھر زمین و آسمان اور صفات انسانی کو وجود باریتعالیٰ کی دلیل گردانا ہی

وَمِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِکُمْ وَاَلْوَانِکُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ ۝	اور اُسکے نشانون سے ہے پیدا کرنا زمین اور آسمانون کا اور اختلاف تمہاری زبانون اور رنگونکا - یقیناً اسمین عالمون کیلیے نشانیان ہین

اور یاد رہے کہ انسانی صفات ایک تقسیم مین دو قسم کی ہوا کرتی ہین - ایک قسم تو اُسکی اغراض لازمہ - اور دوسری قسم انسان کی اغراض مفارقہ - اغراض لازمہ مین اُسکی رنگت - بول چال - اشکال - خطوط ہین - ان ترابی ذرات سے مختلف انسان - اگر ایک ہی رنگت - ایک ہی آواز کے اور ایک ہی بول چال اور ایک ہی شکل اور ایک ہی خط و خال کے ہوتے تو کیا کوئی شخص دوست سے دشمن کو اور دشمن سے دوست کو - یا بیگانہ سے یگانہ اور یگانہ سے بیگانہ کو ممتاز کر لیتا ہرگز نہین ہرگز نہین - پس اسے لوگو جس طاقت اور ہمہ قدرت نے باہم انسانون مین یہ تفاوت اور تفرقہ پیدا کر دیا وہ معدوم نہین بلکہ ہمیشہ سے موجود ہے اور موجود رہے گا -

اور انسان کی اغراض مفارقہ مین سونا جاگنا - حرکت - سکون اور کمانا کھانا وغیرہ ہین - اُنکی نسبت فرمایا -

وَمِنْ اٰیٰتِهٖ مَنَامُکُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُکُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ	اُسکے نشانون سے ہے تمہارا رات کا سونا اور دنکو اُسکے فضل کی تلاش کرنا - یقیناً اسمین

سل۵ سورہ روم آیت - ۲۲ - پارہ - ۲۱ - ۶ - ۳ -

سل۵۲ سورہ روم آیت - ۲۳ - پارہ - ۲۱ - ۶ - ۳ -

لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّسۡمَعُوۡنَ ۝	نشانیان ہین سُننے والون کے لئے۔

لوگو تم اپنے فطرتی تقاضاؤن اور اپنی ادنی ضرورتون کے پورا کرنے کے قابل بھی نہین ہو۔ اور جبکہ تم اپنی سب مایحتاج قدرتاً خودبخود پوری ہوتی ہوئی دیکھتے ہو توپھر کس مُنہ سے اللہ تعالیٰ کی موجودگی سے منکر ہوتے ہو تم کو ہرگز یہ انکار زیبا نہین ہے

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اَنۡتُمُ الۡفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الۡغَنِىُّ الۡحَمِيۡدُ [1]	اے انسانون تم سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ ہی غنی اور حمد کیا گیا ہے۔

دلایل نفسی کے بعد افاقی دلایل یہ دیئے ہین۔

وَمِنۡ اٰيٰتِهٖ يُرِيۡكُمُ الۡبَرۡقَ خَوۡفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحۡىٖ بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّعۡقِلُوۡنَ [2]	اور اُسکے نشانون سے ہے کہ بیم و امید کی خاطر تمہین بجلی دکہاتا ہے۔ اور بادل سے پانی اُتارتا ہے۔ پہر اُس زمین کو مرجانے کے بعد زندہ کرتا ہے یقیناً اسمین عقلمندون کے لئے نشانیان ہین۔

اسیطرح ہزارون دلایل وجود باریتعالیٰ پر قرآن مجید مین بذریعہ وحی بیان کرنے کے بعد حکم ہوا کہ اے لوگو تمہارا وجود باریتعالیٰ سے منکر ہوکر یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ۔

وَقَالُوۡا مَا هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنۡيَا نَمُوۡتُ وَنَحۡيَا وَمَا يُهۡلِكُنَاۤ اِلَّا الدَّهۡرُ ۚ وَمَا لَهُمۡ بِذٰلِكَ مِنۡ عِلۡمٍ ۚ اِنۡ هُمۡ اِلَّا يَظُنُّوۡنَ [3]	اور وہ کہتے ہین کہ ہماری دنیا (ہی) کی زندگی ہے (یہین)، ہم مرتے ہین اور جیتے ہین اور زمانہ ہی ہمین ہلاک کرتا ہے۔ اُنہین اسبات کا کچہ علم نہین۔ وہ تو بس اٹکلین دوڑاتے ہین۔

او۔ لوگو تمنے محض اپنے نقص علم کیوجہ سے ایسا سمجہ لیا ہے کہ ہم یونہین مرتے

---

[1] سورہ فاطر۔ رکوع ۳۔ پارہ۔ ۲۲۔ [2] سورہ روم آیت ۲۴۔ پارہ ۲۱۔

[3] سورہ جاثیہ۔ رکوع ۳۔ پارہ۔ ۲۵۔

اور جیتے اور زمانہ ہی ہمین ہلاک کرتا ہے۔ حالانکہ خود زمانہ بھی مخلوق اور فنا ہونے والی شے ہے۔ یعنی جو زمانہ گذر گیا وہ فنا کے پنجے مین ایسا گرفتار ہوا کہ پہر واپس لوٹ نہین سکتا۔ اور تمہارا یہ خیال کہ زمانہ مخلوق پر موثر ہے بالکل غلط کیونکہ مخلوق پر بجز قانون قدرت کے کوئی شے موثر نہین ہے۔

^(۱) اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا	کیا تمنے نہین دیکھا کہ کسطرح (زمانہ کے اثر سے مستثنی) پیدا کیا سات آسمانون کو تلے اوپر اور کیا انمین چاند کو نور اور کیا سورج کو روشن چراغ۔

اور یہ کہ۔

^(۲) اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ	اللہ وہ ہے جسنے پیدا کیا سات آسمانون اور زمین کو بھی اُنکی مانند (اثر زمانہ سے مستثنی)

کیا یہ مخلوق اثر زمانہ سے بڈہی اور ضعیف ہوکر قریب المرگ ہوگئی ہے ہرگز نہین ہرگز نہین۔ بلکہ ابتک باوجود گذر جانے لکھوکھا برس کے اُسمین کچھ بھی نقص واقع نہین ہوا۔

^(۳) الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ	جسنے بنائے سات آسمان درجہ بدرجہ۔ کیا دیکھتے ہو بنانے رحمن مین کچھ فرق۔ پہر دوہرا لو نگاہ کو کہین دیکھتے ہو کچھ خرابی (جو امتداد زمانہ سے واقعہ ہوئی ہو) پہر دوہرا لو نگاہ

---

(۱) سورہ نوح۔ آیت ۱۵ و ۱۶۔ پارہ ۲۹۔

(۲) سورہ طلاق آیت ۱۲۔ پارہ ۲۸-۶-۲۔

(۳) سورہ ملک۔ آیت۔ ۳۔ پارہ۔ ۲۹۔

يَنْقَلِبْ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ	(اپنی کو دو دو بار الٹی آوے تمہاری نگاہ تمہارے پاس رد ہو کر تھک کر۔

دیگر یہ کہ تمکو خداتعالی تنبیہہ متنبہ کرتا ہے۔

أَفَلَمْ يَنْظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَاهَا وَزَيَّنَّاهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ	کیاان لوگون نے اپنے اوپر آسمان کیطرف (نظر بھر کر) نہین دیکھا کہ ہمنے اُسکو کیسا بنایا اور (ستارون سے) اُسکو سجایا اور اُسمین کہین درز (کا نام) نہین۔

اسیطرح زمین اور مضافات زمین پہاڑ وغیرہ پر غور کرو۔

وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ	اور پہاڑون کی طرف کہ کیسے کھڑے کئے گئے ہین۔

اور صدق دل سے اس آیت پر ایمان لاؤ۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَقُوْمَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهٖ	اور خدا کی نشانیون مین سے ہے اپنی جگہہ پر (بلانقص) رہنا آسمان اور زمین کا خدا کے حکم سے

اور مخلوق ادنی اور خود تمہاری ہستی مین اس نظارہ اور مشاہدات قدرتی پر غور کرو کہ ایک ہی لمحہ یا سکنڈ مین بعض کی پیدایش اور بعض کی موت۔ بعض کا شباب اور بعض کا بڑھاپا۔ بعض ہستی مین نشو و نما کا ظہور اور بعض ہستی مین۔ تعطل۔ کوئی تندرست اور کسیکو مرض لاحق ہوتا ہے۔ یہ اجتماع ضدین شاہد ہے کہ زمانہ بذاتہ کسی شی پر موثر نہین۔ اور نہ کوئی شے اپنے وجود اور بقا مین زمانہ سے متاثر

۱؎ سورہ ق۔ آیت۔ ۶۔ پارہ۔ ۲۶۔

۲؎ سورۃ الغاشیہ۔ آیت ۸۔ پارہ۔ ۳۰۔

۳؎ سورۃ الروم۔ آیت۔ ۲۴۔ پارہ۔ ۲۱۔ ۶۔ ۳۔

ہے۔ اور بحالت عدم تم سب کے سب زمانہ کے اُس اثر سے بھی مستثنیٰ تھے جو تمہارے خیال اور دلونمین جمع ہوا ہے۔

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا[1]	زمانہ مین سے ایک وقت انسان پر ایسا گذرا ہے کہ اُسکا نام ونشان کچھ بھی نتھا۔

پھر خدا نے باقتضا ر اپنی صفت خالقیت کے اپنی قدرت کاملہ سے تم کو پیدا کیا اور اپنے قانون قدرت مین جو اُسکی فعلی کتاب ہے تمہارا امتحان مقرر کیا۔

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا[2]	ہمنے انسان کو ملے ہوئے نطفہ سے پیدا کیا ہم اُسکا امتحان لیا چاہتے ہین (اور اس امتحان کے لئے) ہمنے اُسے سمیع وبصیر بنایا۔

افسوس کہ لوگو تم تیسے ہی ایسے فعل ہوئے کہ سرے سے اپنے خالق ورازق کی ہستی ہی سے منکر ہو بیٹھے۔ یہ تمہاری نادانی تمہاری روسیاہی کا باعث ہے اب ہجرت تک آپ کی زندگی کے متعلق جو کچھ قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ آپکو بیحد اور بے انتہا تکالیف کفار عرب پہونچاتے تھے اور دن رات بدسلوکیان کیا کرتے تھے اور طرح بطرح کے ظلم وستم سے آپ اور آپکے جان نثار اصحاب کا دم ناک مین کردیا تھا ایام حج مین جب آنحضرت کھڑے ہوکر وعظ فرمایا کرتے تھے تو ابولہب آپ کو پیچھے سے پتھر مارا کرتا تھا کئی دفعہ آپکے ٹخنے اور پنڈلیان زخمی ہوگئی تھین اور خون بہا کرتا تھا۔[3] اور ابولہب کی بیوی کا یہ حال تھا کہ ہر روز جنگل سے کانٹے دار لکڑیان اُٹھا لاتی اور آنحضرت صلعم کے راستہ مین بکھیر دیا کرتی تھی[4] آنحضرت صلعم نہایت کشادہ پیشانی سے اُن کانٹون کو راستہ

---

[1] سورہ دہر آیت - ۱ - پارہ - ۲۹ - [3] دیکھو صحیح بخاری ومدارج النبوۃ وابن ہشام ۔

[2] سورہ دہر - آیت - ۲ - پارہ - ۲۹ - [4] صحیح بخاری ومدارج النبوۃ ۔

سے اٹھا دیتے۔ اور اُس سے فرماتے کہ چچی جان یہ کیا حق ہمسائگی ادا کرتی ہو اِس نامعقول عورت کا اسی وجہ سے نام ہی حمالۃ الحطب (لکڑیان چننے والی) پڑ گیا تھا۔ چنانچہ خدا نے بھی قرآن شریف مین اُسکو اسی لقب سے یاد کیا ہے جیسا کہ فرمایا۔ وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ۔[1]

ایک دفعہ خانہ کعبہ مین آنحضرت صلعم جہان کئی ایک آدمی قریش مین سے بیٹھے تھے تشریف لیگئے قریش مین سے ایک شخص نے کہا کہ توہی ہمارے بتونکی توہین اور مذمت کیا کرتا ہے آنحضرت نے فرمایا کہ ہان یہ سنکر سب آپ پر ٹوٹ پڑے اور اُنمین سے ایک شخص نے آنحضرت کی چادر اُتار کر آپکے گلے مین اِس زور سے گل پھندا دیا کہ آنحضرت کا دم گھٹنے لگا۔ یہ حالت دیکھکر حضرت ابوبکر آنحضرت کو چھڑانے لگے تو سب کے سب اُنکو چھوڑ کر ابوبکر رضی اللہ سے لپٹ پڑے اور اُنکو ایسا مارا کہ بیہوش ہو گئے ایک دفعہ آنحضرت صلعم سجدہ مین تھے کہ ایک کافر نے آپ کی پشت پر اونٹ کی اوجھری ڈالدی۔ اسیطرح بارہا آپکے ہمسایے نماز پڑھنے کی حالت مین اور کھانا کھاتے وقت غلاظت ڈالدیا کرتے تھے۔[2] راستو نمین کانٹے بکھیرتے اور جب آپ کہین باہر جاتے تو کفار آپ پر کنکر پتھر مارتے یا ریت کوڑا کرکٹ اوپر ڈالدیتے۔ حرم کعبہ مین نماز پڑھتے تو جانے آنے مین مزاحم ہوتے اور قرآن مجید کی کوئی آیت یا سورۃ پڑھتے تو سنکر شور و غل مچاتے اور سورۃ یا آیت مقدسہ کے الفاظ مین اپنے الفاظ ملا دینے کی کوشش کرتے۔ چنانچہ آنحضرت صلعم ایکروز حسب معمول نماز پڑھنے مین سورۂ والنجم پڑھ رہے تھے جب آپ پڑھتے پڑھتے اس آیت پر پہونچے۔

---

[1] ابن ہشام و ابوالفدا۔

[2] ابوالفدا۔

افرءیتم اللت والعزیٰ[1] ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ

واہ تمنے تو لات وعزیٰ ہی کو دیکھا اور منات کو جو تیسرا اور سب سے گیا گذرا ہے۔

تو شیاطین قریش مین سے کسی شیطان نے بہ تبدیل آواز یہ شیطانی فقرہ کہا۔

تلک الغرانیق العلیٰ وان شفاعتھن لترتجیٰ

یہ بت بڑے عالی قدر ہین اُنکی شفاعت کی امید رکھنی چاہیے۔

اِس بیہودہ فقرہ کو بہت کچھہ شہرت دیکر مشہور کیا کہ محمد (صلعم) نے ہمارے بتون کی بزرگی کو تسلیم کیا۔ مگر دروغ کو کبھی فروغ نہین ہو سکتا[2]۔ خواہ کفار کتنے ہی الزام لگائین۔

بارہا آنحضرت کی پکتی ہوئی ہنڈیا مین اونٹ کی اوجہڑی کے ٹکڑے وغیرہ یا اور ناپاک چیزین ڈالکر خراب کر دیا کرتے تھے اور معذرت خواہ ہونے پر سخت سے سخت گالیان دیتے تھے۔ آپ کا نام بجاے محمد (صلعم) کے مذمم رکھہ چھوڑا تھا۔ اور باہم سخت عہد کر لیا تھا کہ کوئی شخص آپ کے پاس نہ بیٹھنے پاوے۔ ایکروز عقبہ بن ابی معیط نامی کافر آپ کے پاس بیٹھا اور کچھہ باتین اور قرآن مجید کی نصیحت آمیز ہدایتین سُنین۔ تو اُسکے دوست ابی بن خلف نے اُس سے کہا کہ مین نے سنا ہے کہ تو محمد (صلعم) کے پاس جاکر بیٹھا اور اُنکی باتین سنی ہین مین تیری صورت دیکھنا نہین چاہتا۔ کیا تجھہ سے نہین ہو سکتا کہ تو محمد (صلعم) کے مُنہ پر تھوک دے۔ چنانچہ اِس دشمن خدا عقبہ نے یہی نامعقول حرکت کی[3]۔ الغرض کفار نے ایذارسانی اور تکلیف دہی کا ایک سلسلہ غیر محدود قایم کر لیا تھا

---

[1] سورہ نجم آیت ۲۰ - پارہ - ۲۷ - ۶ - ۱ -

[2] دیکھو شفار قاضی عیاس وتفسیر کبیر وصحیح بخاری وبیہقی -

[3] ابوالفدا وغیرہ -

اور انکے باہم یہ عہد ہو چکا تھا کہ آنحضرت اور آپ کے اصحاب کو دکھ اور تکلیف
دینے مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا جاوے۔
مسلمانونکو جنکا کوئی یار و مددگار نہتھا۔ مشکین باندہ کر اول خوب مارتے
تھے۔ پھر ٹھیک دوپہر کی تیز اور تند دہوپ مین اُس جلتی ہوئی زمین پر جسکو رمضا
کہتے تھے۔ اُنکو بھوکا اور پیاسا کبھی چیت اور کبھی اوندہا لٹا دیتے تھے اور بڑے
بھاری پتھر چھاتی پر رکھدیتے تھے۔ جنکے بوجھ سے زبان نکل نکل پڑتی تھی۔ ایسی
حالت تکلیف مین کفار ناہنجار اُن مظلومون سے کہتے تھے کہ یا تو محمد اور اُسکے
خدا کو گالیان دو اور ہمارے بتون کی پوجا کا اقرار کرو ورنہ یونہین عذاب دیکر مار
ڈالینگے مگر کسی نے یہ منظور نہین کیا اور بخوشی خاطر تمام ناقابل برداشت تکلیفون
کو گوارا کیا اور اپنے ایمان پر قایم رہے۔ انہین مظلومون مین سے حضرت عمار اور
اور اُنکے والد یاسر اور اُنکی والدہ سمیہ ہین۔ بی بی سمیہ کو بدبخت ابو جہل سراپا جہل
نے جس عذاب سے مارا ہے اُسکو لکھتے ہوے ہاتھ مین رعشہ اور قلم کو لرزہ ہوتا
ہے اور پتھر سے پتھر دل آدمی کا سنکر تپا پانی ہو جاتا ہے یعنی جب بوجہل قریش کے
فرعون نے حضرت یاسر کو نہایت تکلیف دی تو اُسکو یاسر کی بی بی سمیہ نے
ڈانٹا۔ اُس بے حیا نے طیش مین آکر اُس عصمت مآب بی بی کو زمین پر اوندہا گراکر
وہ حربہ جو اُسوقت اُسکے پاس تھا اُنکے زیر ناف مارا۔ اسی ضرب سے وہ پاکدامن
بی بی راہی ملک بقا ہوئین اسلام مین یہ عفیفہ بی بی پہلی شہید ہین جنہون نے
اپنے ایمان پر اپنی جان کو قربان کر ڈالا۔ یاسر بھی بہت دکھہ اور تکلیف پاکر داخل
جنت ہوئے۔ اور عمار کی مشکین باندہ کر مکہ کی جلتی اور تپتی ریتلی اور کنکریلی زمین پر
ڈالدیا جاتا تھا اور چھاتی پر ایک بھاری پتھر گرم کیا ہوا رکھدیا جاتا تھا اور کبھی پانی مین
غوطہ دیتے۔ مگر حضرت عمار کا دل بدستور ایمان باللہ اور ایمان بالرسول مین

مستغرق تھا اور پائے ثبات کو ذرا لغزش نہ تھی صرف ایک مرتبہ بوجہ جور و ستم کفار کلمہ کفر زبان سے نکل گیا تھا - مگر جب کفار کے ہاتھوں سے نجات پاکر آنحضرت کی خدمت مین پہونچے تو رو کر صاف اپنا حال عرض کر دیا تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ عمّار سر سے پانوں تک مجسم ایمان ہے - جب حضرت عمّار کی تسکین قلبی ہوئی[1] - یہ حضرت عمّار ایسے ایماندار اور جان نثار تھے کہ تمام تکالیف اور اذیتوں سے جب زندہ چھوٹے تو ہر ایک معرکہ جہاد مین آنحضرت صلعم کے ہمرکاب پروانہ وار رہے - یہی حال خباب بن ارت کا تھا کہ برہنہ کر کے نہایت گرم زمین پر ڈالدیا جاتا تھا اور آگ سے گرم کی ہوئی پتھر کی کتلین چھاتی پر رکھدی جاتین - اور سر کے بال کھینچ کھینچ کر گردن مروڑی جاتی مگر اُسکو آنحضرت صلعم کی محبت مین اِن تکالیف کی کچھہ بھی پرواہ نہ تھی سوا اِسکے کوئی معرکہ ایسا نہ تھا کہ جو رسول اللہ کو پیش آیا اور یہ اُسمین شامل نہ رہے ہون -

صہیب کی مصیبت ناقابل برداشت دل کی ہلا دینے والی تھی - مگر اُس نے بھی ایمان کے مقابلہ مین تکالیف دنیوی کو ہیچ جانا اور ہجرت کیلئے جب تیاری کی اور قریش نے اُنکو قید کر لیا تو جو کچھہ مال و زر اُنکے پاس موجود تھا سب کچھہ اُنکو دیدیا اور وطن کی محبت پر خاک ڈالکر مدینہ کو چلتے ہوئے - جناب رسول اللہ کے موذن حضرت بلال بن رباح کی تکلیفین اور مصائب بھی کچھہ کم تھین کہ امیہ بن خلف جسکے یہ غلام تھے یہ اُمیہ بن خلف اُنکو بوجہ اسلام قبول کرنے کے گرم ریت اور پتھر زمین لٹا دیتا تھا اور اسلام کے چھوڑنے پر مجبور کیا کرتا تھا - حضرت بلال کا برسوں اُسوقت تک یہی حال رہا جب تک حضرت ابوبکر صدیق نے اُنکو مول لیکر اُس ظالم کے پنجہ سے نہین چھوڑا یا - حضرت بلال بن رباح بھی تمام تکلیفوں

---

[1] معارج النبوۃ -

اور مفر کون مین آنحضرت صلعم کے ساتھ رہے -

عامر بن فہیرہ نے بھی نہایت ناقابل برداشت تکالیف برداشت کین اور جب آنحضرت صلعم نے قریش کے ظلم وستم سے مجبور ہو کر ہجرت فرمائی تو یہی عامر بن فہیرہ بھی اس ہمرہ آزما سفر مین ساتھ تھے اور آنحضرت صلعم کی خدمت سے مشرف ہوتے گئے - اور جنگ بدر اور احد مین نہایت جانبازی سے جہاد کرتے رہے اور جنگ بیر معونہ مین عین شباب مین شہید ہوئے تو یہ ایمان اور ایقان مین ڈوبے ہوئے الفاظ زبان پر تھے کہ کعبہ کے رب کی قسم مین اپنے مقصد کو پہونچ گیا

ابوفکیہ مظلوم کی بابت کیا بیان کیا جاوے کہ اُس مظلوم کے پاؤنمین رسی ڈالکر مکہ کی بھوبھل جلیسی جلتی زمین پر گسیٹا جاتا تھا اور سر کے بال مروڑ اور گلا گھونٹ گھونٹ کر ادہ موا کر دیا جاتا تھا اور ایک نہایت بھاری پتھر چھاتی پر رکھدیا جاتا تھا مگر اُس باایمان اور جانباز کے پائے ثبات کو ذرا لغزش نہ تھی - اور نہ کوئی کلمہ خلاف ایمان منہ سے نکلتا تھا

یہ حال تو اُن دیندار مردون کا تھا جو تمثیلاً سے بیان کیا لیکن ناانصافی ہوگی اگر اُن راسخ الایمان عورات کا ذکر نہ کرین جو باوجود اپنے ضعف فطرتی کے ایسے مصائب اور شدائد کی متحمل ہوئین کہ جن تکلیفون کا قوی ہیکل مردونکا متحمل ہونا بھی قریباً محال ہے

چنانچہ حضرت عمّار کی والدہ کا افسوسناک حال تو اس سے پہلے بیان ہوچکا ہے اور لبینہ - زہنیرہ - ہندیہ - ام عبیس کی مصیبتین بھی کچھ کم افسوس کے لایق نہین ہین کہ یہ بیچاری چارون لونڈیان تھین اور اُنکے سنگدل آقا صرف اس گناہ پر کہ وہ ایک خدا تعالے اور اُسکے رسول پر ایمان لائی تھین - سخت سخت تکلیفین دیتے تھے چنانچہ اور تو اور خود حضرت عمر (جو ابھی تک اسلام نہین لائے تھے) لبینہ کو اسقدر مارتے تھے کہ جب مارتے مارتے تھک جاتے اور دم لیتے تو کہتے تھے کہ مین نے تجھے ابھی چھوڑا نہین ہے - ذرا دم لیلون تو پھر ماروںنگا - تو بجواب حضرت عمرؓ کے مظلوم لبینہ یہ جواب دیتے

کہ اسیطرح خدا بھی تیرے ساتھ کریگا اگر تو مسلمان نہوا۔

اسیطرح زنیرہ کو کم بخت ابوجہل نے اسقدر ایذائین پہونچائین کہ وہ بیچاری اندہی ہوگئی۔ تو ابوجہل نے کہا کہ تجھکو لات وعزی نے اندہا کر دیا۔ وہ بولین کہ لات وعزی کو خود نہین سوجھتا کہ اُنکو کون پوجتا ہے مگر یہ ایک آسمانی امر ہے۔ اور میرا خدا اسبات پربھی قادر ہے کہ پھر میری آنکھون مین روشنی دیدے۔

ہندیہ ایک مشرکہ عورت کی لونڈی تہی اور وہ کم بخت بیچاری ہندیہ کو سخت تکلیفین دیا کرتی اور کہتی تہی کہ اسیطرح کیے جاؤن گی جب تک تو اسلام کو نچھوڑے یا اصحاب محمدؐ مین سے کوئی تجھکو خرید نہ لے ایسے ہی اُم عبیس اسود بن عبد یغوث کی لونڈی تہی اور وہ بیحیا اُسکو نہایت ستاتا تھا اور وہ بیچاری اپنے ایمان کی خاطر سب دکھ اور تکالیف کو سہتی تھین۔

اللہ اکبر کلام الٰہی کے وعظ کی تاثیر نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلونمین کسقدر سچا ایمان قایم کردیا۔ اور حیات ابدی کی ایک نئی روحانیت پہونک دی تھی کہ مرد تو مرد۔ دیندار عورتین اعمال و آخرت کے مقابلہ مین ہر قسم کے دنیاوی آرام و آلام کو ہیچ سمجھتی تہین۔ اور گویا بہشت اور دوزخ اُنکے پیش نظر تھے جو ایمان اور کفران کا واقعی اور لازمی نتیجہ ہین اور بہشت اور قرب خداوندی کے شوق۔ اور جہنم اور بعد بارگاہ صمدیت کے خوف نے حیات دنیوی کی ہر ایک حالت کو اُنکی آنکھونمین نہایت حقیر اور ذلیل اور بے اعتبار کردیا تھا جس سے راہ خداوندی مین تکلیف کو بھی راحت ہی سمجھتے تھے۔

جب ہم آنحضرت صلعم کے وعظ اور تعلیم کی تاثیر اور اصحاب کبار کے استقلال اور مضبوطی ایمان کے مقابلہ مین تعلیم موسوی کی تاثیر اور بنی اسرائیل کی نافرمانی اور متزلزل ایمانی کو دیکھتے ہین یا تعلیم عیسوی کی تاثیر اور اُنکے متبعین کی ضعف

ایمانی پر غور کرتے ہین تو سخت حیرانی ہوتی ہے اور یہ حیرانی کچھ ہم تک محدود نہین ہے بلکہ عیسائی مصنفین بھی نہایت تعجب مین ہین - چنانچہ گاڈفری ہگینس صاحب اپنی کتاب سیرت محمدی مین لکھتے ہین کہ عیسائی اُسکو یاد رکھین تو اچھا ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مسائل نے وہ درجہ نثار دینی کا اپنے پیروؤن مین پیدا کیا کہ جسکو عیسیٰ کے ابتدائی پیروؤن تلاش کرنا بے فائدہ ہے۔

الغرض کفار ناہنجار مومنان دیندار اور خود رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیتین اور تکلیفین پہونچانے مین کسی قسم کی کمی نہین کرتے تھے اُنکے سلسلہ ہائے تکالیف دن بدن رو بترقی تھے - مگر آپ اور آپ کے جان نثار ثابت قدم اصحاب ان مصائب اور تکلیف کو ایسے صبر اور استقلال کے ساتھہ برداشت کرتے تھے کہ جسکی نظیر دنیا مین نہین ملسکتی اس موقعہ پر مسٹر کارلائل مشہور فلاسفر لکھتے ہین کہ پس ہم محمد (صلعم) کو ہرگز یہ خیال نہین کر سکتے کہ وہ ایک شعبدہ باز اور تہی باطن شخص تھے - اور نہ ہم اُنکو حقیر جاہ طلب صرف دیدہ و دانستہ منصوبہ گانٹھنے والا کہہ سکتے ہین - جو سخت اور کرخت پیغام اُسنے دنیا کو دیا - بہر حال وہ ایک سچا اور حقیقی پیغام تھا اور اگرچہ وہ ایک غیر مترتب کلام تھا - مگر اُسکا مخرج وہی ہے جسکی انتہا کسی نے بھی نہ پائی - اس شخص (محمد صلعم) کے نہ اقوال ہی جھوٹے تھے نہ اعمال ہی - خالی از صداقت - اور نہ کسی کی نقل و تقلید تھی بلکہ وہ حیات ابدی کا ایک نورانی وجود تھا جو قدرت کے وسیع سینہ مین سے دنیا کو منور کرنے کو نکلا تھا - اور بلاشبہ اُسکے لئے امر ربانی یونہین تھا -

آنحضرت صلعم کو اپنے خداوند کریم چارہ ساز بیکسان پر پورا بھروسا تھا اور آنحضرت نے اپنی قوم کی استہزا و تضحیک - دکھہ و ایذا دہی کو نہایت صبر اور استقلال اور بلند حوصلگی سے برداشت کیا اور اُنکی خیرخواہی مین سچے دل سے

برابر لگے رہے آپ کی بے لوث خیر خواہی کا یہ عالم تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو فرماتا ہے۔

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ	یعنی شاید تو اپنے نفس کو اسبات سے ہلاک کردیگا کہ وہ ایمان نہین لاتے۔

ہجرت حبشہ ۵ سنہ بعثت

جب خود آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہ کا یہ حال ہورہا تھا تو وہ نبی رؤف و رحیم رسول کریم اپنے تابعین کا یہ حال اپنی آنکھون سے دیکھ نہ سکے اور اُنکو یہ اجازت دی کہ میرا جو حال ہو سو ہو تم مین سے جسکا جی چاہے مکہ چھوڑ کر کہین نکل جائے۔ چنانچہ آپکے ارشاد کے بموجب کسی قدر لوگ مکہ سے ہجرت کرکے ابی سینیا مین نجاشی بادشاہ کے پاس چلے گئے نجاشی نے اُن لوگون کو اپنے ملک مین جگہہ دی اور آرام سے رکھا کفار مکہ اسبات سے جلگئے چنانچہ اُنھون نے نجاشی کے پاس اپنے ایلچی بھیجے تاکہ وہ فراریون کو اپنے ملک مین جگہہ نہ دے۔ اسلیئے کہ یہ لوگ بدعتی ہین جنھون نے اپنا آبائی دین چھوڑکر نیا دین اختیار کیا ہے۔ نجاشی نے ایلچیان مشرکین مکہ سے یہ باتین سنکر مسلمانون کو طلب کرکے کہا کہ کیا یہ الزام سچ ہے جو تم پر ان لوگون نے (کفار) نے لگایا ہے۔ اور مسلمانون سے دریافت کیا کہ وہ نیا دین کیا ہے حضرت جعفر بن ابی طالب نے سب مسلمانون کیطرف سے کھڑے ہوکر اسپیچ کے طور پر یہ تقریر کی جسکا اردو ترجمہ یہ ہے۔

اے بادشاہ ہم جہالت اور ضلالت کے گڑھے مین گرے ہوئے تھے

لہ سورہ شعرا- آیت ۳- پارہ - ۱۹-

اور ہم بتون کو پوجتے تہے - اور مردار کہاتے تھے - خدا تعالیٰ نے اپنے فضل
عمیم سے اپنا پیغمبر (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) بھیجا جسکی شرافت نسب اور صدق
مقال اور تدین اور صفائی باطن سے ہم خوب آگاہ ہین اُن پر اپنا کلام نازل
کیا وہ ہمکو یہ تعلیم دیتے ہین - کہ خدا کو ایک مانو - اُسکا کسیکو شریک نہ گردانو - بتون
کی پوجا نہ کرو - پڑوسی کے حقوق کی نگہداشت کرو - عورتون کی عزت کرو -
سچ بولا کرو - امانت مین خیانت نہ کرو - اور اپنے ابنائے جنس پر رحم کرو - یتیمون کا
مال نہ کھاؤ - تقویٰ اور طہارت اختیار کرو - نماز پڑہو - روزہ رکھو - زکوۃ دو - ہم اُنپر
ایمان لائے ہین اور اُنکے احکام و نصایح کو قبول کر لیا ہے - خاصکر اسی
حکم کو کہ صرف ایک اللہ کی پوجا کرو اور لکڑی اور پتھر وغیرہ کے بتون کو نہ پوجو - صرف
اسی ایک بات پر اُنہون نے ہمکو ایسی ایذائین دین کہ ہمکو کہین پناہ نہین ملی - آخر کو
آپکے ملک مین آکر پناہ لی امید ہے کہ آپ ہمکو اُنکے ظلم و ستم سے نجات دینگے [۵۱]
سبحان اللہ حضرت جعفر کے ولولہ بہری اور پر جوش تقریر مین قریبًا تمام
تعلیم آنحضرت کا خلاصہ موجود ہے - نجاشی نے سنکر کچھ دیر سکوت اختیار
کیا اور پہر بولا اچھا جو کلام تمہارے نبی پر اترا ہے کچھ اُسمین سے تو پڑہو حضرت
جعفر رضی اللہ عنہ نے نہایت خوش الحانی کے ساتھ سورہ مریم کو ابتدا سے
پڑہنا شروع کیا اور یہانتک کہ جب اُس مقام پر پہونچے جہان حضرت مریمؑ کو
بجانب اللہ یہ خطاب ہوتا ہے -

فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا [۵۲]	پس کھا اور پی اور اس بچہ (عیسیٰ) کے دیکھنے سے آنکھین ٹھنڈی کر -

۵۱ - معارج و مواہب -

۵۲ - سورہ مریم - آیت - ۲۶ - پارہ ۵ - ۱۶ - ۶ - ۲ -

نجاشی بادشاہ کو سنکر کمال رقت ہوئی اور اُسنے کہا کہ یہ کلام اور جو کلام حضرت موسیٰ پر اُترا تھا دونون کی روشنی ایک روشندان سے معلوم ہوتی ہین اور اہل اسلام سے بولا کہ میرے ملک مین بخوشی خاطر آرام سے رہو اور ایلچیان کفار کو صاف جواب دیا۔ تو کفار نے عرض کیا کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ کی شان مین بھی بادشاہ کے اعتقاد کے برخلاف کچھہ کا کچھہ کہتے ہین۔ نجاشی نے پھر مسلمانون سے خطاب کر کے دریافت کیا تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم اُنکے حق مین یہی کہتے ہین کہ وہ بندۂ خدا ہین۔ اللہ تعالیٰ نے بحکم کلمۂ کُن بغیر باپ کے مریم طاہرہ کے پیٹ سے انھین پیدا کیا ہے۔ اور پیغمبر بنایا۔ اور تصدیق اپنے کلام کے بہت سی آیتین پڑھین۔ نجاشی نے کہا کہ بلا شک انجیل مین حضرت عیسیٰ کی تعریف ایسی ہی لکھی ہے مرحبا تمھین اور جسکی طرف سے تم آئے ہو بیشک وہ خدا کا رسول ہے اسکی تعریف انجیل مین موجود ہے اور حضرت عیسیٰ نے اسکی بشارت دی ہے۔

پھر ایلچیان کفار کیطرف مخاطب ہوکر تنبیہہ کی اور تحفہ قریش کے واپس پھیر دئیے اور وہ بےنیل مرام واپس مکہ کیطرف لوٹ آئے۔ انھین دلنون حضرت حمزہ جو آنحضرت صلعم کے چچا اور بڑے بہادر تھے ایمان لائے اور حضرت حمزہ کے اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوگئے۔ واقعہ قبول اسلام حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسطرح ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ستائیسوان سال تھا کہ عرب مین آفتاب رسالت طلوع ہوا۔ اور اسلام کی صدا بلند ہوئی۔ حضرت عمر کے گھرانے مین توحید کی آواز سے لوگون کے کان اور دل بالکل غیر مانوس تھے۔ صرف زید کے بیٹے سعید جسکا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن فاطمہ سے ہوا تھا اور وہ بھی اس تعلق سے مسلمان ہوگئی تھین

تھین - ایمان لائے - اور نعیم بن عبد اللہ نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا مگر حضرت
عمر ابھی تک اسلام سے بیگانہ تھے۔ انکے کانونمین یہ صدا پہونچی تو سخت برہم
ہوئے۔ یہانتک کہ اُنکے قبیلہ مین جو لوگ ایمان لائے تھے اُنکے سخت دشمن
بن گئے۔ لبینہ اُنکی کنیز کا حال پہلے بیان ہو چکا - اور سوا لبینہ کے اور جن جن
پر اُنکا قابو چلتا تھا زدوکوب سے دریغ نہین کرتے تھے لیکن اسلام کا نشہ کچھ ایسا
تھا کہ جسکو چڑھ گیا تو پھر اُترا ہی نہین - حضرت عمر ان سختیون پر بھی کسی ایک شخص
کو اسلام سے پھیر نہ سکے۔ تو مجبور ہو کر دلمین یہ فیصلہ کیا کہ (نعوذ باللہ) خود شارع
اسلام کا ہی فیصلہ کر دین - تلوار کمر سے لگا سیدھے مسکن رسول اللہ کیطرف
چلے اور کارکنان قضا نے کہا ع آمد آن یارے کہ ما می خواستیم + راہ مین اتفاقیہ
نعیم بن عبد اللہ ملگئے اُنھون نے اُنکے تیور دیکھکر کہا خیر ہے حضرت عمر بولے کہ محمد صلعم
کا فیصلہ کرنے جاتا ہون - تو اُنھون نے کہا کہ پہلے اپنے گھر کی خبر لو کہ خود تمھاری بہن
اور بہنوئی اسلام قبول کر چکے ہین یہ سنکر فوراً پلٹے اور اپنی بہن کے گھر پہونچے
وہ قرآن مجید کی کچھ آیتین پڑھ رہی تھین - اُنکے پاؤن کی آہٹ پاکر چپ ہو گئین
اور قرآن شریف کے اوراق کو چھپا لیا - لیکن آواز حضرت عمر کے کانونمین پڑ چکی
تھی - بہن سے پوچھا کہ تم یہ کیا پڑھ رہی تھین - اُنکی بہن نے کہا کہ کچھ نہین - بولے
نہین نہین مین سن چکا ہون سچ بتلاؤ - کیا تم میان بی بی دونون مرتد ہو گئے
یہ کہکر اپنے بہنوئی سعید سے دست و گریبان ہو گئے یہانتک کہ بہن چھوڑانے
آئی تو اُسکو بھی زخم پہونچائے - جس سے اُنکا جسم لہولہان ہو گیا - اسی حالت
مین اُنکی بہن فاطمہ کے مُنہ سے یہ نکلا کہ عمر جو جی چاہے کرو اب اسلام دل سے
نکل نہین سکتا اس آواز نے حضرت عمر کے دل پر ایک خاص اثر کیا اور بہن کی
طرف دیکھا تو جسم سے خون جاری تھا - یہ دیکھکر اُنکو اور بھی رقت ہوئی - اور کہا

کہ جو تم لوگ پڑہ رہے تھے وہ مجھکو بھی سناؤ۔ فاطمہ نے قرآن کے اوراق لاکر سامنے رکھدیے حضرت عمر نے اُنکو اُٹھاکر دیکھا تو یہ سورۃ تھی۔

سَبَّحَ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ

ایک ایک لفظ پر اُنکا دل مرعوب ہوتا جاتا تہا جب اس آیت پر پہونچے اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ تو بے اختیار زبان سے نکلا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ یہ وہ زمانہ تہا کہ رسول اللہ صلعم ابن ارقم کے مکان مین پناہ گزین تھے۔ حضرت عمر نے آستانہ مبارک پر پہونچکر دستک دی۔ چونکہ شمشیر بکف گئے تھے۔ اور اسلام لانے کے تازہ واقعہ سے کوئی واقف نہین تھا۔ اسلئے صحابہ کو تردد ہوا۔ لیکن حضرت حمزہ نے کہا کہ آنے دو۔ اگر مخلصانہ آیا ہے تو خیر ورنہ اُسی کی تلوار سے اُسکا سر اُڑا دیا جاویگا۔ حضرت عمر نے دروازہ کے اندر قدم رکہا ہی تہا کہ خود رسول اللہ صلعم آگے بڑہے اور فرمایا کہ کیون عمر کس ارادہ سے آیا ہے۔ نبوت کی پر رعب آواز نے اُنکو کپکپا دیا تو نہایت خضوع کیساتہہ عرض کی کہ ایمان لانے کیلئے۔ آنحضرت صلعم بے ساختہ اللہ اکبر پکار اُٹھے اور ساتہہ ہی تمام صحابہ نے ملکر اس زور سے اللہ اکبر کا نعرہ مارا کہ مکہ کی تمام پہاڑیان گونج اُٹھین حاصل کلام کہ حضرت عمر مشرف باسلام ہوئے اور حضرت عمرؓ کے اسلام لانیکا ہی یہ نتیجہ ہوا کہ مسلمانون نے بتحریک حضرت عمر کعبہ مین علانیہ نماز ادا کی۔

شعب ابی طالب مین محصور رہنا

قریش کے سفیر سفارت حبشہ سے ناکام واپس آئے اسوجہہ سے کفار قریش کو سخت ندامت ہوئی۔ تو پہلے سے اور بھی زیادہ آنحضرت صلعم کی

مخالفت مین سرگرم ہوئے - اور جب اُنھون نے دیکھا کہ مسلمانون نے
ابی سینیا کو اپنا جائے پناہ اور مامن بنالیا اور حضرت حمزہ او رحضرت عمر جیسے
بہادر مسلمان مسلمان ہوگئے - اور روز بروز مسلمان بڑھتے جاتے ہین اور اسلام
کا شیوع ہوتا جاتا ہے تو اُنکو سخت طیش آیا اور اُنھون نے قطعی ارادہ کرلیا کہ
جسطرح ممکن ہو بہت جلد محمد کا استیصال کیا جائے - چنانچہ ایکروز تمام قریش
متفق ہوکر ابوطالب کے پاس گئے - اور کہا کہ تم یا تو اپنے بھتیجے محمد (صلعم) کو ہمارے
حوالہ کردو یا اُس سے کہدو کہ ہمارے بتون کی مذمت نہ کیا کرے - ابوطالب نے
آنحضرت صلعم کو بلواکر قریش کا یہ پیغام پہونچایا اور کہا کہ اب اس سے زیادہ تمہاری
حفاظت کی مجھہ مین طاقت نہین ہے اور نہ اب مین تمہاری حمایت کرسکتا ہون
آنحضرت صلعم نے یہ سنکر کہا کہ آپ میری بابت کچھہ فکر نہ کرین میرا اللہ نگہبان
اور محافظ ہے اگر تمام قریش میرے قتل کا ارادہ کرین اور دائین بائین آفتاب
و ماہتاب اُنکے شریک ہون تو بھی مین اپنے ارادہ اور کار منصبی سے باز
نہ آؤنگا کیونکہ مین تبلیغ کے بارہ مین مجبور ہون - اگر آپ میری حمایت نہین
کرسکتے تو نہ کرین میرا خدا حامی ہے - یا تو مین کامیاب ہونگا - یا حقیر و ذلیل
ہوجاؤنگا - ابوطالب نے یہ استقلال فوق العادہ اور دلیرانہ ثابت قدمی دیکھکر
کہا کہ اے میرے پیارے بھتیجے کچھہ فکر نہ کر جب تک میری جان مین جان ہے
مین بھی تیری مردانہ ہمت کا حمایتی ہون - چنانچہ آپ بدستور احکام الٰہی لوگونکو
پہونچاتے اور سناتے رہے اور قریش کی اذیتون اور مخالفتون کو کچھہ خیال
مین نہین لائے اور یہ خاموشی اختیار کی - چنانچہ اس موقعہ پر مسٹر کارلائل صاحب
مشہور فلاسفر جو فطرت انسانیہ کی قدرتی بناوٹ پر غور کرنے والے علما محققین

سلہ - ابوالفدا و ابن ہشام -

مین سے ہین لکھتے ہین کہ بلاشبہ آپ (محمد صلعم) خاموش نہین رہ سکتے تھے
کیونکہ جس امر حق کا آپ اعلان فرماتے تھے اُسمین وہی فطری قوت موجود
تھی جو سورج چاند یا قدرت کے اور مصنوعات مین ہے اور خداے قادر
مطلق کی مرضی کے تغیر سورج اور چاند اور تمام قریش بلکہ تمام انسان اور
موجودات عالم آپ کو خاموش نہین کر سکتے تھے کیونکہ اسکے سوا آپ کچھ کر ہی
نہین سکتے تھے اور مسٹر باسورتھ سمیتھ صاحب اپنی کتاب مین لکھتے ہین کہ
یہ کلام اور چلن ایک جھوٹے مدعی رسالت کا نہین ہو سکتا۔ اللہ اکبر کیسی ثابت
قدمی اور استقلال کے ساتھ صابرانہ اور مردانہ جواب تھا کہ عیسائی مصنفین بھی
بے اختیار پکار اُٹھے کہ سواے صادق القول آدمی کے اور کوئی ایسا
جواب نہین دیسکتا۔ قریش نے پھر ایکروز پنچایت کر کے آنحضرت صلعم کو بلوا لیا
اور کہا کہ جیسا تمنے اپنی قوم کے ساتھہ کیا ہے ہم نہین کہہ سکتے کہ کبھی ایسا کسی
نے کیا ہو تمنے ہمارے باپ دادون کو باعتبار مذہب کے بُرا کہا۔ ہمارے
دین کو معیوب بتلایا۔ ہمارے معبودون کو ہیچ کہا۔ ہمارے عقلمندون کو
بیوقوف بنایا۔ ہماری جماعتون کو پراگندہ کیا اور بعد شکایت کے کہا کہ آخر اس
دعوی (نبوت) سے اور ایسی باتون سے تمہاری غرض کیا ہے۔ اگر مال چاہیے
ہو تو ہم سب ملکر مال جمع کر دین۔ کہ تم ہم سب سے زیادہ مالدار ہو جاؤ۔ اور اگر تم کو
شرف و جاہ مطلوب ہے تو ہم تمکو اپنا سردار بنا لین۔ اور اگر تم بادشاہت چاہتے
ہو تو ہم تمکو اپنا بادشاہ بنا لین۔ اور اگر تمہارے پاس یہ آنیوالا کوئی جن ہے کہ
جو تمپر غالب ہو گیا ہے تو ہم اُسکے علاج مین اپنا مال صرف کرین تاکہ تم اچھے
ہو جاؤ۔ یہ سنکر آنحضرت صلعم نے اُنکے جواب مین فرمایا کہ یہ کچھہ نہین ہے جو تم
کہتے ہو مین جو کچھہ تمہارے پاس لایا ہون وہ اسلیئے نہین لایا کہ مین تمہارا

مال طلب کرون یا تمپر بڑائی چاہون - یا بادشاہت کا خواہان ہون - بلکہ خدا نے مجھکو بھیجا ہے اور مجھپر کتاب نازل کی ہے کہ مین خوشخبری دون اُن لوگون کو جو ایمان لائے اور ڈراؤن اُن لوگون کو جو منکر ہوئے سو اللہ کا پیغام مین نے پہونچایا اگر تم قبول کروگے تو تمہارے لئے دین و دنیا مین بہتری ہے - اور اگر قبول نہ کروگے تو صبر کرونگا - بسبب حکم خدا کے یہانتک کہ خدا فیصلہ کرے میرے اور تمہارے درمیان [۱] یہ جواب منکر کفار مکہ نے آپس مین کہا کہ یہ (محمد صلعم) ہرگز نہین مانیگا جب تک اپنا خون ہمارے ذمہ لگا کر اپنے قتل کے جرم سے ہمکو بدنام نہ کرلیگا - اور سب کے سب آنحضرت صلعم کی جان کے خواہان ہوکر قتل ناحق پر آمادہ ہوئے - لیکن ابوطالب اور بنو ہاشم کے خوف سے آپ کے قتل کو کسی موقع اور وقت مناسب پر موقوف رکھا اور آپ کو جان سے مار ڈالنے کا مصمم ارادہ کرلیا -

ابوطالب نے یہ خبر سنکر بنی عبد المطلب اور بنی ہاشم کے اُن لوگون کو جو اُنکے خاص خاندان کے تھے جمع کیا اور اُن سب کو معہ آنحضرت صلعم کے لیکر اُس غار مین جسے شعب ابوطالب کہتے ہین - پناہ گزین ہوئے - جب قریش نے بنی عبد المطلب و بنی ہاشم کو متفق اور غار مین محفوظ دیکھا تو سب کے سب اکھٹے اور متفق ہوکر باہم یہ عہد نامہ لکھا کہ آئندہ ہم سب قریش بنی عبد المطلب سے الگ اور جدا رہینگے - اور اُنمین رشتہ اور نکاح نہین کرینگے اور نہ ایک دوسرے کی مدد کرینگے اور نہ اُنسے کوئی معاملہ کرینگے اور نہ اُنکو اس سرزمین مین نفع لینے دینگے مگر اُسوقت کہ (محمد صلعم) مارے جاوین یہ عہد نامہ باہم در کعبہ پر لٹکا دیا - اور شعب ابوطالب کا محاصرہ کرلیا - جو کوئی اُس شعب سے

---

[۱] سیرت ابن ہشام -

باہر آتا اُسے خوب مارتے اور بازار سے کوئی چیز خرید کرنے نہ دیتے تھے بعض لوگ جنکے خاص رشتہ دار وہان بند تھے وہ اُنکے لئے کچھہ کھانا خفیہ بھیجا کرتے تھے۔ اور اُسی پر سب کا گذر تھا۔ یہ مصیبت کامل تین سال آپ اور آپ کے رفقا پر برابر رہی۔ جب یہ لوگ محاصرہ مین پڑے پڑے تنگ آ گئے۔ اور بال بچے بھوکے اور پیاسے روتے روتے قریب المرگ ہو گئے تو قریش مین سے بعض کو بوجہ رشتہ داری کے اُنپر رحم آیا تب چند اشخاص نے ملکر عہد کو توڑا اور عہدنامہ کو پھاڑا۔ اور محصورین کو وہان سے نکالکر لائے تب بنی عبد المطلب اپنے اپنے گھرون مین آنکر بسے۔ [1]

طایف کا سفر سنہ ۱۰ بعثت

اس سال مین آنحضرت صلعم کے چچا ابو طالب جو آپکے ہمیشہ حامی و محافظ رہے انتقال کر گئے۔ اور مصیبت پر مصیبت یہ واقع ہوئی کہ آپ کی محسنہ اور جان نثار بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی راہی ملک بقا ہوئین اُسوقت آنحضرت نہایت مغموم ہوئے کیونکہ دو غمگسار آپکے انتقال کر گئے اسی لئے اس سال کا نام آپنے عام الحزن (غم و رنج کا سال) رکھا ہے۔ الحق آپ کا رنج والم نہ ہفتہ دو ہفتہ یا مہینے دو مہینے یا سال دو سال کا تھا کئی دس سال گذر گئے ہین۔ اور کفار کا یہ حال کہ پھر بھی آرام نہین لینے دیتے اور اُسیطرح آپ کو تکالیف و مصائب کا نشانہ بنا رکھا ہے۔ اور آپ ہین کہ اُسیطرح استقلال مین نوح اور صبر مین ایوب اور حکم برداری مین ابراہیم اور ثابت قدمی و دلیری مین موسیٰ و ہارون۔ اور شجاعت مین داؤد بنے بیٹھے ہین۔

---

[1] صحیح بخاری و ابن ہشام و ابو الفدا۔

چنانچہ اسی ہمت و استقلال اور صبر و تحمل کیطرف اللہ تعالیٰ اشارہ فرماتا ہے۔

یعنی کیا ہمنے تیرا سینہ کشادہ اور فراخ نہین کیا جو تمام تنگیون اور مصیبتون کو برداشت کرسکتا ہے۔	اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ وَرَفَعْنَا

سچ ہے اگر خدا کیطرف سے شرح صدر نہ ہو تو ایسی مصیبت کے ساتھہ کوئی انسان اسقدر مدت دراز تک اس قسم کی سختیان اُٹھا نہین سکتا۔

الغرض کفار مین سے کوئی کافر نہ آپ کی بات اور پند نصایح سنتا تھا اور نہ کلام پاک ربانی کو اپنے کالون تک پوہنچنے دینے کا موقع دیتا تھا پھر بھی آنحضرت صلعم وعظ سنانیکو نکلا کرتے تھے اور گھر گھر اور قبیلے قبیلے مین پھر کر پیغام الٰہی پہونچایا کرتے اور ہر ایک قبیلہ کے شرفا سے آپ یہی التجا کرتے تھے کہ مین تم مین سے کسیکو کسی بات پر مجبور نہین کرتا میرا صرف یہی منشا ہے کہ تم لوگ مجھہ سے ایذا پہونچانے والون کو روک دو تاکہ مین اپنے رب کے پیغام پہونچا دون ربیعہ بن صیاد کہتا ہے کہ مین نے بازارونمین دیکھا ہے کہ آپ لوگون کے پیچھے پیچھے اُنکے ڈیرون مین جاتے۔ اور لوگون سے فرمایا کرتے کہ کوئی ہے جو مجھے میری قوم مین لیجائے۔ کیونکہ قریش نے تو مجھے میرے رب کا کلام پہونچانے سے روک دیا ہے۔ آنحضرت اکثر فرمایا کرتے تھے۔

یعنی مین تم سے کچھہ معاوضہ نہین مانگتا مگر پاس قرابت ہی ملحوظ رکھو ازادی سے وعظ کرلنے دو۔	لَآ اَسْئَلُكُمْ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

جب آنحضرت صلعم کو مکہ کے لوگون سے ہر قسم کی نا امیدی ہوئی اور انکی شرارتین حد سے زیادہ دیکھین - اور پند و نصایح کا باب بھی بند ہو گیا تو آپ نے طائف کا ارادہ اس غرض سے کیا کہ شاید وہین کوئی اسلام کا وعظ کرنے دے آخر مکہ سے روانہ ہو کر پاپیادہ طائف پہونچے - باوجودیکہ مستامن کی حمایت اور مہمانداری عرب کا عام دستور تھا مگر خدائے واحد کیطرف بلانیوالے کو اُس جاہل قوم مین امن کہان طایف کے روسا نے پناہ دینا تو درکنار چند آوارہ نوجوان لڑکون کو آپ کے پیچھے لگا دیا - اُن اوباشون نے اس عظیم الشان مہمان پر پتھر چلائے کنکر برسائے - گالیان دین اور ٹھٹھے مارے - آنحضرت صلعم کا بدن مبارک زخمون سے چور چور اور لہولہان ہو گیا اس حالت مین آپ نومیدی سے دل شکستہ سواد کے ایک باغ مین زیر سایہ بیل انگور کے جا بیٹھے - اس موقعہ پر سر ولیم میور صاحب لکھتے ہین - محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سفر طایف مین ایک نہایت اعلی جوانمردانہ حالت پائی جاتی ہے ایک یکہ و تنہا شخص جسکو اُسکی قوم کے لوگون نے بالکل چھوڑ دیا تھا - اور نہایت حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے خدا کے نام پر دلیرانہ آگے بڑھا جسطرح یونس علیہ السلام نینوہ کو گئے تھے اور اُنھون نے ایک بت پرست شہر کو کہا تھا کہ توبہ کرین اور اُنکی رسالت کی تائید کرین - اس سے ایک نہایت قوی روشنی اس امر پر پڑتی ہے کہ اُنکو اپنے کام کے منجانب اللہ ہونیکا - کس شدت سے یقین تھا -

آنحضرت صلعم کو احاطہ باغ مین انگور کی بیل کے سایہ مین بیٹھے بیٹھے اہل مکہ اور اہل طایف کی ایذادہی اور بدسلوکی کا کچھ خیال سا آ گیا اور کسیقدر مغموم ہوئے تو اُسیوقت آپ کو خدا کیطرف سے الہام ہوا کہ اگر تو چاہے تو اس شہر کو ابھی تہ و بالا کر دیا جائے آپ نے معافی عرض کی -

بَلْ اَرْجُوْ اَنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ اَصْلَابِهِمْ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ	یعنی مین امید کرتا ہون کہ اللہ تعالی انہین مین سے ایسے لوگ پیدا کریگا جو خدائے وحدہ لاشریک کی پوجا کرینگے۔

اس دعا کے مقابلہ مین جب ہم نوح علیہ السلام کی اس دعا پر جو انہون نے اپنی قوم کے حق مین کی تھی۔

وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا	یعنی کہا نوح نے اے رب چھوڑ اس زمین پر کافرون کا ایک گھر بسنے والا۔

غور کرتے ہین تو آپ کے وجود باجود کو بفحوائے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ رحمت عالم تسلیم کرنے مین کوئی شک وشبہ باقی نہین رہتا۔ غرض کہ آنحضرت نے اس ناخداترس قوم کو عتاب الہی سے بچا کر نہایت عاجزی سے بارگاہ رب العزت مین اپنی کمزوری اور مسکینی کا یون اظہار کیا اے رب جلیل یہ بندہ مسکین وعبد ذلیل تیری بارگاہ عزت وجلال مین اپنی کمزوری اور صبر وقوت کی کمی اور اپنی ذلت وخواری کی فریاد لایا ہے۔ کیونکہ تو ہی سب سے زیادہ رحم والا ہے اور تو ہی ہر ایک عاجز وناتوان کا مددگار اور تو ہی خود میرا مالک اور میرا پروردگار ہے۔ تو مجھے کس کے حوالہ کرتا ہے۔ کیا ایسے دوست کے جو مجھے دیکھکر ناک بھون چڑہاوے۔ یا ایسے دشمن کے جسکو تو نے میرا معاملہ سونپ دیا ہے لیکن یہ بلا تیری خفگی کیوجہ سے نہین ہے۔ تو مجھے اسکی کچھ پرواہ نہین ہے مگر تیرا بچاؤ میرے لئے بہت زیادہ وسیع ہے۔ مین تیری قدرت ورحمت کے نور مین جو تمام تاریکیون کو روشن کردینے والا اور دنیا وآخرت کے کام سنوار دینے والا

---

[1] صحیح بخاری۔

[2] سورہ نوح آیت۔ ۲۶۔ پارہ۔ ۲۹۔

ہے تیرے غیظ و غضب سے پناہ لیتا ہون۔ اور اگر خفگی ہی مین میری بھلائی ہے۔ تو تجھے وہان تک اختیار ہے۔ کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے اور بغیر تیری مدد کے نہ مین برائی سے بچ سکتا ہون اور نہ نیکی ہی کی طاقت و قدرت رکھتا ہون[1]۔ اسی قسم کی مناجات گرفتار ہونے کی رات کو مسیح علیہ السلام نبی اسرائیل کے گھرانہ کے خاتم الانبیاء نے بھی کی تھی۔ کہ اے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ میرے پیئے بغیر مجھ سے گذر جائے۔ مگر نہ جیسا مین بلکہ جیسا تو چاہتا ہے۔ اور اے باپ اگر ممکن نہین کہ یہ پیالہ میرے پیئے بغیر مجھ سے گذر جائے تو تیری مرضی ہو۔ مگر جب صلیب دئے جانیکا وقت قریب پہونچا تو مسیح علیہ السلام کی زبان سے یہہ اضطرابی کلمہ نکل ہی گیا۔

ایلی ایلی لما سبقتانی[2]	اے میرے خدا اے میرے خدا تونے مجھے کیون چھوڑ دیا۔

لیکن حضور علیہ السلام کی کسی مصیبت مین یہ اضطرابی حالت نہین ہوئی جسکو خود مخالفین اسلام نے تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ سر ولیم میور صاحب اپنی کتاب لایف آف محمدی کی جلد ۲ باب ۷ صفحہ ۲ ۱۳ مین لکھتے ہین کہ ایک لحظہ کیلئے اُس زمانہ پر نظر کرین۔ جبکہ ہر ایک شخص کو جو شریک حال محمد تھا۔ مکہ مین ذات سے باہر کر دیا گیا۔ اور شعب ابیطالب مین وہ لوگ قید رہے اور وہان تین یا چار برس تک بغیر توقع اقامت کی محتاجی اور سختی کی برداشت کرتے رہے۔ وہ تو بڑے ہی مضبوط اور قوی اسباب ہونگے جو اس امر کے باعث ہوئی۔ کہ محمد اُن تمام مخالفتون اور علانیہ مایوسیون اور ناکامیون مین اپنے اصول پر غیر متزلزل

---

[1] صحیح بخاری و مدارج النبوۃ۔

[2] انجیل

قایم رہے۔ جون ہی وہ قید سے چھوٹے اپنے شہر سے مایوس ہوکر طایف کو چلے
اور وہان کے فرمانرواؤن اور رئیسون کو توبہ کی دعوت کی وہ تنہا اور بے مددگار
تھے۔ مگر وہ کہتے تھے کہ ہمارے ساتھہ خدا کا پیغام ہے۔ تیسرے روز اُس شہر کے
لوگون نے اُنکو ذلت سے نکالدیا پنڈلیون سے اُنکی خون جاری تھا کیونکہ اہل
شہر نے اُنکو زخم پہونچاے تھے وہان سے چلکر وہ تھوڑی دور جا ٹھیرے۔ اور
خداے پاک کے حضور مین شکایت کی تب پھر مکہ کو واپس پھرے۔ اور وہان پھر
وہی نا امیدی کے کام پر۔ مگر انجام مین کامل یقین پر مشغول ہوئے ہمکو صفحات
دہر مین ایسی مثال کی تلاش عبث ہے کہ جسمین کوئی شخص اس طرز سے رہا ہو
جیسے کہ نبی عربی تیرہ برس تک یاس اور خوف اور ابتذال اور اذیت مین
مستقیم الایمان رہکر توبہ کا وعظ کرتا رہا۔

معراج

جبکہ نبی الموعود خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پامردی و مردانگی
اور ہمت و استقلال کے ساتھہ بارہ برس کامل دکھہ اور تکالیف مین ثابت
قدم رہکر بڑے بڑے اہم معاملات مین کار نمایان کر چکے۔ یعنی قرآن مجید کا
شیوع کیا اور بت پرستون کو مجبور و معقول کر کے بت پرستی اور بتون
کے استیصال کے سامان مہیا کر دئے اور دہریون کو معقول دلائل سے
عاجز کر کے اُنھین وجود صانع عالم تسلیم کرا لیا اور اہل کتاب کو اُنکے شرکیہ افعال
پر متنبہ کر کے شرک اور کفر کی بنیاد کہنہ کو متزلزل کر دیا اور چار دانگ عالم
مین ایک عجیب انقلاب کی صورت پیدا کر کے تہلکہ ڈالا

سعدی

چو صیتش در افواہ دنیا فتاد — تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد

صفات حق سبحانہ تعالیٰ کا مسئلہ جو یوم آفرینش عالم سے الجھن اور تاریکی مین پڑا ہوا تھا۔ اور اُسپر کسی مذہب یا بانئی مذاہب نے کوئی روشنی ڈالکر خالق اسکی رہنمائی نہین کی تہی کہ اُس ذات قدسی صفات کی صفتون کو اس عالم اسباب اور مخلوقات عالم سے کیسا مناسبت اور کیسا تعلق واقعہ ہوا ہے۔ اور انتظام عالم کو اُس سے کیا تعلق ہے۔ اور جذبات انواع واقسام مخلوقات خصوصًا نوع انسانی کے قوے کے تقاضا ؤن اور فطرتی میلانو کی ہیئت کذائی کس قسم کی صفات والا خدا چاہتی ہے۔ بلکہ ہر ایک نے اپنی اپنی نوبت پر صفات باری کے سالک طریق کو اور بھی دہندلا کیا ہے لیکن نبی الموعود نے اس عقدۂ لاینحل کو حل کر کے یہ راز سربستہ بنی آدم پر یون کھولا کہ میرا اور تمہارا معبود صانع عالم ہے۔ خالق ہے۔ رازق ہے۔ رب ہے۔ رحمن ہے۔ رحیم ہے۔ قادر ہے۔ کریم ہے۔ ستار ہے۔ غفار ہے۔ سمیع ہے۔ بصیر ہے۔ علیم ہے۔ خبیر ہے۔ یہ صفات اور اُنکی مانند دیگر صفات جنہین انتظام عالم اور پیدایش خلق اللہ سے پورا پورا تعلق اور مناسبت ہے اُن سب مین وہ یکتا اور کامل واکمل ہے اور اپنے پیرؤن کو تشبیہ اور تمثیلون کی تاریک راہ مین بہٹک جانے سے لَیۡسَ کَمِثۡلِہٖ شَیۡءٌ کہکر بچا لیا اور دنیا مین توحید فی الذات اور توحید فی الصفات اور توحید فی العبادات کی ایک نئی روح پہونک دی اور تمام تعلقات اسباب کو لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہکر مٹا دیا ان کارہائے نمایان کی انجام دہی وبجاآوری مین حضور علیہ السلام تمام اپنے ہم سبق اور ہم کام انبیاء علیہم السلام مین گوے سبقت لیگئے جسکے

صلہ مین بارگاہ صمدیت سے حضور علیہ السلام کو بلند مرتبہ معراج بخشا گیا اور معزز خطاب سید المرسلین اور مبارک لقب اشرف الانبیاء سے سرفراز وممتاز ہوئے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ معتبر کتب احادیث وسیر مین لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام حسب معمول نبوت کے بارہوین سال ماہ رجب کی ستائیسوین شب کو مشغول بریاد الہی کعبہ مین موجود تھے[1] اور وہین خواب استراحت فرمایا وہان سے بیت المقدس اور بیت المقدس سے سدرۃ المنتہیٰ تک اور سدرۃ المنتہیٰ سے عرش اعلیٰ ولامکان تک تشریف لیگئے چنانچہ حق سبحانہ تعالیٰ عزو اسمہ اپنے حبیب محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال عروج کی ابتدا یون بتلاتا ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ[2]	پاک ہے وہ جو اپنے بندے کو ایک رات مسجد حرام (کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک لیگیا جسکے دور کو ہمنے برکت دی تاکہ ہم اُسکو اپنے نشانون مین سے دکھلاوین بے شک وہ سننے والا ہے۔ دیکھنے والا ہے۔

اس سفر معراج مین حضور علیہ السلام نے بارگاہ صمدیت کی خاص حضوری حاصل کی اور نور احدیت سے بلا کسی حجاب کے واصل ہو کر بڑے بڑے عظیم الشان نشانات اور آثار قدرت مشاہدہ کئے۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی[3]	اُس کی آنکھ نے کجی نہین کی اور غلطی نہین

[1] شفاء قاضی عیاض بروایت حضرت انس رض

[2] سورۂ بنی اسرائیل آیت ۔۱۔ پارہ ۔۱۵۔

[3] سورہ نجم آیت ۔ ۱۷ و ۱۸۔ پارہ ۲۷۔

لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى	کھائی ضرور اپنے رب کے بڑے بڑے نشانات دیکھے۔

اسکے بعد کچھ اسرار مخفی جو روحی تعلیم اور تزکیہ نفس سے متعلق ہین وحی کئے گئے۔

فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی [1]	پھر اپنے بندے (محمد صلعم) کے دل مین ان عظیم الشان اسرار کو ڈالا۔

روحی تعلیم اور تزکیہ نفس کے طریقے آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہم کو تعلیم کئے۔ اور بتوسط اُنکے یہ تعلیم اولیا کرام مین رائج ہوئی جسکا بیان ہماری فہم و ادراک سے باہر ہے۔

جب حضور علیہ السلام رونق افزائے عالم ہوئے تو عالم بالا کے عجائبات جو مشاہدہ کئے تھے وہ اور احکام جو امت مرحومہ کے حق مین وحی ہوئے سب بتلائے اور پڑھ سنائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سنکر تمام باتون کی بصدق دل تصدیق کی اور صدیق اکبر خطاب پایا۔ دیگر اصحاب کبار رضی اللہ عنہم واقعہ معراج پر ایمان لاکر جملہ احکام الٰہی کی پابندی اور بجاآوری مین سرگرم ہوئے۔ اور ابوجہل قریش کے فرعون نے اپنی جہالت سے واقعہ معراج کی تکذیب کر کے اپنے ہم خیال لوگون مین طرح طرح کے شکوک اور شبہات پھیلائے۔ اور زندیق مشہور ہوا۔

چونکہ کفار مکہ دیدار الٰہی اور واقعہ شب معراج سے منکر ہوکر آنحضرت صلعم کی شان مبارک مین زیادہ گستاخی اور بے ادبی سے پیش آنے لگے اور واقعہ معراج کو ازراہ تعجب محال کہتے تھے۔ اسلیئے اللہ جلشانہ نے اُنکا تعجب رفع

[1] سورہ نجم ۔ آیت ۔ ۱۰ ۔ پارہ ۔ ۲۷ ۔

کرنے کے لئے آنحضرت صلعم کی تقرب اور مشاہدہ کی کیفیت معقولی طور پر کلام مجید مین یون بتلائی ہے۔

عرب کا دستور تھا کہ جب دو آدمی باہم دوستی و اتحاد پیدا کرتے تو دونون معاہدہ کنندہ اپنی اپنی کمانونکو اسطرح ملاتے کہ ایک کمان کی لکڑی اور تار دوسری کمان کی لکڑی اور تار سے ازابتدا تا انتہا ایک سرے سے دوسرے سرے تک ملاتے تب دونون قوسون کے دو قاب ایک قاب کی شکل دکھائی دیتے پھر دونون کمانون کو اسطرح ملانے کے بعد دونون معاہدہ کنندہ ایک تیر اُن دونون کمانون مین (جواب ایک ملکر ہوگئی تھی) رکھکر چھوڑتے اور یہ رسم عرب کی اس امر کا نشان تھا کہ اُسوقت کے بعد ایک کمان والیکا دوست دوسرے کمان والیکا دوست ہے - اور ایک کمان والیکا دشمن دوسرے کمان والیکا دشمن ہوگا[1]

پس ٹھیک اسیطرح محمد صلعم صاحب معراج نے حق سبحانہ تعالی عزاسمہ کی گرامی اور مقدس ذات سے دنون ادر تقرب حاصل کرلیا کہ آنحضرت صلعم کی کمان فرمانبرداری اور عبودیت نے اللہ تعالی کی کمان وحدت او یکتائی سے کمال یکرنگی اور اتحاد و یگانگت حاصل کیا ہے۔

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى[2]	پھر نزدیک کھڑا ہوا - اور پاس کھڑا ہوا پس دو کمانونکا قاب یا اُس سے بھی نزدیک ہوگیا

پس یہ رسول آخرالزمان فخر بنی آدم بالکل الہی ارادون کے تابع ہوگیا ہے اور اپنے اعتقاد اور قول و فعل مین اپنے معبود حقیقی ہی کی رضامندی کو

---

[1] تفسیر مظہری

[2] سورہ نجم - آیت - ۸-۹ - پارہ - ۲۷ -

مقدم رکھتا ہے۔ اور اُسی کے بُلائے سے بولتا ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ؎۱	اور نہین بولتا اپنی خواہش سے مگر جو بولا وہ الہام الہی ہے جو بھیجا گیا۔

اے مشرکو اے منکرو محمد صلعم کا غضب اللہ تعالی ہی کا غضب ہے اور اُسکا رحم اللہ تعالی ہی کا رحم ہے اُسکے ہاتھہ پر بعیت کرنا جسپر صدیق نے بھی بعیت کی اللہ تعالی ہی کے ہاتھہ پر بعیت کرنا ہے۔

؎۲ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ	یقیناً جو لوگ تجسے ہاتھہ ملاتے ہین وہ اللہ تعالی سے ہی ہاتھہ ملاتے ہین اللہ کا ہاتھہ اُنکے ہاتھون پر ہے۔

پھر صاحب معراج کے مشاہدہ اور دیدار الہی کی کیفیت بتلائی ہے کہ شب معراج مین جناب رسالت مآب فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا دیکھا یہی۔ کہ اپنے رب تعالی کے عظیم الشان نقش قدرت مشاہدہ کیے اور کمالات انسانی کے حاصل کرنیکا نظارہ کیا۔

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى	اُس دل نے جو دیکھا خوب دیکھا (یعنی مغالطہ نہین کھایا) کیا (مشرکو) تم اسکے دید پر جھگڑتے ہو۔

اے کافرو اپنے مہربان ہادی کے منکرو یہ تو بتلاؤ کہ تمنے کیا دیکھا جسکے دیکھنے کے بعد بت پرستی کے عمیق غار اور دریائے شرک مین ڈوب مرے اور وادی ضلالت مین بھٹک گئے۔

؎۱ سورہ نجم۔ آیت۔ ۳ و ۴۔ پارہ۔ ۲۷۔

؎۲ سورہ فتح آیت۔ ۱۰۔ پارہ۔ ۲۶۔

واہ تمنے تولات وعزی ہی کو دیکھا اور منات جو تیسرا اور سب سے گیا گذرا ہے۔	أَفَرَءَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ[1] وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ

انصاف سے کام لو عقل کو بیکار نہ رکھو اس عجیب غریب تفرقہ اور تفاوت پر نگاہ تو کرو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے حبیب کے مشاہدات قدرت اور دیدار الہی کرنیکا اور عروج کا نیتجہ کیا ہے۔ اور لات اور منات اور عزی کی پرستش کا انجام اور درشنون کا ثمرہ کیا ہے ایک یہ توحید کا واعظ سچے علوم کا معلم قوم کو دہریت کے ادبار اور بت پرستی کی ذلت سے نکالنے والا۔ دوسرے تم لوگ وہم پرست پتھرون سے حاجات مانگنے والے فسق وفجور مین مبتلا اور تمدن ومعاشرت کے دشمن قوم اور ملک کو باہمی تنازعات اور جھگڑون مین تباہ وبرباد کرنے والے۔ دیکھا مشرکو دیدار الہی کے منکر وتمکو بت پرستی اور لات ومنات اور عزی کی پرستش اور درشنون نے کیسی تاریک راہ اور جہالت کے اندھیرے مین بھٹکایا۔

چونکہ واقعہ معراج منجملہ اسرار الہی کے ایک بہت بڑا سر ہے اسکی کنہ تک عقل بشری نہین پہونچ سکتی اور نہ فہم وادراک کا وہانتک گذر ہے بلکہ اس معاملہ مین زیادہ بحث کرنا موجب فتنہ ہے۔

اور نہین کیا ہمنے اُس رویا کو جو تجھکو دکھلایا مگر واسطے آزمایش لوگونکے۔	وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ[2] إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ

چنانچہ واقعہ معراج مین خود علمار اسلام دو گروہ ہو گئے[3] اسلیے ہمکو واقعہ

---

[1] سورہ نجم۔ آیت ۱۹ و ۲۰۔ پارہ۔ ۲۷۔

[2] صحیح بخاری کتاب المعراج۔

[3] صحیح بخاری وشفار قاضی عیاض وتفسیر کبیر۔

معراج کی بنسبت بطور ایمان بالغیب کے مجملاً یہ اعتقاد رکہنا چاہیے کہ واقعہ معراج بالکل عینی اور ایک قسم کا مشاہدہ تہا اور اُسکی کنہ اور ماہیت کے بارہ مین جرح و قدح یا بحث کرنے سے معترز رہین۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا	اور اُس بات کے پیچہے مت پڑ جسکا تجھکو علم نہین ہے بیشک کان اور آنکہ اور دل ان سب سے سوال ہوگا۔

باتباع اِس آیت موصوفہ کے واقعہ معراج کا بیان ہم اسی قدر مناسب سمجہتے اور خیال کرتے ہین کہ بتوفیق الٰہی جسقدر ہمسے بیان ہو سکا۔

ہجرت

ملک عرب مین حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہم السلام کے وقت سے یہ رسم چلی آتی تھی کہ لوگ اطراف و اکناف مکہ سے حج کے لئے مکہ معظمہ مین آیا کرتے تہے اور یہ رسم حج ابراہیم کی یادگار اسمٰت کی یادگار ہے کہ حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہم السلام نے ہی اِس مقدس گہر کعبہ کو تعمیر کیا تہا اور اُنہون نے ہی آداب اور ارکان حج کے مقرر فرمائے ہین۔ نبوت کے گیارہوین سال حج کے موقعہ پر کچہہ آدمی یثرب سے بھی حج کے لئے مکہ معظمہ مین آئے اِس زمانہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قوم سے سخت مایوسی اور ناامیدی ہو چکی تھی مگر پہر بھی حضور علیہ السلام نے حاجیون کے مجمع مین بڑی جرأت اور دلیری سے خانہ کعبہ کے اندر تشریف لاکر اِس شد و مد سے اسلام کا وعظ کہنا شروع کیا کہ تمام مشرکین کفار سنکر دنگ رہگئے اور اہل مدینہ پر کمال اثر ہوا۔ اور اُنمین سے چہہ آدمی وہ مشرف باسلام ہوگئے جنہون

لہ سورہ بنی اسرائیل۔ آیت۔ ۳۸۔

نے مدینہ کی یہودیون سے سن رکھا تھا کہ عنقریب ایک نبی پیدا ہونے والا
ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مثل اور انہین کے مانند صاحب شریعت
ہوگا جسکے تابع ہوکر ہم لوگ تمام منکرین دین پر فتح اور نصرت حاصل کرینگے۔

اور اس سے پیشتر اُسکی (رسول اللہ صلعم کے) ذریعہ سے کافرون پر فتح کے خواہان تھے۔	وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا[1]

جب اُنہون نے آنحضرت صلعم کا وعظ سُنا اور آپ کے چہرہ انور کی زیارت کی
تو اُنکو یقین کامل ہوگیا کہ یہ وہی نبی موعود ہے جسکا چرچہ یہود مین پھیلا ہوا ہے
اسلئے ایمان مین سبقت کی اور نخلستان یثرب کے خوش نصیب رہنے والون
کیلئے اپنے ہمراہ یہ مژدہ جانفزا لیتے گئے کہ خاص مکہ مین ایک نبی پیدا ہوا ہے
جو اپنی بعثت کی غرض یہ بتلاتا ہے کہ تمام بندگان خدا کو خدائے واحد حقیقی کی
پرستش پر قایم کرون۔ یہ سنتے ہی جناب رسالت مآب اور دین متین
کا چرچا وہان عام طور پر ہونے لگا۔ چنانچہ کوئی گھر اور کوئی مجمع اور کوئی صحبت
ایسی نہ تھی کہ جہان آپ کا ذکر خیر نہ ہوتا ہو۔

نبوت کے بارہوین سال پانچ آدمی اُن نومسلم شخصون مین سے
اور ساتھ آدمی قبیلہ اوس اور خزرج کے مکہ مین آئے اور حضور علیہ السلام
کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوکر یہ ساتھ شخص بھی اسلام کے حلقہ بگوش
ہوئے اور آپ سے بیعت مین یہ عہد کیا کہ ہم کسی چیز کو خدا کا شریک نہ گردانین
گے اور نہ چوری اور زنا کرینگے۔ اور نہ قتل اولاد کے مرتکب ہوونگے۔ یعنی
نہ تو اُنکو بتون پر بلدان چڑھائینگے نہ بوجہ غیرت یا افلاس کے قتل کرینگے۔ اور
غیبت اور بدگوئی سے پرہیز کرینگے۔ اور ہر امر مین خدا اور رسول کے حکم کے

[1] سورہ بقر۔ آیت۔ ۸۸۔ پارہ اول۔

پابند رہین گے اور رنج وراحت مین مسلمانون کے شریک حال ہونگے پھر حضور علیہ السلام نے اُنکی درخواست کے بموجب اسلام کی تعلیم کے واسطے حضرت مصعب بن عمیر کو اُنکے ساتھہ کر دیا۔ مدینہ منورہ مین کلام الہی کے وعظ اور اسلام کے شیوع نے ایسا اثر کیا کہ بہت لوگون نے شرک اور بت پرستی سے تائب ہو کر اسلام قبول کیا اور مسلمانون کی ایک بہت بڑی جماعت بنگئی۔

نبوت کے تیرھوین سال ایام حج مین حضرت مصعب بن عمیر مع بہت سے مسلمانون کے واپس مکہ مین آئے۔ اور حضور علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے اور یثرب والونمین سے بہتر مردون اور دو عورتون نے اور اسلام قبول کیا اور اُن سب نے حضور علیہ السلام سے بیعت کی اور عرض کیا کہ اگر حضور اور حضور کے اصحاب ہمارے شہر مین رونق افروز اور وہان قدم رنجہ فرما ہو کر ہمکو سرفرازی بخشین تو ہم سب حضور کی خدمت گذاری اور اطاعت مین کسی قسم کی کمی نہین کرینگے۔ اور اگر کوئی دشمن حضور کا مدینہ پر چڑہ آویگا تو ہم اُسکے دفعیہ مین اپنی جان تک دینے کو حاضر ہین اور اصحاب رسول اللہ کو اور خود رسول اللہ کو ہر قسم کی امداد اور حتی الوسع آرام دیکر انصار اللہ مین داخل ہونا دل وجان سے چاہتے ہین۔

اِس گفت وشنید کے بعد حضور علیہ السلام نے اُنہین لوگونمین سے بارہ آدمی اُنکے قبیلہ کی ہدایت کیواسطے اِسطرح منتخب کئے کہ جسطرح حضرت موسی علیہ السلام نے اپنی قوم مین سے بارہ آدمی مقرر فرمائے تھے اور حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے بارہ حواری انصار دین قایم کئے تھے۔

اِس بیعت کو بیعت ثانیہ اور نبوت کے بارھوین سال جو بیعت ہوئی تھی اُسکو بیعت اولی (پہلی بیعت) کہتے ہین۔ اگرچہ یہ بیعت ثانیہ کا معاہدہ ایسے وقت

ہوا تہا جبکہ مشرکین اور کفار مکہ کی آنکھون پر اندہیری رات نے اپنا سیاہ دامن ڈالا ہوا تھا - مگر مشرکین مکہ بھی اس حال سے غافل نہ تھے کیونکہ منجملہ ان شیطینون کے ایک شیطان سیاہ رو تاک مین لگا ہوا تھا اُس نے یہ سب حال دیکھکر اپنے ہمجنسون کو آگاہ کر دیا اور وہ اور زیادہ سے زیادہ ایذائین اور تکالیف دینے پر مستعد ہوئے - چنانچہ وہ اُن لوگون کی تلاش مین نکلے جو مدینہ کیطرف روانہ ہوئے تھے - اور اُن بارہون مین سے ایک سعد بن عبادہ اُن کے ہاتھ لگ گئے - وہ اُنکو سر کے بال پکڑکر مارتے پیٹتے مکہ مین لائے اور ابوجہل بدبخت نے اپنے خبث باطنی کی تحریک سے مدینہ کی راہ لی اور وہان پہونچکر عیاش بن ربیعہ کو جو اُسکا مان کیطرف سے بھائی تھا - کہا کہ تیری مان تیری جدائی سے روتی ہے اور کھانا پینا ترک کر دیا ہے تو ایک دفعہ مکہ چل - اور اس فریب سے عیاش بن ربیعہ کو مکہ مین لاکر قید کر دیا -

اِن دونون بیعتون کے درمیان جو زمانہ گذرا وہ اُن زمانون سے بھی سخت اور شدید تر تہا جو اب تک آپ پر نہایت سخت بارہ سال گذر چکے تہے اور اُس سختی اور صعوبت کے مقابلہ مین جو حضور علیہ السلام سے صبر - توکل - ثبات ظہور پذیر ہوا - اُسکے بارہ مین مخالف اسلام سر ولیم میور صاحب لکھتا ہے کہ پیغمبر اسلام اسطرح سے دشمنون کے نرغہ مین گھرے ہوئے تھے اور فتح تبین کے منتظر تھے - اور ظاہرا بے یار و مددگار رہتے - اور اُنکے اصحاب کا چھوٹا سا گروہ گویا شیر کے مُنہ مین تہا - تاہم اُنکو اُس قادر مطلق پر بہروسہ تہا جسکا رسول وہ اپنے تئین سمجھتے تھے - اور اُنکے پائے ثبات مین ایک سر مو لغزش نہ ہوئی تہی غرض اس مصیبت و تنہائی مین وہ ایسے عالی مرتبہ و جلیل الشان معلوم ہوتے ہین کہ کتب مقدسہ سماویہ مین اُنکا کوئی عدیل و نظیر دکھائی نہین دیتا

سوائے اُس بنی اسرائیل کے نبی (یعنی حضرت الیاس) کے جسنے خداوند عالم سے یہ شکایت کی تھی کہ مین اکیلا رہگیا ہون۔

الغرض مشرکین مکہ کی آتش عناد و نار نمرودی سے بھی زیادہ اُنکے دلونمین شعلہ فشان تھی اور مسلمانون کو مکہ مین کسی جگہہ پناہ نہین ملتی تھی حضور علیہ السلام نے مجبور ہوکر اُن مظلومون کو جو ایذا رسانی کفار سے بہت تنگ تھے یثرب کو ہجرت کرجانیکی اجازت دی اور جون جون اور جس جسطرح جسکو موقعہ ملا آہستہ آہستہ چلتے گئے۔ یون مکہ کے گھر کے گھر ویران اور غیر آباد ہوکر سنسان اور ہو کا مکان ہو گئے۔ جنکو خالی دیکھکر عتبہ بن ربیعہ نے ایک ٹھنڈا سانس اور آہ بھری اور قدیم شاعر کا یہ شعر پڑہا۔

وکل دار وان طالت سلامتہا | یوماً ستدرکہا النکباء والجواب

یعنی ہر ایک گھر خواہ کتنی ہی مدت تک آباد رہا ہو۔ آخر ایک نہ ایک دن باد حوادث کے جھوکون سے برباد ہوجائیگا۔ اور پھر نہایت اندوہ اور حسرت کے ساتھہ کہا کہ یہ سب جو کچھہ ہوا۔ ہمارے بھائی عبد اللہ کے بیٹے (محمد صلعم) نے کیا کہ جس نے ہماری جماعتون کو پراگندہ اور معاملات کو ابتر اور قوم کو تتر بتر کردیا۔ یہ افسوس ابتری قوم کا محض عتبہ کی کوتاہ نظری کی وجہ سے عتبہ کو ہوا ورنہ حضرت مسیح علیہ السلام چھہ سو برس پیشتر اِن واقعات ہجرت کا یون اشارہ کر گئے ہین کہ یہ نہ سمجھو کہ مین زمین پر صلح کرانے آیا ہون۔ صلح کرانے نہین بلکہ تلوار چلانے آیا ہون۔ کیونکہ مین اسلئے آیا ہون کہ بیٹے کو باپ سے اور بیٹی کو مان سے اور بہو کو ساس سے لڑا دون[1]۔ اور یہ منازعت اور لڑائی جھگڑے محض اس بنا پر تھے کہ مومن اور کافر مین ایک تفرقہ ہوکر مومنین مین خواہ کسی قبیلہ اور

---

[1] انجیل۔

قوم کے ہون ایک قدرتی رشتہ برادرانہ اور یگانگت پیدا ہوجائے - جیسا
کہ مدینہ مین پہونچنے کے بعد برادرانہ برتاؤ انمین ہوا - چنانچہ اللہ تعالی فرماتاہے -

پہر تم اللہ کے فضل وانعام سے آپس مین بھائی بھائی ہو گئے -	فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ؕ

جب حضور علیہ السلام کے جان نثار اصحاب ایک ایک دو دو تین تین کرکے
یثرب کو چلے گئے - تو کفار اور مشرکین مکہ کو یہ اندیشہ ہوا - کہ ایسا نہو محمد (صلعم)
بھی مکہ سے چلے جائین - اور پہر کبھی قابو مین نہ آسکین - اسلئے بہتر ہے کہ کوئی
ایسی تجویز کیجائی - جس سے ہمیشہ کیلئے یہ بکھیڑا پاک ہو - چنانچہ تجاویز سوچنے کے
لئے دار الندوہ مین اُنکے اہل الرائے کا بہت بڑا مجمع ہوا - اور آنحضرت صلعم
کی نسبت مختلف تجاویز سوچنے لگے وہان ایک بڈہا انسان صورت شیطان
سیرت بھی جو اپنے تئین نجد کا باشندہ کہتا تہا آبیٹھا اور دار الندوہ مین یون
رائین پیش ہونے لگین پہلا شخص - طوق و زنجیر ڈالکر محمد (صلعم) کو ایک
سنگین کوٹہری مین قید کردو جیسے کہ پہلے فتنہ پرداز شاعرون کے ساتہہ کیا
گیاہے -

شیخ نجدی - نہین یہ رائے ٹھیک نہین - کیونکہ بنی ہاشم اور محمد (صلعم) کے
تابعین آنکر کشت وخون کی نوبت پہونچاوینگے اور مرنے مارڈالنے پر مستعد
ہوکر بجبر محمد (صلعم) کو چھوڑ لینگے - اور فساد بدستور رہیگا -

دوسرا شخص محمد (صلعم) کو مکہ سے بطور اُسکے تابعین کے نکالدو اور پہر
کبھی یہان پر نہ آنے دو تاکہ ہم اُسکی شر سے محفوظ رہین -

شیخ نجدی - اس رائے سے بھی مجھکو اتفاق نہین اور نہ یہ رائے صائب ہے

کیونکہ محمد (صلعم) کی چرب زبانی اور سحر بیانی اور سب سے بڑھکر شیرین گفتگو تمکو معلوم ہے۔ وہ جہان جائیگا خلق اللہ کو اپنی جادو بیانی سے مسخر کر کے معہ اپنے تابعین کے مکہ پر حملہ کریگا جسکی زد کو روکنا اور مکہ مین اہل مکہ کو محفوظ رہنا مشکل ہوگا۔

ابو جہل۔ بہائیو جب تک دنیا مین اس محمد (صلعم) کا وجود ہے۔ ہم اہل مکہ مکہ مین امن سے رہ نہین سکتے میری رائے یہ ہے کہ قریش کے تمام قبایل مین سے ایک ایک یا دو دو آدمی منتخب ہون اور رات کو سب مجتمع ہوکر محمد (صلعم) کے مکان پر اکٹھے جائین اور گھر کے اندر ایک ساتھہ داخل ہوکر اُسکو اسطرح قتل کرین کہ گویا یہ قتل ایک ہی شخص کے ہاتھہ سے واقع ہوا ہے۔ اسصورت مین اُسکا خون تھوڑا تھوڑا سب قبیلون کے ذمہ لگجاویگا۔ بنو ہاشم تمام قبایل قریش سے تو لڑنے کی طاقت رکہتے نہین ہین۔ مجبوراً خون بہا لینے پر رضامند ہوجائینگے اور ہم سب بآسانی دیت ادا کر سکین گے اور ہمیشہ کیلیے محمد (صلعم) کے شر سے محفوظ اور آرام سے رہینگے۔

شیخ نجدی یہ رائے نہایت مناسب بلکہ انسب ہے اور اس سے تمام ارکین ندوہ کو اتفاق ہے۔ چنانچہ یہ رائے بالاتفاق پاس یعنی منظور ہوئی۔ جب مکہ والے مشرکین یہ منصوبہ گانٹھ کر قتل آنحضرت صلعم کے ایک رات تجویز و مقرر کر چکے اور اس نالایق کام کے لئے ہر ایک قبیلہ سے آدمی بھی منتخب ونامزد ہو چکے تو خداوند محافظ حقیقی نے اپنے مظلوم نبی اُمّی کو مشرکین کے اُس فاسد ارادہ سے جو اُنہون نے ناحق قتل کا کیا تھا الہاماً اطلاع کی اور فرمایا۔

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ[1]	اُنکی خواہش تو یہ ہی ہے کہ نور الٰہی کی

[1] سورہ صف۔ آیت۔ ۸۔ پارہ۔ ۲۸۔

شمع روشن کو اپنی پہونکوں سے قطعی بجھا دین پہر اللہ تو اپنا نور چمکا کر ہی رہے گا گو کافر لوگ برا منا دین تو پڑے منا وین۔	یُرِیۡدُوۡنَ لِیُطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰهِ بِاَفۡوَاهِهِمۡ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوۡرِهٖ وَلَوۡ كَرِهَ الۡكٰفِرُوۡنَ

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بذریعہ الہام کے مشرکین کے بد ارادہ سے مطلع ہوئے تو اپنے دو جان نثار اور فدائی صحابیون مین سے ایک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے بستر پر سلایا جنہون نے نہایت صبر اور شکر کے ساتھ اُس ناگہانی موت کو عین خوشی سے منظور کیا جو اُنکے ہادی اور پیشوا کیلئے بزعم مشرکین تجویز ہوئے تھے۔ اور وہ سکون و استقلال سے بستر اقدس رسول اللہ پر لیٹ گئے۔ اور دوسرے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلعم اپنے ہمراہ لیکر گھر سے عین اُسوقت نکلے کہ جب مشرکین خانہ نبوی کو چوطرف سے گھیرے ہوئے تھے تاہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک کھڑکی سے خفیہ نکلے اور مشرکین کور باطن کی ظاہری آنکھون مین بھی خاک ڈالکر چلے گئے اور غار ثور کا رخ کیا اور یہ وعدہ الہی کامل طور سے پورا ہوا

اللہ بچا لیگا تجھے لوگون کے گزند سے۔	وَاللّٰهُ يَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ[1]

غرضکہ آپ حسب وعدہ الہی بے خطر مشرکین قاتلان خونخوار کے نرغہ مین سے سلامت نکل گئے۔ جیسے کہ قاتل یہودیون کے نرغہ مین سے حضرت داؤد وسیح علیہ السلام بے خبر نکل گئے تھے (انجیل متی باب ۱۲۔ آیت ۱۵۔

غرضکہ حضور علیہ السلام اور حضرت ابو بکر صدیق پاپیادہ گھر سے نکل کر غار ثور کی جانب چلے نعلین پاؤن سے اُتار لین اور انگلیون کے بل اس خیال سے چلتے تھے کہ نشان قدم معلوم نہون۔ اسطرح کچھ دور چلنے سے

[1] سورہ مائدہ آیت - ۶۷ - پارہ - ۶ -

حضور علیہ السلام کے پائے مبارک سنگریزون سے زخمی ہو گئے
تو حضرت ابوبکر صدیق نے آپ کو اپنے کندہون پر اُٹھا لیا۔ اور غار ثور تک
تھوڑی سی مسافت اس وقت سے طے کی۔ جب غار پر پہونچے تو پہلے حضرت
ابوبکر نے اندر جاکر غار کو صاف کیا پھر غار کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو لیگئے۔ آنحضرت صلعم رات کے جاگے ہوئے تھے حضرت ابوبکر کے زانو پر
سر مبارک رکھکر کچھ دیر کے واسطے سو گئے۔ اور اسی اثنا مین کسی سوراخ
سے نکلکر ایک سانپ نے حضرت ابوبکر صدیق کے پاؤن مین کاٹا۔ مگر حضرت
ابوبکر نے اس خیال سے کہ مبادا رسول اللہ کے آرام مین خلل واقع ہو اُف تک
نہین کی اور جیسے بیٹھے تھے۔ بدستور بیٹھے رہے۔ جب آنحضرت صلعم بیدار
ہوئے تو حضرت ابوبکر سے سانپ کے کاٹنے کا واقعہ معلوم کرکے جہان سانپ
نے کاٹا تھا وہان اپنا لعاب دہن لگا دیا جس سے اثر زہر فوراً دفع ہو گیا۔
پھر کچھ دیر کے لیے حضرت ابوبکر نے آرام کیا اور آپ نگران رہے۔

حضور علیہ السلام کے دولت خانہ سے باہر نکلجانے کے بعد۔ جو کفار خانہ
اقدس کو گھیرے ہوے تھے قتل رسول اللہ کے لیے اندر آئے اور قتل کیلئے
ہاتھ بڑہایا تو معلوم ہوا کہ بستر پر نہایت صبر و استقلال سے حضرت علی کرم اللہ
وجہہ لیٹے ہوئے ہین حضرت ممدوح کی یہ جان نثاری اور صبر و سکون دیکھ
اُن خونیون کو بھی رحم آگیا۔ اور اُنکو زندہ چھوڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
تلاش مین لگے اس واقعہ مین حضرت ابوبکر صدیق و حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی
وفاداری و جان نثاری بھی اعلیٰ درجہ کی اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ کیونکہ جب حضرت
موسیٰ نے اپنے متبعین سے کہا کہ تم کنعان مین چلو تو سب نے جواب دیدیا کہ وہان
کے لوگ بڑے طاقت ور اور قدآور ہین ہم ہین اُن سے لڑنیکی طاقت نہین

اور (حضرت موسیٰ سے خطاب کر کے کہا کہ) تو اور تیرا خدا دونوں لڑتے پھرو[۱]
اور جب مسیح علیہ السلام گرفتار ہوئے تو اُنکے سب حواری حضرت ممدوح
کو چھوڑ کر بھاگ گئے[۲] اور اس فرار پر ہی بس نہیں کی بلکہ پطرس خاص الخاص
حواری تو مسیح کی رفاقت سے منکر ہو گئے[۳] اور یہودا اسکریوطی نے یہ غضب
ڈہایا کہ تیس روپیہ رشوت کے لیکر مسیح علیہ السلام کے خلاف گواہی دیدی[۴]
چنانچہ گاڈفری ہیگنس صاحب اس موقعہ پر لکھتے ہین جب (حضرت) عیسیٰ کو
صلیب پر لیگئے تو اُنکے پیرو (سب) بھاگ گئے اسکے برعکس محمد (صلعم) کے
پیرو اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد آئے اور آپ کے بچاؤ مین اپنی جانین خطرہ مین
ڈالکر کل دشمنون پر آپ کو غالب کیا۔

مشرکین مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر صدیق کی گرفتاری
کیواسطے سو اونٹ انعام مقرر کر کے اعلان کر دیا کہ جو شخص دونون کو گرفتار کر
لاویگا۔ اسکو سو اونٹ انعام مین چندہ کر کے دیئے جاوینگے۔ چنانچہ اس طمع
سے بہت سے لوگ مشرکین مین سے حضور علیہ السلام کی تلاش مین نکلے اور کچھ
لوگ ڈہونڈ ھتے ڈھونڈھتے غار ثور تک بھی پہونچ گئے مگر انکو اسبات کا
یقین نہ ہو سکا کہ ایسے تنگ مُنہ کے غار مین بھی آدمی کا جسم سما سکتا ہے۔ حالانکہ
رسول اللہ صلعم اور حضرت ابوبکر دونون اُسوقت غار ثور مین موجود تھے اور حضرت
ابوبکر صدیق نے غار کے اندر سے مشرکین کو دیکھ بھی لیا اور خوف سے حضرت

---

[۱] سورہ بقر ... ... (کتاب گنتی باب - ۲۴ - آیت - ۳۰ -

[۲] انجیل یوحنا - ولوقا -

[۳] ایضاً

[۴] ایضاً

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ یا حضرت قریب ہے کہ کافر ہمکو دیکھہ پائین۔ آنحضرت نے بڑی دلیری اور استقلال کے ساتھہ فرمایا۔

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا[1] | یعنی غم نہ کہاؤ اللہ ہمارے ساتھ ہے وہ ہمین بچائیگا۔

اسیطرح ایک خوف کے موقعہ پر[2] موسیٰ علیہ السلام سے اُنکی قوم نے کہا تہا

اِنَّا لَمُدْرَکُوْنَ (ہم پکڑے گئے) تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔

کَلَّا اِنَّ مَعِیَ رَبِّی سَیَھْدِیْنِ | ہرگز نہین پکڑے جائینگے میرا رب میرے ساتھ ہے۔

غرضکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متواتر تین دن تک غار ثور مین تشریف فرما رہے۔ پھر اُسکے بعد سواری کا سامان بہم پہونچنے پر غار سے باہر نکلکر مدینہ کیطرف اسصورت سے چلے کہ تعاقب اور گرفتاری کے ڈر سے راہ مقررہ سے علیحدہ علیحدہ کترا کر چلتے تہے تاہم متلاشیون مین سے ایک کافر مسمیٰ سراقہ بن مالک مدینہ کی راہ مین سو اونٹ کے لالچ سے آپ کے نہایت قریب پہونچ گیا۔ مگر آنحضرت صلعم کی بددعا سے اسکے گہوڑے کے پاؤن زمین مین دہنس گئے اور وہ خاک مین سر کے بل گر پڑا۔ اور اُسکو معلوم ہوا کہ یہ آپ ہی کی بددعا کا اثر ہے تو فوراً آنحضرت صلعم سے عفو تقصیر کا خواستگار ہوا تب اسکا گہوڑا زمین سے نکلا اور وہ بھی بچا۔ یہ شخص کچہ عرصہ

---

[1] سورہ توبہ آیت ۔ ۴۰ ۔ پارہ ۔ ۱۰ ۔

[2] یہ وہ موقعہ ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لیکر مصر سے نکلے اور فرعون نے معہ جمعیت چہ لاکہہ کے اُنکا تعاقب کیا تہا۔

بعد مسلمان ہوا۔ جب حضرت صلعم معہ حضرت ابو بکرؓ کے مدینہ کے قریب پہونچے تو دور سے دیکھکر سب سے پہلے حضور علیہ السلام کو ایک یہودی نے پہچانا۔[1]

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ	جن لوگون کو ہمنے کتاب دی وہ اُسکو (یعنی حضرت صلعم کو) اسطرح پہچانتے ہین جسطرح اپنے بیٹون کو۔

۲۲ رجون ۶۲۳ء کو جبکہ نہایت شدت سے گرمی پڑرہی تھی اور لوئین شعلہ فشان اخگر ریزی کا کام کر رہین تھین اور زمین کی طپش اور آفتاب کی تمازت سے زمین سے آسمان تک کرۂ نار یا تنور آتشین بنا ہوا تھا۔ حضور علیہ السلام نے اپنی سواری کے ناقہ سے اُتر کر یثرب کی مقدس زمین کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے برکت اور سرفرازی بخشی جہان حضور علیہ السلام نے اول اپنا قدم مبارک رکھا تھا وہ زمین مقدس ہے جہان اب مسجد قبا موجود ہے۔

مدینہ مین بڑی دہوم دہام سے حضور علیہ السلام کا استقبال ہوا اور اہل مدینہ اپنے مظلوم نبی کی پیشوائی کر کے نہایت تعظیم و تکریم شاہانہ سے شہر کے اندر لیگئے۔ اور ہر شخص کی یہ خواہش تھی کہ عظیم الشان مہمان میرے ہی گھر مہمان ہون تاکہ اس میزبانی مین سعادت دارین حاصل کرون حضور علیہ السلام نے اپنے جان نثاران مین سے ایک پر دوسرے کو ترجیح دیکر کسی کے گھر مہمان ہونا گوارا نہین فرمایا۔ کیونکہ اسصورت مین عام دل شکنی ہوتی جو خلق محمدی کے خلاف تھی اسلیئے آپ نے یہ فیصلہ کر دیا کہ جہان ہماری سواری کا ناقہ خود جا کر بیٹھیگا اور اُس جگہہ سے جس کسیکا مکان متصل ہوگا اول ہم اُسکے گھر مہمان ہین۔ چنانچہ اونٹنی اُسی جگہہ جا کر بیٹھے جہان اب مسجد نبوی

[1] سورہ بقر۔ آیت۔ ۱۴۶۔ پارہ ۲۔

موجود ہے - اور چونکہ اس جگہہ سے خالدبن زید معروف بہ ابوایوب انصاری کا مکان نہایت قریب تھا - اسلئے آنحضرت اُسی کے مکان مین فروکش ہوئے حضور علیہ السلام کی تشریف آوری کی خوشی مین انصار کی لڑکیون نے کچھ عربی کے اشعار خوش لہجہ مین پڑہے - اور ہر طرف مبارکباد اور دعاء وسلام کا غل پڑ گیا اور مہاجر اور انصار آنحضرت کی زیارت سے مشرف ہوکر اپنے اپنے جامہ مین پھولے نہ سماتے تھے - یہ بھی ایک عجیب سمان اور دلچسپ نظارہ تھا کہ مہاجرین اور انصار کے چہرون پر یا تو اپنے نبی مظلوم کیطرف سے مایوسی کے آثار نمایان تھے یا معاً اپنے ہادی اور آقا کی صورت دیکھتے ہی اُنکے دلونمین نور ایمان چمکا اور اُسکے پرتو سے ہر ایک کا چہرہ کندن کیطرح دمکنے لگا اور ہر ایک منہ ماہ کامل کی صورت نظر آیا -

حضور علیہ السلام کے مدینہ منورہ تک سلامت پہونچ جانے اور تمام منصوبے کفار کے غلط ہو جانے کے بارہ مین وہ محافظ حقیقی اپنے نبی کو مخاطب کرکے فرماتا ہے -

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ[1]

جبکہ کافر لوگ تیری نسبت منصوبے باندہ رہے تے کہ تجھے قید کردین یا وطن سے نکالدین - یا قتل ہی کردین - اور وہ اپنے منصوبے باندہ رہے تے اور خدا بھی اپنی تدبیر کررہا تھا - اور خدا کی تدبیر سب پر غالب آئی وہ سب سے بڑا تدبیر والا ہے -

[1] سورہ انفال آیت - ۳۰ - پارہ - ۹ -

موجود ہے۔ اور چونکہ اس جگہہ سے خالد بن زید معروف بہ ابو ایوب انصاری کا
مکان نہایت قریب تھا۔ اسلئے آنحضرت اُسی کے مکان مین فروکش ہوئے
حضور علیہ السلام کی تشریف آوری کی خوشی مین انصار کی لڑکیون نے کچھ
عربی کے اشعار خوش لہجہ مین پڑہے۔ اور ہر طرف مبارکباد اور دعاء وسلام کا
غل پڑ گیا اور مہاجر اور انصار آنحضرت کی زیارت سے مشرف ہو کر اپنے اپنے
جامہ مین پھولے نہ سماتے تھے۔ یہ بھی ایک عجیب سمان اور دلچسپ نظارہ
تھا کہ مہاجرین اور انصار کے چہرون پر یا تو اپنے نبی مظلوم کیطرف سے
مایوسی کے آثار نمایان تھے یا معًا اپنے ہادی اور آقا کی صورت دیکھتے
ہی اُنکے دلو نمین نور ایمان چمکا اور اُسکے پرتو سے ہر ایک کا چہرہ کندن
کیطرح دمکنے لگا اور ہر ایک منہ ماہ کامل کی صورت نظر آیا۔

حضور علیہ السلام کے مدینہ منورہ تک سلامت پہونچ جانے اور تمام منصوبے
کفار کے غلط ہو جانے کے بارہ مین وہ محافظ حقیقی اپنے نبی کو مخاطب کر کے
فرماتا ہے۔

وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا
لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ
اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَ یَمْکُرُوْنَ
وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ[1]

جبکہ کافر لوگ تیری نسبت منصوبے باندہ
رہے تہے کہ تجھے قید کر دین یا وطن سے
نکالدین۔ یا قتل ہی کر دین۔ اور وہ اپنے
منصوبے باندہ رہے تہے اور خدا بھی اپنی
تدبیر کر رہا تھا۔ اور خدا کی تدبیر سب پر غالب
آئی وہ سب سے بڑا تدبیر والا ہے۔

[1] سورہ انفال آیت ۔ ۳۰ ۔ پارہ ۔ ۹ ۔

قبول اسلام اہل یثرب و معاہدہ یہود

مدینہ منورہ مین حضور علیہ السلام کی تشریف آوری پر کثرت سے لوگ
حضور کی زیارت کیلئے حاضر ہوئے انھین مین عبد اللہ بن سلام بھی علماء
یہود مین سے ایک جلیل القدر فاضل کتب آسمانی کے تھے۔ وہ آنحضرت
صلعم کا چہرہ مبارک دیکھتے ہی بے اختیار پکار اٹھے لیس بوجہ کذاب
یہ چہرہ جھوٹونکا نہین معلوم ہوتا۔ اور چند سوال و جواب کرنے کے بعد عبد اللہ
بن سلام اور تمام حاضرین جلسہ نے حضور علیہ السلام کے دعوی مثل موسی ہونے
کے تصدیق کی اور آپ پر ایمان لائے۔ چنانچہ ان اول الایمان اہل کتاب
کی خدا تعالی جابجا قرآن مجید مین تعریف کرتا ہے اور اسی مجمع مین سلمان
فارسی بھی جنھون نے اہل کتاب سے حضور علیہ السلام کی بعثت کی خبر اور آپ
کی تعریف سُن رکھی تھی۔ موجود تھے وہ بھی جناب سرور انبیا پر ایمان لائے
مگر بہت سے یہود باوجودیکہ آنحضرت کی بعثت سے پیشتر آپ کی بشارتین
کتب مقدسہ مین سے پڑھ کر علانیہ بیان کیا کرتے تھے۔ اور آنحضرت صلعم
کو اپنے بیٹون کیطرح پہچانتے تھے۔ لیکن جب حضور علیہ السلام خود مدینہ مین
رونق افروز ہوئے تو بغض و حسد و تعصب اور نفسانیت و حب جاہ و ریاست
اور دنیا کی محبت نے اُنکی آنکھون پر پردہ ڈالدیا کہ دولت ایمان سے محروم ہی
نہین رہے۔ بلکہ حضور علیہ السلام کی مخالفت مین سرگرم ہو کر اسلام کے
برخلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور عبد اللہ بن اُبی کی تحریک سے جو مدینہ کی حکومت
کا امیدوار تھا لگے سب کے سب خفیہ شرارتین کرنے یہ حال دیکھکر حضور علیہ
السلام نے ایک عام فرمان یہود کے نام جاری کیا۔ اسلئے کہ یہود کو اپنے حقوق

شخصی اور نوعی یا ملکی اور اپنے اعمال مذہبی کی نسبت ہمارے سبب سے
جو خدشہ پیدا ہوا ہے وہ اُنکے دلون سے رفع ہو جاوے۔ اور اسلام
کی روشنی بفحواے "لا اکراہ فی الدین" اطمینان سے بیٹھے دیکھین
اس فرمان یعنی معاہدہ کے مضامین جو قواعد عامہ سیاست و تمدن
اور حقوق و فرائض عباد اور مذہبی آزادی سے متعلق ہین اُنکو منتخب
کرکے محض اُنہین کا ترجمہ یہان لکھا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ فرمان محمد رسول اللہ نے تمام مسلمانون کو خواہ وہ اہل قریش سے
ہون خواہ اہل یثرب (یعنی سکناے مدینہ) اور سب لوگون کو خواہ کسی مذہب
اور قوم کے ہون جنہون نے مسلمانون سے صلح و آشتی رکھی ہے۔ لکھدیا ہے
صلح اور جنگ کی حالت سب مسلمانون کے لئے عام ہوگی اور کسی مسلمان
کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اپنے برادران اسلام کے خلاف دشمنون سے صلح
یا جنگ کرے یہود جو ہماری حکومت اسلامیہ سے تعلق رکھتے ہین تمام ظلمتون
اور اذیتون سے بچائے جائینگے۔ اور ہماری امت کے ساتھہ مساوی حقوق
اُنکو ہماری نصرت و فتح اور حمایت و حسن سلوک کے حاصل رہینگے۔ یہود
بنی عوف۔ بنی نجار۔ و بنی حارث۔ و بنی جسم۔ و بنی غالب۔ و بنی اوس۔
اور سب ساکنان یثرب مسلمانون کے ساتھہ ملکر ایک قوم سمجھی جائینگے۔
اور اپنے اعمال مذہبی کو ویسے ہی آزادی کے ساتھہ بجالائینگے جیسے
مسلمان اپنی رسومات دینی کو ادا کرتے ہین۔ یہود کی حفاظت اور حمایت
مین جو لوگ ہین یا جو اُن سے دوستی رکھتے ہین۔ اُنکو بھی تحفظ اور آزادی
حاصل رہیگی۔ مجرمون کا تعاقب کیا جائیگا اور انکو سزا دیجائیگی یہود مسلمانون

کی شرکت یثرب کو سب دشمنون سے بچانے مین کوشش کرینگے - اور
تمام وہ لوگ جو اس فرمان کو قبول کرینگے یثرب مین محفوظ اور امن سے رہینگے
مسلمانون اور یہود کے دوستون اور آشناؤن کا بھی ویسا ہی اعزاز
کیا جائیگا - جیسا خود اُنکا کیا جائیگا سب سچے مسلمان اُس شخص سے بیزار رہین گے
جو کسی گناہ یا ظلم یا نااتفاقی یا بغاوت کا مرتکب ہوگا اور کوئی شخص کسی مجرم کی
حمایت نہ کریگا - گو وہ کیسا ہی عزیز و قریب کیون نہو - آیندہ جو تنازعات اُن
لوگون مین واقعہ ہونگے جو اس فرمان کو قبول کرینگے - اُنکا فیصلہ خداوند عالم
کے حکم کے موافق خود رسول اللہ فرمائین گے -

گو آنحضرت صلعم منصب رسالت پہلے ہی اپنی امت کے اعلیٰ حاکم تھے
مگر اس فرمان اور عہد و پیمان کی وجہ سے آپ کو تمامی اہل یثرب خواہ اہل
اسلام ہون خواہ غیر اہل اسلام سب پر حکومت حاصل ہوگئی - اور شیعیاہ
نبی کی پیشین گوئی پوری ہوئی -

تعمیر مسجد نبوی

مسلمانون کو تین مسجدون کی زیارت کیواسطے سفر کرنے کی اجازت
ہے اور اس سفر کے بہت بڑے فوائد اور ثواب عظیم لکھے ہین ایک بیت اللہ
شریف - دوسرے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تیسرے مسجد نبوی اسلئے
ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی مین اس مسجد مبارک کا ذکر
بھی کئے بغیر نہین رہ سکتے - آنحضرت صلعم نے مدینہ منورہ پہونچنے سے چندروز
بعد مسجد نبوی اور بیت الشرف کی تعمیر کے لئے ارشاد فرمایا - اور مہاجرین
کے مقیم ہونے کیلئے مکانات بننے لگے جس زمین پر مسجد نبوی بنی ہے وہ زمین

دو بھائیون کی ملک تھی اُنہون نے اِس اپنی مملوکہ زمین کو مسجد کیواسطے
ہبہ کرنا چاہا۔ مگر چونکہ وہ دونون بھائی یتیم تھے اسلیئے آنحضرت صلعم نے اُنکو
وہی قیمت دی جو قرار پائی تھی اس مسجد مبارک مین آنحضرت صلعم نے اپنے
دست مبارک سے اُسیطرح مدد دی ہے جسطرح کعبہ کی تعمیر مین مدد دی تھی
عام ناظرین کو طبعًا یہ خیال پیدا ہوتا ہوگا کہ جو مسجد اور مکانات شہنشاہ دوجہان
سرور انس وجان کیلیئے تیار ہوئے وہ بڑے ہی پرتکلف اور عالیشان
ہونگے۔ مگر یہ مقدس مسجد کیا تھی صرف ایک چبوترہ سا بناکر اُسپر قد آدم کچی
اینٹون کی ایک دیوار بنائی گئی تھی جسکے سایہ مین نماز پڑھ لیتے تھے۔ اور پھر
کچھ دنون کے بعد مسلمانون کی عرض کرنے پر دھوپ سے بچنے کیلیئے ستونون کی
جگھہ کھجور کی لکڑیان گاڑ کر اُسی کے پتہ اور گھاس پھونس ڈالکر ایک چھپر سا بنالیا
تھا جس سے دھوپ کا تو کسیقدر آرام ہوگیا مگر بارش سے بچاؤ نہ تھا اور اسی
زمین مسجد کا ایک حصہ اُن نادار اور مفلس مسلمانون کے لئے جو اصحاب صفہ
کہلاتے ہین مخصوص کر دیا گیا تھا۔ حضرت صلعم کے جنت کو تشریف لیجانے کے
وقت تک مسجد مقدس نبوی کی صورت ایسی ہی تھی کہ اُسمین بغیر فرش زمین پر
اور کبھی ستون کے سہارے کھڑے ہوکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طالبان
حق کو پند ونصیحت اور دین خدا کی تعلیم فرمایا کرتے تھے۔ فی الحقیقت اُس
سادہ اور بے ریا عبادت کیلیئے جسکی آنحضرت نے اپنی امت کو تلقین
فرمائی۔ ایسے ہی بلا تصنع عبادت گاہ موزون اور مناسب تھی اسی پر بیت
الشرف کے حجرون کی سادگی کو قیاس کرلینا چاہیئے۔ کہ وہ کیسی زخارف
دنیاوی سے آراستہ اور شاندار ہون گے۔ بس اُس بادشاہ دین
ودنیا کا یہ فرمانا کہ الفقر فخری فقر میرا فخر ہے۔ خود اُسکے جلوس وآرام

فرمانے کے برکات سے ظاہر ہے۔

اذان کا تقرر

مدینہ منورہ مین پہونچنے پر تعمیر مسجد کے بعد اسبات کا وقت آیا کہ اسلام کے فرایض و ارکان محدود اور معین کیے جایین کیونکہ مکہ معظمہ مین جان کی حفاظت ہی سب سے بڑا فرض تھا۔ یہی وجہہ تھی کہ ابتک روزہ زکوۃ نماز جمعہ نماز عیدین صدقہ فطر کوئی چیز وجود پذیر نہوئی تھی۔ نمازون مین بھی یہ اختصار تھا کہ مغرب کے سوا باقی نمازونمین صرف دو دو رکعتین تھین یہان تک کہ نماز کے اعلان کا طریقہ بھی معین نہین ہوا تھا۔ چنانچہ سب سے پہلے آنحضرت صلعم نے اذان کا انتظام کرنا چاہا۔ یہودیون اور عیسائیون کے یہان نماز کے اعلان کیلیے بوق۔ ناقوس۔ ترہی۔ اور گھنٹے اور گھنٹیان گرجا اور عبادت خانون مین بجائے جانیکا رواج تہا۔ اسلیئے اکثر صحابہ نے یہی رائے دی کہ اُنہین باجون مین سے کوئی باجا پسند کر کے آپ اعلان نماز کیواسطے مقرر فرماوین مگر ایسی مکروہ آوازون سے حضور علیہ السلام کو پہلے ہی سے نفرت تھی اور آپ اسی سوچ مین تھے۔ بہرحال یہ مسئلہ زیر بحث تھا اور کوئی رائے قرار نہین پائی تھی کہ حضرت عمر حضور نبوی مین حسب معمول حاضر ہوئے اُنہون نے عرض کی کہ ایک آدمی اعلان کرنے کیلئے کیون نہ مقرر کیا جاوے رسول اللہ صلعم کی زبان فیض ترجمان پر اسیوقت الہاماً اذان کی متبرک الفاظ جاری ہوئے۔ اور معاً آنحضرت نے حضرت بلال بن رباح کو جو نہایت بلند آواز تھے حکم دیا کہ وہ مسجد نبوی کے چبوترہ پر کھڑے ہو کر اذان کے کلمات طیبات سے اعلان نماز کر دیا کرین۔

یہ اعلان نماز یعنی اذان کا طریقہ ایسا معقول و مناسب ہے کہ اپنے بے عیب عقیدہ کا پنج وقتہ بلند میناروں سے اعلان کر دینے کے علاوہ وہ عبادت کی عبادت ہے اور بلاہٹ کی بلاہٹ کیونکہ خدائے واحد کی عبادت کیلئے یہ کہکر بلانا۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ نہایت ہی پر اسرار طریقہ اور دل کش پیرایہ ہے۔ اور خاصکر عشا اور فجر کے وقت جبکہ ہوا مین اڑنیوالے پرندے تمام دن کی محنت و مشقت پرواز سے تھک کر اپنے اپنے گھونسلون مین بسیرا لے رہے ہون اور زمین پر چلنے والے چوپائے دن بھر کی دوڑ دھوپ سے عاجز آکر اپنی اپنی جگہہ آرام کر رہے ہون۔ اور دنیا پر ایک سکوت و سکون کا عالم چھایا ہوا ہو اذان کا لطف اور بھی دوبالا ہو جاتا ہے اور خاص صبح کی اذان مین یہ الفاظ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ نسیم سحری کے ٹھنڈے ٹھنڈے خوشنما جھونکون مین عبادت الٰہی کے شائقین کو اور بھی محظوظ کرتا اور مزہ دیتا ہے۔ چنانچہ اس مبارک طریقہ اذان کے بارہ مین چمبرس جو ایک عیسائی فاضل ہے اپنے انسائیکلوپیڈیا کی جلد ششم مین لکھتا ہے کہ موذن کی آواز جو سادہ مگر نہایت متین و دلکش ہوتی ہے اگرچہ شہرون کے ڈنڈ پکار مین بھی مسجد کی بلندی سے دلچسپ اور خوش آیند معلوم ہوتی ہے۔ لیکن رات کے سناٹے مین اُسکا اثر اور بھی عجیب طور سے شاعرانہ معلوم ہوتا ہے۔ یہانتک کہ بہت سے اہل یورپ بھی پیغمبر (صلعم) کو اس امر پر مبارکباد دیئے بغیر نہین رہ سکتے کہ اُسنے انسان کی آواز کو موسائیون کی تُرہی اور عیسائیون کے گرجا کے گھنٹہ پر ترجیح دی۔

مدینہ منورہ مین سب سے پہلا خطبہ

اِس خطبہ کے لفظ لفظ سے رشد و ہدایت ٹپک رہی ہے اور جسمین سخاوت
کی فضیلت اور بنی نوع کے ساتھہ کمال درجہ کی نیکی اور احسان کرنے کا
ارشاد ہے ۔ اِس قابل ہے کہ اُسکا ترجمہ یہان نقل کیا جاوے ۔ آنحضرت
صلعم نے جمعہ کے دن منبر پر کھڑے ہوکر مسجد اقدس مین فرمایا کہ اے لوگو
قبل اسکے کہ تم اس جہان کو چھوڑو اپنے لئے اعمال نیک کا ذخیرہ آگے بھیجو
یقیناً جان لو ۔ قسم ہے خدا کی کہ بالضرور تم مین سے ہر ایک شخص ہولناک بلا
مین پڑنے والا ہے اور بے شک دنیا کو اسطرح چھوڑنے والا ہے ۔ جیسے
کوئی اپنی بکریون کو محافظ کے بغیر چھوڑ دے اور بیشک خدا ہر ایک سے ایسے
طور پر کہ نہ تو اُسکے لئے کوئی ترجمان ہوگا اور نہ روک ٹوک کرنیوالا دربان
یعنی مُنہ در منہ پوچھیگا ۔ کہ کیا ہمارا کوئی پیغمبر تیرے پاس نہین آیا تھا اور اُسنے
ہمارے احکام تجھکو نہین پہونچائے تھے ۔ اور ہمنے تجھکو بہت سا مال نہین بخشا
تھا (تاکہ ہماری راہ مین دے) اور اپنا فضل و احسان تجھپر نہین کیا تھا (تاکہ
اپنے بنی نوع کیساتھہ مہربانی و نکوئی سے پیش آئے) پس بتا کہ تونے کیا چیز اپنے
لئے اپنے آگے بھیجی تھی ۔ پس اُسوقت انسان اپنے دائین بائین دیکھیگا
اور کوئی چیز دکھائی نہ دیگی ۔ جسکو بتا سکے پھر سامنے کیطرف نظر کریگا اور اُدھر
بھی جہنم کے سوائے کچھہ نظر نہ آئیگا ۔ پس جس سے ہو سکے اپنے تئین اُس آگ
سے بچائے ۔ خواہ کھجور کے دانہ کا ایک ٹکڑا ہی خدا کی راہ مین دیکر کیون نہ بچائے
اور جسکو اتنا بھی مقدور نہو ۔ کسی کے حق مین کوئی کلمہ خیر ہی کہے ۔ کیونکہ بیشک
آخرت مین ایک نیکی کا بدلا دس گنا بلکہ سات سو گنے تک دیا جائیگا خدا کی

سلامتی اور برکت اور رحمت تم پر ہو۔

جہادات کی تمہید

آنحضرت صلعم نے جب مدینہ منورہ کو ہجرت کی تو قریش کو خیال پیدا ہوا کہ اگر مسلمانونکا جلد استیصال نہ کر دیا جائیگا تو وہ زیادہ زور پکڑ کر غالباً مکہ پر حملہ آور ہونگے پھر اُنکی زد کو اہل مکہ نہ روک سکین گے۔ اسلئے مناسب ہے کہ خود پیش قدمی کر کے دار النبوۃ مدینہ طیبہ کا محاصرہ کر لین اور مسلمانون کی سرکوبی کر کے اسلام کو نیست و نابود کر دین اس خام خیالی کی بنا پر اُنھون نے مدینہ پر حملہ کی طیاریان شروع کین اور پانصد آدمیون کی جمعیت سے مقام سیف البحر اور مقام رابغ مین جا ڈیرے ڈالے۔ چنانچہ آنحضرت صلعم بھی کفار مکہ کے بد ارادہ سے غافل نہ تھے۔ اسلئے اُنکی حالات اور خیالات دریافت کرنے کیلئے آپ نے اپنے آدمی روانہ فرمائے۔ تو انکو میدان رابغ اور میدان سیف البحر مین کفار مکہ کے سوار نظر آئے۔ اسلئے حضور علیہ السلام کو یقین ہو گیا کہ مکے کے کافر ہمکو کبھی چین نہین لینے دینگے۔ پھر وہ کسی وقت موقعہ پا کر ضرور دلکا بخار نکالینگے۔ ایسا ہی آپ کو الہاماً معلوم ہوا چنانچہ اللہ تعالی اخبر دیتا ہے۔

وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا ؕ	اہل مکہ تم سے لڑتے ہی رہین گے یہان تک کہ ہمکو تمہارے دین سے پھیر دین اگر اُن سے ممکن ہو۔

جیسا کہ آنحضرت صلعم کو الہاماً معلوم ہوا اور آپ کا خیال تھا تھوڑے ہی

ہ سورہ بقر آیت ۲۱۷۔ پارہ ۲۔ ع ۲۷

سلامتی اور برکت اور رحمت تم پر ہو۔

جہادات کی تمہید

آنحضرت صلعم نے جب مدینہ منورہ کو ہجرت کی تو قریش کو خیال پیدا ہوا کہ اگر مسلمانونکا جلد استیصال نہ کردیا جائیگا تو وہ زیادہ زور پکڑکر غالباً مکہ پر حملہ آور ہونگے پھر اُنکی زد کو اہل مکہ نہ روک سکین گے۔ اسلیئے مناسب ہے کہ خود پیش قدمی کر کے دار النبوۃ مدینہ طیبہ کا محاصرہ کرلین اور مسلمانون کی سرکوبی کر کے اسلام کو نیست و نابود کردین اس خام خیالی کی بنا پر اُنھون نے مدینہ پر حملہ کی طیاریان شروع کین اور پانصد آدمیون کی جمعیت سے مقام سیف البحر اور مقام رابغ مین جا ڈیرے ڈالے۔ چنانچہ آنحضرت صلعم بھی کفار مکہ کے بدارادہ سے غافل نہ تھے۔ اسلیئے اُنکی حالات اور خیالات دریافت کرنے کیلیئے آپ نے اپنے آدمی روانہ فرمائے۔ تو انکو میدان رابغ اور میدان سیف البحر مین کفار مکہ کے سوار نظر آئے۔ اسلیئے حضور علیہ السلام کو یقین ہوگیا کہ مکے کے کافر ہمکو کبھی چین نہین لینے دینگے۔ پھر وہ کسی وقت موقعہ پاکر ضرور دلکا بخار نکالینگے۔ ایسا ہی آپ کو الہاماً معلوم ہوا چنانچہ اللہ تعالی اخبر دیتا ہے۔

وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا[1]	اہل مکہ تم سے لڑتے ہی رہین گے یہان تک کہ ہمکو تمہارے دین سے پھیر دین اگر اُن سے ممکن ہو۔

جیسا کہ آنحضرت صلعم کو الہاماً معلوم ہوا اور آپ کا خیال تھا تھوڑے ہی

[1] سورہ بقر آیت ۲۱۷۔ پارہ ۲۔ ع ۲۷

دونون بعد کرز بن جابر فہیری مکہ کے ایک کافر نے موقعہ پاکر مدینہ کی چراگاہ سے اہل مدینہ کے اونٹ چھین لئے جب یہ خبر آنحضرت صلعم کو پہونچی تو آپ کو نہایت افسوس ہوا۔ اور آنحضرت صلعم نے چاہ بدر تک اوسکا تعاقب کیا مگر مخالف دور نکل گیا تھا۔ اسلئے آپ واپس تشریف لائے۔

جنگ نخلہ ماہ رجب سنہ ۲ھ

ایک قافلہ مکہ والونکا جو شام کو گیا تھا وہ عنقریب واپس آنے والا تھا اسلئے آنحضرت صلعم کو یہ فکر ہوئی کہ ایسا نہ ہو کہ کفار مکہ کہین مدد قافلہ کا بہانہ کرکے پھر مدینہ پر حملہ کرین۔ اسلئے آپ نے پہلے تو سعد بن ابی وقاص کو دشمنون کے حالات دریافت کرنے کے لئے بھیجا۔ اور جب اُنکو کچھ پتہ نہ معلوم ہوا تو عبد اللہ بن جحش کو مع دس بارہ آدمیون کے دشمنون کے دریافت حال کے لئے بھیجا۔ جب عبد اللہ بن جحش مقام نخلہ مین پہونچے تو اُنہون نے دیکھا کہ کفار مکہ کا قافلہ سامنے سے آرہا ہے عبد اللہ بن جحش نے اس خیال سے کہ کرز بن جابر فہیری ابھی تھوڑے عرصہ پہلے اہل مدینہ کے اونٹ لیگیا تھا اور اب پھر یہ قافلہ سلامت مکہ مین چلا گیا تو مسلمانون کی کمزوری اہل مکہ کے دلونمین متمکن ہوکر ناحق اُنکی دلیری کا باعث ہوگی اور دشمنان دین کو مدینہ پر حملہ کرنے کی مزید قوت حاصل ہوگی۔ قافلہ مین سے ایک آدمی کو مار ڈالا اور باقی اہل قافلہ کو قید کرکے مدینہ مین معہ مال و اسباب کے لائے۔ یہ معاملہ مکہ والون کی بدسلوکیون اور زیادتیون کے مقابلہ مین کچھ حقیقت ہی نہ رکھتا تھا۔ تاہم حضرت صلعم نے باقتضائے اپنی شان رحمت کے عبد اللہ بن جحش کی یہ کارروائی ایک قسم کی زیادتی خیال فرماکر نظر حقارت سے دیکھا اور قیدیون کو مال و اسباب سمیت واپس

کردیا اور مقتول کا خون بہا اُنکے حسب دلخواہ دیکر رخصت کیا یہ منصفانہ طریقہ آنحضرت صلعم کا واقعی اِس قابل تھا کہ اُس کے اثر سے اُنکے دل متاثر ہوکر حضور علیہ السلام کی رحم دلی کی قدر کرتے اور اپنی بدسلوکیون پر نادم اور شرمندہ ہوتے۔ مگر شرک کا زنگ جنکے دلونمین لگا ہوا ہو وہ کب ایسی نیک باتون کو خیال مین لاتے ہین۔

غرضکہ کفار مکہ ناحق انتقام کی تجاویز سوچنے اور بہانہ ڈھونڈہنے لگے اور خواہ نخواہ اسباب کے درپے ہوئے کہ کسی نہ کسی بہانہ سے جسطرح ممکن ہو شارع اسلام اور اسلام کا خاتمہ کر دین۔

جنگ بدر رمضان سنہ ۲ھ

انہین ایام مین ایک قافلہ مشرکین مکہ کا ملک شام سے اور آرہا تھا جسمین تقریباً (۴۰) آدمی تھے اور قافلہ سالار ابی سفیان بن حرب تھا کفار مکہ کو یہہ موقعہ ہاتھہ آیا کہ اُنھون نے یہ حیلہ تراش کر کہ اگر ابوسفیان کے قافلہ کی مدینہ کیجاوے گی تو مسلمان لوگ لوٹ لینگے عام لوگون کو ابھارا اور خوب بھڑکایا۔ اگرچہ کفار کی یہ حیلہ سازی بالکل ایک افترا۔ اور غلط افواہ تھی۔ مگر اُس حیلہ نے گویا آگ پر تیل کا کام دیا۔ کہ قافلہ کے بچاؤ کے بہانہ سے فوراً قریش کا ایک زبردست لشکر اکٹھا ہو گیا جسمین ایک ہزار خونخوار جنگی سوار تھے جنمین سے سنو کے پاس عمدہ عربی جنگ آزما گھوڑے اور باقیون کے پاس سواری اور باربرداری کے سات سو اونٹ تھے۔ یہ سارا جرار لشکر مکہ سے مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے چل نکلا

اُدھر مدینہ منورہ مین بھی آنحضرت صلعم کو یہ خبر پہونچی کہ شام سے واپس آنے والے قافلہ کے بچاؤ کا بہانہ کرکے قریش مکہ بڑے کروفر کے ساتھہ ایک زبردست

لشکر لیکر چل نکلے اور دار النبوۃ مدینہ پر حملہ آور ہونگے یہ بہت ہی بڑا اور
نازک وقت تہا کہ ایکہزار سوار کا لشکر اور چالیس کس اہل قافلہ اگر ملکر مدینہ کی
دیواروں تک پہونچ جاتے تو اُنکا روکنا اور دفع کرنا غریب مسلمانون کی
طاقت سے باہر تھا کیونکہ مہاجرین غریب الوطن تو ابہی تھوڑے ہی عرصہ
سے مدینہ مین وارد ہوئے تہے کہ جو ابہی تک اپنے لئے جگہہ مسکن اور اسباب
خانہ داری بھی بہم نہین پہونچا سکے تہے اور ایک فاقہ مستی کی حالت مین
گذر اوقات کر رہے تہے۔ جن لوگون نے مہاجرین کو پناہ دی اور جو انصار
کہلاتے تہے اُنکی حالت بھی بوجہ مہمان نوازی کے خرچ کی تعداد دوچند ہو جانے
سے نازک ہو چلی تہی اور منافقین کا الگ کہٹکا لگا ہوا تھا اور یہود معاہدین
کا بھی کچھہ بہروسہ اور اعتبار نہ تہا۔ علاوہ ان سب مخدوش حالتون کے ایک
بہت بڑا خدشہ یہ تہا کہ جب اہل مدینہ یہ حالت دیکھتے کہ اُن نووارد مہاجرین
لوگون کی وجہ سے مدینہ پر یہ آفت آئی کہ غنیم قریش نے اُنکو گھیر لیا ہے تو یقیناً
اُن سب کی حالت بدلکر معاملہ دگرگون ہو جاتا۔ اسلئے آنحضرت صلعم نے
انجام بینی اور دور اندیشی یہ کی کہ ایسے خطرناک موقعہ پر مدینہ مین بیٹھا رہنا پسند
نہین فرمایا اور اکثر صحابہ کے خلاف آنحضرت صلعم کی یہی رائے قرار پائی۔
کہ مدینہ سے آگے بڑہکر کفار کا مقابلہ کیا جائے تاکہ جو کچھہ فیصلہ حق و باطل مین خدا
کو کرنا منظور رہے وہ مدینہ سے باہر ہی ہو رہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام اپنے
جان نثار مہاجرین غریب الوطن اور انصار کے بہوکے اور مفلس گروہ کو جو صرف
۳۱۳- آدمیونکا مجموعہ تہا ہمراہ لیکر متوکلاً علی اللہ اتنے بڑے جرار لشکر قریش
کے مقابل حملہ روکنے کے لئے چل نکلے۔ اس چہوٹے سے لشکر اسلامی کی مالی
حالت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ۳۱۳- آدمیون مین صرف دو گھوڑے

اور (۷۰) اونٹ تھے اور جو خاص آنخضرت صلعم کی سواری کا اونٹ تھا۔ اُسپر حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور زید آنخضرت کا غلام باری باری سوار ہوتے تھے۔

قبل از روانگی کے اللہ تعالیٰ نے آنخضرت صلعم سے وعدہ نصرت کر کے بذریعہ الہام مطلع کیا تھا۔ اسلیئے حضور علیہ السلام نے اپنے جان نثار صحابہ رض کو خبر دی کہ مجھکو اللہ تعالےٰ نے الہاماً فرمایا ہے کہ دونون گروہون مین سے ایک نہ ایک پر تم فتح ونصرت حاصل کروگے اکثر مسلمانون کی یہ مرضی تھی کہ منجملہ دولون گروہون کے اُس گروہ پر حملہ کرین جو قافلہ شام سے واپس آرہا تھا اور کفار مکہ کے بڑے گروہ کے مقابلہ سے جو مدینہ کی جانب مکہ سے بڑہا ہوا آرہا تھا ہچکچاتے تھے۔ اسلیئے اکثر مسلمانون کے دلمین یہ خیال گذرا کہ الہام ہانی مین جبکہ ہر دو گروہ کفار مین سے صرف ایک گروہ پر وعدہ نصرت ہے تو قلیل گروہ پر ہی حملہ مناسب ہے تاکہ بآسانی فتح حاصل ہو۔ اسلیئے کفار مکہ کے بڑے لشکر جرار کے مقابلہ کا حکم سنکر بہت گھبرائے جسکی نسبت اللہ تعالےٰ نے فرمایا

كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُونَ	یعنی گویا موت کیطرف ہانکے جارہے ہین اور موت (ہی) کو سامنے دیکھہ رہے ہین

غرضکہ آنخضرت صلعم نے اختلاف رائے صحابہ پر کچھہ التفات نہین فرمایا اور مدینہ سے مکہ کی جانب کوچ کیا۔ جب وادی ذفران مین اسلامی لشکر پہونچا تو وہان معلوم ہوا۔ کہ کفار مکہ کا وہ قافلہ جسکے بچاؤ کے بہانہ سے لشکر کفار مکہ سے نکلا ہے وہ تو پہلے ہی سمندر کے کنارے کنارے چلکر مکہ پہونچ گیا مگر لشکر کفار مدینہ طیبہ پر حملہ آور ہونیکے ارادہ سے بڑہا آرہا ہے۔ تو حضور علیہ السلام نے منزل

بمنزل کوچ کرکے قریب چاہ بدر کے ڈیرے ڈالے۔

اُسطرف سے ابوجہل نے ھزار آدمیون کی جمعیت کے ساتھ بڑے جوش وخروش اور کرو فر سے مسلمانون کے استیصال کے ارادہ سے چاہ بدر کیجانب رخ کیا کیونکہ اُسکو اپنے جاسوسون کے ذریعہ سے معلوم ہوگیا تھا کہ مدینہ کو مسلمان خالی کرکے اپنی تقدیر آزمائی کے لئے نہایت بے سروسامانی کے ساتھ چاہ بدر کے قریب آن پڑے ہین اور اُنکی تعداد بھی نہایت ہی قلیل صرف ۳۱۳ ہے جو فوراً ہی پس پا ہوکر ہمارے شکار ہوجائینگے اور شکار گاہ بدر مین ہمارا نام بہادری کے ساتھ قیامت تک قایم رہیگا۔ یہ شوق قریش کو جنگ کے لئے بیتابانہ معرکہ آرائی کے میدان مین کھینچے لئے جارہاتھا۔ اور وہ منزلین طے کرتے کرتے اہل اسلام کے مقابل بدر کے قریب جا ٹھیرے۔

ادہر آنحضرت صلعم نے کفار مکہ کے کروفر اور کثرت اور اپنے لشکر کی قلت اور بے سروسامانی اور اکثر اصحاب کی بے دلی پر جو پہلے ہی لشکر کفار کے مقابلہ سے جی چراتے تھے نظر کرکے مشورۃً اپنی جان نثار اصحاب سے دریافت فرمایا کہ اے یاران اس معرکہ اور مقابلہ آرائی مین جو ابھی تم کو پیش آنیوالا ہے تم سب کی کیا رائے ہے۔ بالاتفاق اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم خدا اور رسول کے زیر فرمان ہین۔ اُن بنی اسرائیل کی طرح نہین ہین کہ جنھون نے اپنے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا۔

فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ[1]	جا تو اور تیرا رب دونون جاکر لڑو ہم

[1] سورۃ المائدہ۔ آیت۔ ۲۴۔ پارہ۔ ۶۔

اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ	یہین بیٹھے ہین۔

پس مسلمانون نے بہی لڑائی کا مصمم ارادہ کرلیا اور کفار مکہ کی ذلت اور رسوائی کا دن اور وقت جیسا کہ سورہ انفال اور صحیفہ یشعیاہ نبی باب ۲۱ آیت ۱۳ مین پیشین گوئی کیگئی تھی آن پہونچا اور ان پیشین گوئیون مین خداوند کا یہ فرمان۔

قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ	(اے پیغمبر تم ان لوگون سے) کہو کہ تمھارے ساتھ جس دن کا وعدہ ہے تم اس سے نہ ایک گھڑی پیچھے رہ سکوگے اور نہ آگے بڑھ سکوگے۔

صادق آیا کہ حضور علیہ السلام اپنے جان نثار اصحاب ۳۱۳ کو اپنے زیر کمان لیکر کثیر التعداد کفار کے مقابل ہوئے۔ نعرہ تکبیر لا الہ الا اللہ سے گرد و نواح بدر کے دشت و جبل گونج گئے اور بہادران اسلام بہوک اور پیاس کے صدمون سے ستائے ہوئے اور اپنی اپنی جانون سے ہاتھ دہوئے اسطرح للکارتے لشکر کفار کیطرف بڑہے اور دشمنان دین پر جاگرے جسطرح بہوکا شیر جھنجلایا ہوا ڈکار کر اپنے شکار پر جاگرتا ہے۔ اس سخت گیر حملہ کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ پہلے ہی حملہ مین طرفین کے تیر ہی نہین بلکہ نیزے تک بیکار ہوکر نوبت بہ شمشیر پہونچی اس جانبازی کے میدان مین گو حامیان اسلام نے نہایت شدت سے حملہ کیا اور اپنی جانون پر کھیل گئے۔ اور کفار کی جمی ہوئی صفون کو منتشر کردیا۔ مگر چونکہ کفار کثیر التعداد تھے اسلئے حملہ آور اہل اسلام ان مین اسطرح ملگئے جیسے آٹے

۵۱ سورۃ السبا۔

مین نمک اسی کثرت کی بناء پر اول تو خود ہی کفار مکہ قوی دل ہو رہے
تھے - اسلام کی دشمنی اور ابوجہل وغیرہ کے رجزیہ اشعار نے اُنکو
اور بھی اُبھارا کہ اُسی بدحواسی کیحالت مین ایک لمحہ کیلئے کچھہ جھجک کر پھر سنبھلے
اور ایک ایک اصحاب سے چار چار اور پانچ پانچ لپٹ پڑے اور قریب تھا کہ
اسلامی لشکر شکست پاوے یعنی شربت شہادت سے پیاس بجھائین -
یہ نازک حالت دیکھکر حضور علیہ السلام نے بارگاہ صمدیت مین دعا کی کہ
اے خداوند ہم سے تیرا وعدہ نصرت ہے - اور آج حق و باطل کے فیصلہ
کا دن ہے خداوندا - اس قلیل گروہ کو قتل ہونے سے بچا یا اللہ اپنا وعدہ
نصرت پورا کر - اے خداوندا اگر یہ تھوڑی سی اسلامی فوج کفار کے ہاتھون
سے ہلاک و قتل ہو جائیگی تو تیری خالص عبادت کرنے والا کوئی زمین پر
باقی نرہیگا اور معاً ایک مٹھی کنکر اور ریت لیکر آنحضرت صلعم نے کفار کیطرف
پھینکے یہ ایک مٹھی ریت اور کنکر کفار کی آنکھون کے سامنے ایک سخت آندھی کا
کام دیگئی کہ کفار آنکھین ملتے بدحواس اور سراسیمہ ہو کر بھاگے اور وہین جانبازان
اسلام نے لپک کر اس زور شور سے حملہ کیا کہ کفار پر میدان بدر کی کشادگی
کو تنگ کر دیا کہ منجملہ لشکر کفار کے ستر - اسیر اور ستر قتل ہوئے - یون قریش
کی عظمت اور بہادری خاک مین ملگئی اور یشعیاہ علیہ السلام کی یہ پیشین گوئی
پوری ہوئی - عرب کی بات الہامی کلام عرب کے صحرا مین تم رات کاٹو گے -
اے ددانیون کے قافلو - پانی لیکے پیاسے کا استقبال کرنے آو - اے
تیما کی سرزمین کے باشندو روٹی لیکے بھاگنے والے کے ملنے کو نکلو
کیونکہ وے تلوارون کے سامنے سے ننگی تلوار سے اور کھینچی ہوئی کمان
سے اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہین کیونکہ خداوند نے مجھکو یون فرمایا ہے -

ہنوز ایک برس ہان مزدور کے سے ٹھیک ایک برس قیدار کی ساری حشمت جاتی رہیگی اور تیر اندازون کی جو باقی رہے۔ قیدار کے بہادر لوگ گھٹ جاینگے۔ کہ خداوند۔ اسرائیل کے خدا نے یون فرمایا ہے صحیفہ یشعیاہ نبی (باب ۲۱۔ آیت ۱۳) اس پیشین گوئی کے بموجب ہجرت سے ایک سال بعد جنگ بدر کا معرکہ پیش آیا اور قریش (بنی قیدار) کو شکست فاش نصیب ہوئی۔ اور مقتولین میں ابوجہل۔ عتبہ۔ شیبہ۔ اور بڑے بڑے روساء مکہ تھے۔ جنکے قتل ہونے سے قریش کا سارا زور ٹوٹ گیا ان مقتولین کی لاشین ایک کنوئمین مین دفن کیگئین۔ اسوقت آنحضرت صلعم نے مقتولون کی حیات حال سے خطاب کرکے نہایت تاسف کے ساتھہ ہمدردی کے جوش مین فرمایا۔

بئس عشیرۃ النبی کنتم لنبیکم	یعنی تم اپنے نبی کے برے رشتہ دار
کذبتمونی وصدقنی الناس	ثابت ہوئے تمنے میری تکذیب کی اور لوگون
واخرجتمونی وآوانی	نے تصدیق کی حالانکہ اول تصدیق تمہارا
الناس وقاتلتمونی ونصرنی	حق تھا تمنے مجھے وطن سے نکالا۔ اور لوگون
	نے جگہہ دی تمنے مجھ سے لڑائی کی لوگون
	نے مجھے مدد دی۔

اس معرکہ مین مسلمانون مین سے صرف ۱۴۔ آدمی شہید ہوئے جنمین ۶۔ مہاجر اور ۸۔ انصار تھے۔ ان شہداء کو گنج شہداے مین دفن کرکے حضور علیہ السلام بفتح وفیروزی واپس مدینہ منورہ مین تشریف لائے اور اس معرکہ مین مخالف کی فوج مین سے جو لوگ زندہ گرفتار ہوئے انکی تعداد کم وبیش (۷۰) تھی اور انمین سے اکثر قریش کے بڑے بڑے معزز سردار

مثلاً۔ حضرت عباس آنحضرت کے چچا۔ حضرت عقیل (حضرت علی کے بھائی) ابو العاص بن الربیع ۔ ولید بن الولید وغیرہ تھے ان سرداران کا ذلت کے ساتھہ گرفتار ہو کر آنا ایک عبرت خیز سمان تھا۔ جسنے مسلمانون کے دل پر بھی خاص اثر پیدا کیا ۔ یہانتک کہ رسول اللہ کی زوجہ مبارکہ سودہ کی نظر جب اُن پر پڑی تو بے اختیار بول اُٹھین کہ۔

اَعطَیتُم بِاَیدِیکُم ھَلَّا مُتُّم کِرَامًا	تم مطیع ہو کر آئے ہو شریفون کے طرح لڑکر مر نہین گئے۔

غرضکہ اہل مدینہ غریب مسلمان فاقہ مستون کی بلند اقبالی اور قریش کی ذلت کا تماشہ دیکھہ رہے تھے اور حضور علیہ اسلام شاہانہ شان وشوکت سے اپنے اسلامی لشکر اور قیدیون کو ہمراہ لئے ہوئے بیت الشرف مین پہونچے قیدیان بدر کی نسبت یہ بحث پیش آئی کہ ان لوگون کے ساتھہ کیا سلوک کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ سے رائے طلب فرمائی۔ اور لوگون نے مختلف رائین دین۔ حضرت ابو بکر نے عرض کی کہ یہ لوگ اپنے ہی بھائی بند ہین اسلئے اُن سے فدیہ لیکر چھوڑ دیا جائے۔ حضرت عمر نے اختلاف رائے کیا اور کہا کہ اسلام کے معاملہ مین رشتہ اور قرابت اور یگانگت کو کچھہ دخل نہین ہے۔ ان سب قیدیون کو قتل کر دینا چاہیئے۔ اور قتل بھی اسطرح سے کہ ہم مین سے ہر شخص اپنے رشتہ دار کو آپ قتل کرے مگر آنحضرت صلعم نے شان رحمت کے اقتضار سے حضرت ابو بکر کی رائے پسند فرمائی اور سب کو فدیہ لیکر چھوڑ دیا۔

—<(-✻-)>—

غزوہ بنی قینقاع

اول توجنگ بدرمین مسلمانون کی فتح ہونے سے یہودی چوکنے
ہوئے اور اُنکو خیال پیدا ہوا کہ اب قریب ہے۔ کہ ہم سے مدینہ کی ریاست
وحکومت چھن جائیگی۔ اس خیالی نقصان دنیاوی کے ساتھ ہی اُنکو دینی
حیثیت سے یہ کھٹکا ہوا کہ ہم جو موسیٰ علیہ السلام کے عہد سے اکثر حصہ جہان
پر حکومت کر رہے ہین اور ہمکو ابراہیم علیہ السلام کے فرزند اور خدا کی برگزیدہ
قوم خیال کر کے دنیا مین ہماری تعظیم و توقیر کیجاتی ہے وہ بھی ہاتھ سے چلے
جانے کے آثار نمایان ہین۔ غرضکہ دینی اور دنیاوی دونون حیثیت سے اُنکے
دل مسلمانون کیطرف سے برگشتہ ہوئے۔ اور وے اس فکر مین پڑے
کہ محمد (صلعم) سے جو معاہدہ ہوا ہے اولاً اُسکے خلاف ہوکر نقض عہد کرین۔
پھر جلد مسلمانون کو مدینہ سے نکالکر اسلام کو دنیا سے معدوم کردین۔ ورنہ
ہماری غفلت کا خمیازہ ہمکو اُٹھانا پڑیگا۔ اسی خیال نامعقول کی
دھن مین قبیلہ بنی قینقاع کے ایک شخص نے یہ ناشایستہ حرکت کی کہ ایک
مسلمہ عورت کا تہ بند اسطرح سے اٹکادیا کہ اُسکا ستر کھل گیا اور اس نزاع
مین ایک مسلمان اور ایک یہودی قتل ہوا۔ یہود نے معاہدہ کو بالائے طاق
رکھکر علانیہ مخالفت شروع کی جب یہ حالت آنحضرت صلعم کے گوش گذار
ہوئی تو خود آنحضرت قبیلہ قینقاع کے لوگون کے پاس تشریف لے گئے
اور اُنکو سمجھایا اور نقض عہد پر اُنکو غیرت و شرم دلائی۔ مگر اُنھون نے نہایت
تکبر سے مغرورانہ جواب یہ دیا کہ اے محمد (صلعم) تم اپنی قوم کو شکست دیکر دلیر
ہوگئے ہو مگر اب پالا ہم سے پڑا ہے ہم دکھلادینگے کہ جنگ آزمائی ایسی ہوتی ہے۔

پس نرمی سے کچھہ کام نہین نکلا اور نوبت یہان تک پہونچی کہ رسول اللہ سے اُنھون نے جو عہد کیا تہا وہ توڑ ڈالا - اسوجہہ سے آنحضرت صلعم نے شوال ۲ھ مین اُنپر چڑہائی کی اور بالاخر وہ گرفتار کئے جاکر مدینہ سے جلاوطن کردئے گئے اسلام کی تاریخ مین یہودیون سے لڑائیونکا جو ایک متصل سلسلہ نظر آتا ہے اُسکی ابتدا اسی سے ہوئی تھی -

بنی سلیم اور بنی غطفان اور قریہ بنی انمار (واقعہ نجد) کے لوگون نے ازراہ دشمنی کے مدینہ پر شبخون مارنے کا ارادہ کیا - یہ خبر پاکر آنحضرت صلعم نے بنظر حفظ ماتقدم اُنپر لشکر کشی کی - مگر وہ لوگ لشکر اسلام کی ہیبت سے منتشر اور تتر بتر ہوگئے - اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے اس غزوہ کے سفر مین ایک روز مینہ برسا اور آنحضرت صلعم کے کپڑے بھیگ گئے تو اُنکو اُتار کر آنحضرت نے ایک درخت پر سکھادئے اور اُسی درخت کے سایہ مین آپ تن تنہا لیٹ گئے اور کچھہ غنودگی سی طاری ہوئی اسی اثناء مین غطفانیونمین سے ایک شخص غورث نامی جو مشہور و معروف پہلوان تہا ادہر آن نکلا اور آنحضرت صلعم کو تن تنہا دیکھکر وہین تلوار کھینچی اور لپک کر آنحضرت کے سرہانہ آیا اور کہا کہ من یعصمک یو منی مجھہ سے تجھے کون بچا سکتا ہے - آنحضرت صلعم نے نہایت جلالی آواز کے ساتھہ فرمایا کہ اللہ - اِس جلالی آواز سے اُس کافر کا دل دہل گیا اور رعب زدہ ہو کر وہین تہرا کر گر پڑا - آنحضرت نے فوراً جھپٹ کر تلوار اُسکے ہاتھہ سے چھین لی اور فرمایا کہ اے بے دین بتلا کہ اب تجھکو میرے ہاتھہ سے کون بچا سکتا ہی اُسنے کہا کہ افسوس کوئی نہین آنحضرت نے اسے چھوڑ دیا - اور فرمایا کہ مین رحم کرنے کیلئے آیا ہون - قتل کرنے کیلئے نہین آنحضرت کا یہ رحم فوق العادۃ دیکھکر

اُسنے صدق دل سے کہا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللہِ اور اپنے قبیلہ کو بھی اسلام کی دعوت کرکے راہ حق پر لے آیا۔

جنگ احد ۳ھ

قریش جنگ بدر مین شکست کھاجانے کی وجہ سے سخت برہم اور بیتاب ہورہے تھے ابو سفیان نے عہد کرلیا تھا کہ جب تک بدر کا انتقام نہ لونگا غسل تک نہ کرونگا۔ چنانچہ ذی الحجہ ۲ھ مین دوسو شتر سوارو کے ساتھہ مدینہ کے قریب پہونچکر دہوکہ سے دو مسلمانون کو پکڑ لایا اور قتل کردیا۔ یہ خبر رسول اللہ کو ہوئی تو آنحضرت صلعم نے تعاقب کیا مگر ابو سفیان بہت دور نکل گیا تھا۔ اسلئے آنحضرت واپس آئے اسی قسم کے چھوٹے چھوٹے واقعات اور بھی پیش آتے رہے یہان تک کہ شوال ۳ھ مین جنگ احد کا مشہور معرکہ واقعہ ہوا۔

اِس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ عکرمہ بن ابی جہل اور اور بہت سے سرداران قریش نے جاکر ابو سفیان سے کہا کہ اگر تم جنگ کے مصارف کے کفیل ہوجاؤ تو ہم بدر کا انتقام اب بھی لے سکتے ہین۔ اسبات کو ابو سفیان نے قبول کیا اور اُسیوقت حملہ کی طیاریان ہونے لگین۔ کنانہ اور تہامہ کے تمام قبائل بھی اِس مہم مین شریک ہوگئے۔ ابو سفیان اِن سب کا سپہ سالار بنکر بڑے سروسامان کے ساتھہ مکہ سے روانہ ہوا۔ اور ماہ شوال بدہ کے دن مدینۂ منورہ کے قریب پہونچکر پہاڑ اُحد کے نیچے ڈیرے ڈالدیے۔ آنحضرت صلعم کی رائے تھی کہ مدینہ مین ٹہر کر قریش کا حملہ روکا جاوے لیکن صحابہ نے نہ مانا۔ اور آخر مجبور ہوکر آنحضرت صلعم جمعہ کے دن مدینہ سے

روانہ ہوئے - قریش کی تعداد تین ہزار تھی جسمین دوسو سوار اور سات سو زرہ پوش تھے - میمنہ کے افسر خالد بن ولید اور میسرہ کے عکرمہ بن ابوجہل تھے (اسوقت تک یہ دونون صاحب ایمان نہین لائے تھے) اسلامی لشکر مین صرف سات سو آدمی تھے جنمین سو زرہ پوش اور صرف دوسو سوار تھے مدینہ منورہ سے قریباً تین میل پر اُحد نامی ایک پہاڑ ہے اُسکے دامن مین دونون فوجین صف آرا ہوئین آنحضرت صلعم نے عبداللہ بن جبیر کو (۵۰) تیراندازون کے ساتھہ اپنے لشکر کے عقب مین اس غرض سے متعین کیا تھا کہ اُس طرف سے کفار حملہ نہ کرنے پائین ۷ رشوال ہفتہ کے دن لڑائی شروع ہوئی سب سے پہلے زبیر نے اپنی رکاب کی فوج کولیکر حملہ کیا اور قریش کے مجمع کو شکست دی پھر عام جنگ شروع ہوئی - حضرت حمزہ - حضرت علی - ابودجانہ بپھرے ہوئے شیر کی مانند دشمن کی فوج مین در آئے اور اُنکی صفین کی صفین اُلٹ دین اور ایک دم کے دم مین قریش کے لشکر کو پریشان اور منتشر کر کے فتح حاصل کی اور اسلامی لشکر کے سب لوگ مال غنیمت کی لوٹ پر ٹوٹ پڑے تیراندازون نے بھی جو محافظ کے طور پر گھاٹی مین کھڑے تھے سمجھا کہ اب معرکہ ختم ہو چکا وہ بھی لوٹنے مین مصروف ہو گئے تیراندازونکا ہٹنا تھا کہ خالد نے دفعتہً عقب سے اس زور شور سے حملہ کیا کہ مسلمان اس ناگہانی زد کو نہ روک سکے اور ہکا بکا ہو کر رہگئے کفار نے رسول اللہ صلعم پر پتھرون اور تیرونکا مینہہ برسایا یہان تک کہ آپکے دندان مبارک شہید ہوئے - اور پیشانی پر زخم آیا اور مغفر کی کڑیان رخسارون مین چبھہ گئین اور انہین صدمات کے ساتھہ آنحضرت ایک گڑھے مین گر پڑے اور اپنے جان نثاران اصحاب کی نظر سے چھپ گئے اسی برہمی کی حالت مین یہ غل

پڑ گیا کہ رسول اللہ شہید ہو گئے۔ اس افواہ نے مسلمانون کے استقلال مین تزلزل اور پائے ثبات مین لغزش پیدا کردی۔ اور جو جہان تھا وہین سراسیمہ ہو کر رہگیا۔

جب آنحضرت صلعم کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی تو کچھہ لوگ تو ایسے بدحواس ہو کر بھاگے کہ مدینہ سے ادہر انہون نے دم نہین لیا اور کچھہ لوگ جان پر کھیل گئے اور لڑتے رہے کہ رسول اللہ کے بعد جینا بیکار ہے بعضون نے مایوس ہو کر ہتیار ڈالدئے کہ اب لڑنے سے کیا فائدہ ہے۔ قاضی ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ نے خود حضرت عمر کی زبانی روایت کی ہے کہ انس بن نضیر میرے پاس سے گذرے اور مجھہ سے پوچھا کہ رسول اللہ پر کیا گذری مین نے کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ شاید آپ شہید ہوئے انس نے کہا کہ رسول اللہ شہید ہوئے تو ہوئے خدا تو زندہ ہے۔ یہ کہکر تلوار میان سے کھینچ لی اور اسقدر لڑے کہ ستر زخم کھانے کے بعد شہادت حاصل کی۔

جب آنحضرت کا بحیات صحیح و سالم زندہ ہونا معلوم ہوا تو اصحاب لوگ جس جسطرح سے جسکو موقعہ ملا رسول اللہ کی خدمت مین حاضر ہوتے گئے رسول اللہ صلعم اپنے جان نثار تیس صحابہ کے ساتھہ پہاڑ کی بلندی پر تشریف لیگئے یہ حال دیکھکر خالد ایک دستہ فوج کا ساتھہ لیکر آنحضرت صلعم کیجانب بڑہا۔ آنحضرت نے خالد کو آتا دیکھکر فرمایا کہ خدایا یہ لوگ یہان تک نہ آنے پائین۔ حضرت عمر نے چند مہاجرین اور انصار کو ساتھہ لیکر حملہ کیا اور خالد اور خالد کی فوج کو پیچھے ہٹا دیا۔ ابو سفیان سالار قریش اُس درہ کے قریب پہونچکر جسمین آنحضرت صلعم معہ تیس کس صحابہ کے فروکش تھے پکارا کہ اس گروہ مین محمد (صلعم) ہین یا نہین آپ نے اشارہ کیا کہ کوئی جواب نہ دے

ابوسفیان نے پہر حضرت ابوبکر وعمر کا نام لیکر کہا کہ یہ دونون اس گروہ مین ہین یا نہین جب کسی نے کچھہ جواب نہ دیا تو بولا کہ ضرور یہ لوگ مارے گئے تو حضرت عمر سے رہا نہ گیا اور کہا کہ او دشمن خدا ہم سب زندہ موجود ہین۔ ابوسفیان نے کہا کہ اعلیٰ ہبل۔ یعنی اے ہبل بلند ہو۔ حضرت رسول اللہ صلعم نے حضرت عمر سے فرمایا جواب دو حضرت عمر نے کہا اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلّ یعنی خدا بلند و برتر ہے۔ اس جنگ احد پر یہ پیشین گوئی پوری ہوئی۔ انسان کے قدم خداوند ثابت رکھتا ہے اور اُسکی راہ کو درست رکھتا ہے۔ اگر وہ گر جاوے تو پڑا نہ رہیگا۔ کیونکہ خداوند اُسکا ہاتھہ تھامتا ہے (زبور ۳۷۔ آیت ۲۳) جنگ احد کے اختتام کے بعد کفار مکہ واپس جاتے ہوئے آیندہ سال مین پھر بموقعہ بدر جنگ کرنیکا وعدہ کر گئے۔

اللہ رے خلق محمدی اور آپ کا صبر و تحمل بھی ایک عجیب نمونہ ہے اس معرکہ احد مین کفار نابکار کے ہاتھون سے آنحضرت کے جسم اطہر پر بہت سے زخم آئے دندان مبارک شہید ہوئے۔ اور پیشانی پر زخم کاری لگا۔ مشرکین کی عورات نے آپ کی آنکھون کے سامنے شہیدون کے ناک کان۔ عضو تناسل کاٹ کر ہار و پہونچیان بنائین اور پہنی! و رہندہ زوجہ ابوسفیان نے حضرت حمزہ سید الشہدا رکا جگر چھری سے باہر نکالکر دانتون سے چبایا۔ تاہم اُنکی شرارت سے درگذر فرماکر آنحضرت صلعم نے اُنکے حق مین یہی فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِي فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ	اللہ میری قوم کو سوجھہ دے کہ وہ جانتے نہین اپنی جہالت سے ایسا کر رہے ہین۔

سفر حمراء الاسد

جنگ اُحد سے واپس آنے کے بعد دوسرے دن حضرت صلعم نے اس خیال سے کہ مبادا دشمن یہ نہ سمجھ لین کہ مسلمان اب پس پا ہو گئے۔ اُنہین لوگون کے ساتھ جو جنگ اُحد مین شریک اور زخمی ہوئے تھے مدینہ سے کوچ کر کے مقام حمراء الاسد مین جو مدینہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر تھا قیام فرمایا اور جب قریش کے واپس مکہ کو چلے جانیکا اطمینان کلی ہو گیا تو تین روز کے بعد مدینہ مین واپس رونق افروز ہوئے۔ لہ

اس سفر مین خود حضور علیہ السلام کی مردانہ ہمت اور بہادری کے ساتھ دلیری اور اصحاب رضی اللہ عنہم کی حکم برداری اور اطاعت بھی غور طلب ہے کہ سب کے سب زخمون سے چور چور تھے۔ مگر جب اپنے آقا و ہادی کو بھی اسی حالت مین پا برکاب دیکھا تو سب حکم نبوی کی متابعت مین چل کھڑے ہوئے۔ اور اپنے زخمون کے پھٹ جانے۔ یا تکان جنگ اور بھوک اور پیاس کا کچھ خیال نہین کیا۔ پس دین حق کی حمایت اور حکم نبوی کی متابعت اسکو کہتے ہین جس سے ہم مسلمانون کو سبق حاصل کرنا چاہئے۔

واقعہ رجیع صفر سنہ ۳ھ

رجیع ایک چشمہ جو حجاز کے کنارہ واقعہ ہے۔ اس چشمہ کے ارد گرد قوم ہذیل اور عقیل اور قوم قارہ کے آدمی آباد تھے اُنین سے چند کس آنحضرت صلعم کے پاس آئے اور عرض کی کہ ہم لوگونمین اسلام پھیل گیا اور رفتہ رفتہ

لہ صحیح بخاری۔ و ابن ہشام۔ و تاریخ طبری۔

جاتا ہے حضور کچھ آدمی اسلام کے سکھلانیوالے ہمارے ساتھ کردین تاکہ ہم اُن سے عقاید اسلامیہ کی تعلیم پائین۔ حضور علیہ السلام نے چند اصحاب اُن لوگون کے ساتھ کردیئے۔ جب وہ چشمہ رجیع پر پہونچے تو اُنہون نے بدعہدی کی اور اصحاب رسول اللہ کو تلوارون سے گھیر لیا اور چھؤن کے چھؤن کو شہید کرڈالا۔ اور چھؤن صحابیون مین سے ایک کو (۴۰) دن برابر سولی پر لٹکائے رکھا۔

واقعہ بیر معونہ صفر سنہ ۴ھ

ایک شخص عامر بن مالک نجد کا رہنے والا اگرچہ مسلمان نہتا لیکن اشاعت اسلام کا مزاحم بھی نہ تھا۔ اُسنے رسول خدا صلعم سے عرض کی کہ چند واعظ اسلام کے حضور نجد کیجانب بھیجدین۔ تاکہ وہ اسلام کی تلقین لوگون کو کرکے راہ راست پر لاوین۔ آپ نے (۴۰) قاری جو بہت بڑے عابد وزاہد تھے عامر بن مالک کے ساتھ کردیئے۔ عامر کا ایک برادرزادہ جو اسلام کا سخت مخالف تہا۔ ایک جمعیت کثیر لیکر اُن لوگون پر چڑھ آیا اور سب مسلمانون کو قتل کرڈالا۔ اُن چالیس اصحاب رسول اللہ مین سے ایک شخص زخمیون مین سے پڑا ہوا بچ گیا اُسنے اپنے تئین خدمت رسول اللہ مین جون تون حاضر کرکے تمام حال عرض کیا۔ واقعہ رجیع اور واقعہ بیر معونہ کا حال سنکر حضور علیہ السلام اور تمام صحابہ کو سخت صدمہ اور رنج ہوا۔

غزوہ بنی نضیر ربیع الاول سنہ ۴ھ

حضور علیہ السلام چند صحابیون کو ساتھ لیکر یہودیان قبیلے بنی نضیر

کے پاس اس غرض سے تشریف لے گئے۔ کہ اُنہوں نے معاہدہ کیموافق جنگ احد مین مسلمانون کو مدد کیون نہین دی۔ اور اب ایک مطلب مین وہ مسلمانون کے شریک ہونا چاہتے ہین یا نہین۔ مگر یہ لوگ مسلمانون کی روزافزون ترقی دیکھکر اندر ہی اندر بھسم ہو رہے تھے۔ اسلئے گو اُنہون نے بظاہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع اور مدارات کر کے ایک مکان مین عزت اور تعظیم سے بٹھلایا۔ لیکن آنحضرت کو مار ڈالنے کے ارادہ سے ایک بکمبخت یہودی کو اُس مکان کی چھت پر چڑھا دیا تھا تاکہ وہ ایک بہت بھاری پتھر چھت پر سے رسول اللہ صلعم کے سر پر گرا دے۔ یہ ظالم یہودی ایک پتھر اُٹھا کر آنحضرت پر ڈالنا ہی چاہتا تھا کہ آنحضرت صلعم کو الہاماً معلوم ہو گیا۔ اور آنحضرت صلعم فوراً اُٹھ کر مکان سے باہر نکلے اور واپس چلے آئے۔

چنانچہ یہود بنی نضیر بدعہدی کے مرتکب ہونے کے علاوہ آنحضرت صلعم کی نسبت خطرناک حملہ کے مجرم ثابت ہوئے۔ اسلئے آنحضرت صلعم نے اُن سے کہلا بھیجا کہ دس دن کے اندر تم یہان سے نکل جاؤ ورنہ تمہارا انجام اچھا نہ ہوگا یہود کو اپنے مضبوط قلعون پر بہت بڑا بھروسہ تھا اور اُنکو ناقابل فتح سمجھے ہوئے تھے۔ اسلئے وہ جنگ پر مستعد ہو کر قلعہ بند ہوئے تو حضور علیہ السلام نے اُنکا محاصرہ کر کے اُنکو تنگ کر دیا اور تھوڑے ہی عرصہ مین اُنہون نے تنگ آ کر صلح کی درخواست کی اور وہ نبی رؤف الرحیم باقتضائے اپنی شان رحمت کے صلح کے منظور کر لینے پر آمادہ بھی تھے۔ لیکن عبداللہ بن ابی منافق نے یہود کو اپنی امداد کا وعدہ دیا اور بھڑکایا اسکا انجام یہ ہوا کہ وے بجبر تنگ کئے جا کر مدینہ سے خیبر کیطرف جلاوطن کر دیے گئے اور اس تنازعہ مین مسلمانون نے یہود کے کچھہ درخت خرما کاٹ ڈالے۔ اور کچھہ درخت کھجور کے عمدہ باقی رہنے دیے

ان تمام واقعات کو اللہ تعالیٰ نے سورہ حشر مین بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ ہم
اُن آیات سورہ حشر کا ترجمہ اردو اسموقعہ پر لکھتے ہین یہ خدا ہی کا کام تہا جس
نے کفار اہل کتاب کو اُنکے گہرون سے نکال باہر کیا۔ اور یہ اُنکی تقدیر کا پہلا
حشر تہا (دوسرا حشر اُسوقت ہوا کہ جب حضرت عمر خلیفہ دوم نے اُنکو خیبر سے
بہی نکالدیا) مسلمانو تمکو وہم وگمان بہی نتہا کہ (ایسے مضبوط لوگ) گہرون سے
نکل جائینگے۔ اور اُنکو بھی یہ خیال تہا کہ اُنکے مضبوط قلعے اُنکو خدا کی پکڑ سے
بچا لینگے۔ تو جدہر سے اُنکو گمان بہی نتہا خدا کے (لشکر نے) اُنکو آلیا اور اُنکے
دلون مین وہاک ڈالدی۔ کہ لگے اپنے گہرون کو اپنے ہاتہون اور مسلمانون
کے ہاتہون مسمار کرنے۔ اے آنکہون والو (اس واقعہ سے) عبرت پکڑو
اور غضب الہی سے ڈرو اور اگر خدا کی جانب سے اُنکے لئے جلاوطن ہونا
مقدر نہوتا تو خدا اُنکو دوسری طرح دنیا مین سزا دیتا اور آخرت مین تو اُنکے
لئے عذاب دوزخ ہی ہے اُنکا ایسا حال اسلئے ہوا کہ وہ خدا اور اُسکے رسول
کے برخلاف اُٹھہ کہڑے ہوئے اور جو خدا کے برخلاف اُٹھہ کہڑا ہو تو اللہ تعالیٰ
کا عذاب بہی بڑا سخت ہے مسلمانو اُنکے کہجورون کے درخت جو تمنے کاٹ
ڈالے۔ یا اُنکو جڑون سمیت کہڑا رہنے دیا تو یہ سب خدا ہی کے حکم سے تہا
اور خدا کو منظور تہا کہ ان شریرون اور نافرمانون کو رسوا کرے اور جو کچہہ
مال اللہ تعالیٰ نے (اس جنگ مین) اپنے رسول کو اُن سے مفت دلوایا
مسلمانون تم نے اُسکے لئے اپنے گہوڑون اور اونٹون سے کچہہ دوڑ دہوپ
نہین کی مگر اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو جسپر چاہے مسلط کردے۔ اور اللہ کو سب
قدرت حاصل ہے۔ اے نبی تو نے منافقون کے حال پر نظر نہین کی جو اپنے
ہمجنس بہائیون کفار اہل کتاب سے کہا کرتے ہین۔ کہ اگر تم نکالے جاؤگے تو ہم

بھی تمھارے ساتھہ نکل کھڑے ہونگے۔ اور تمھارے بارہ مین ہم کبھی کسی (مسلمان) کے ماننے والے نہین۔ اور اگر تم سے مسلمانون کی لڑائی ہوگی تو ہم تمھاری مدد کرینگے۔ اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ بالکل جھوٹے ہین۔ اگر اہل کتاب نکالے جائینگے تو یہ اُنکے ساتھہ نہین نکلین گے اور اگر اہل کتاب اور مسلمانون کی باہم لڑائی ہوگی تو منافق اہل کتاب کی مدد ہرگز نہین کرینگے۔ اور اگر اُنکی مدد کرینگے بھی تو ضرور بھاگتے نظر آئینگے پھر کسی طرف سے اُنکو مدد بھی نہ پہونچیگی مسلمانون تمھاری ہیبت اُنکے دلونمین اللہ سے بھی بڑھکر ہے اسلیئے کہ وہ ناسمجھ لوگ ہین جنکو خدا پر بھروسہ نہین یہ سب ملکر بھی تم سے لڑ نہین سکتے۔ مگر ہان محفوظ بستیون مین یا دیوارونکی آڑ مین اُنکی لڑائی آپس مین تو بڑی سخت ہوتی ہے (لیکن حق کا مقابلہ نہین کرسکتے) اے دیکھنے والے (ظاہری حالت پر نظر کرکے) تو انکو متفق سمجھتا ہے حالانکہ اُنکے دل بالکل متفرق ہین۔ اس سبب سے کہ ان لوگون کو روحانی عقل نہین۔ ان لوگون (یہود) کی مثال اُن لوگون کی سی ہوگی جو ابھی اُن سے تھوڑے ہی دن پہلے (مسلمانون سے جنگ بدر مین لڑکر) اپنے کئے کا مزا چکھہ چکے ہین۔ اور آخرت مین اُنکے لئے عذاب دردناک ہے اور منافقون کی مثال (جو رفاقت یہود کا دم بھرتے ہین) شیطان کی مانند ہے۔ کہ وہ انسان کو مشورہ دیتا ہے کہ کفر کر۔ پھر جب کفر کر بیٹھا ہے تو کہدیتا ہے مجھے تجھسے کچھہ سروکار نہین۔ مین تو خدائے رب العالمین سے ڈرتا ہون۔

بدر کا تیسرا واقعہ سنہ ۴ھ

جنگ احد سے واپس جاتے وقت ابوسفیان مسلمانون سے وعدہ کر گیا تھا کہ پھر مین اگلے سال تم سے لڑونگا۔ مگر سال موعود مین قحط سالی کا عذر

کر کے لڑنیکا ارادہ فسخ کر دیا۔ لیکن آنحضرت صلعم سے ایک شخص کی معرفت کہلا بھیجا کہ ابوسفیان ایک بہت بڑا لشکر بدر پر لیکر آیا چاہتا ہے اسلیئے آنحضرت صلعم ڈیڑہ ہزار مسلمانونکا لشکر لیکر چاہ بدر پر تشریف لائے اور مسلمانون نے تجارت کے ذریعہ بہت کچھہ فائدہ اُٹھایا۔ اور ابوسفیان کی بزدلی پر افسوس کر کے واپس مدینہ مین آئے۔ اس واقعہ کا ذکر قرآن مجید کی تیسری سورۃ کی آیت ۱۷۲ و ۱۷۵ امین ہے۔

غزوہ بنی مصطلق شعبان ۵ ھ

قبیلہ بنی مصطلق کے سردار حارث بن ضرار نے عرب کے بہت سے قبایل کو آنحضرت صلعم کے خلاف جنگ پر آمادہ کیا اور ایک بہت بڑی جمعیت فراہم کر لی۔ اُنکی سرکوبی کے لیئے آنحضرت صلعم بھی مسلمانون کا لشکر لیکر چشمہ مریسیع تک تشریف لیگئے۔ مگر حارث کی تمام جمعیت مسلمانون کے خوف سے پہلے ہی بھاگ گئی۔ صرف حارث اور خاص اُسکے قبیلہ کے لوگ باقی رہگئے جنہون نے مسلمانون سے مقابلہ کر کے شکست کھائی۔

اس لڑائی مین منافقون نے حضرت عائشہ صدیقہ کی نسبت تہمت لگائی تھی اس بہتان اور پاکدامنی حضرت عائشہ صدیقہ کا ذکر سورۂ نور مین ہے۔ اور منافق اپنے طبعزاد بہتان کا کچھہ ثبوت نہین دیسکے۔ اسلیئے وہ سزایاب ہوئے۔ اس بنا پر حضرت عائشہ صدیقہ کی عصمت پر اللہ تعالیٰ اور مومنین نے گواہی دی اور اُنکا صدیقہ لقب ہوا۔

غزوہ احزاب یا جنگ خندق ذیقعد ۵ سنہ ھ

پہلے بیان ہوچکا ہے کہ جو یہود اپنی شرارت اور بدکرداری کی پاداش مین مدینہ سے خیبر کو جلاوطن کیئے گئے وہ لوگ فی الجملہ خیبر مین پہونچکر مطمئن ہوئے اور مسلمانون سے انتقام لینے کی دہن مین لگے۔ مگر اکیلے کچھہ نہین کرسکتے تھے اسلیئے قریش مکہ اور عرب کے بہت سے قبایل کو آنحضرت صلعم کی مخالفت مین مسلمانون کے خلاف بھڑکایا اور اُن سے امداد کا وعدہ کیا قریش یہود کی امداد کے وعدہ پر بہت خوش ہوئے اور چار ہزار کی جمعیت لیکر بسپہ سالاری ابوسفیان کے قریش مکہ سے مدینہ کی جانب چل پڑے اور راستہ مین یہود کی کوشش اورسعی سے اور بہت سے عرب کے قبایل بھی آن آنکر شریک ہوتے گئے حتی کہ دس ہزار آدمیون کے لشکر نے مدینہ منورہ کو گھیر لیا۔ چونکہ اس لشکر مین مختلف عرب کے قبایل اور اہل کتاب ومشرکین سب شامل تھے۔ اس لیئے اس جنگ کا نام احزاب ہے۔ اور ان لوگون کی زد کے روکنے کو آنحضرت صلعم نے بمشورہ سلمان فارسی کے مدینہ کی شرقی جانب مین چونکہ کھلا میدان تھا ایک خندق کھدوادی تھی اسلیئے اس غزوہ کو غزوہ خندق بھی کہتے ہین۔

آنحضرت صلعم نے قریش اور یہود کے حملہ کا حال معلوم کرکے باتفاق رائے اصحاب کے یہی تدبیر مناسب سوچی کہ مدینہ سے باہر جاکر لڑنا خلاف مصلحت اور خلاف احتیاط کے ہے۔ اِس بناء پر آنحضرت صلعم نے شہر کی حالت کا چہار طرف سے معائنہ کیا تو شہرپناہ کو سب طرف سے درست پایا مگر بجانب شرق بالکل کھلا میدان تھا۔ اسلیئے آنحضرت صلعم نے حکم دیا کہ اسطرف کھائی

کہودی جاوے۔ گو اس زمانہ مین صحابہ کی بہوکہ اور افلاس سے بہت ہی نازک حالت تہی۔ اور مزید بران سردیکا موسم تہا۔ تاہم اصحاب نے بڑی جانکاہی اور محنت سے مخالفین کے آنے سے پیشتر خندق کہودکر تیار کردی۔

روایت ہے کہ خندق مین ایک ایسا گران پتہر آیا کہ اُسکے توڑنے اور نکال پہینکنے مین تمام اصحاب عاجز آگئے تو حضور علیہ السلام نے ایک آلہ لیکر اپنے دست مبارک سے اُس پتہر پر ایسا مارا کہ جسنے عصائے موسوی کی مانند اُس پتہر کے پُرزے پُرزے کردئے۔

اس موقعہ پر ایک صحابی نے اپنا پیٹ کہولکر دکھلایا کہ بہوکہ کی وجہ سے اُسپر ایک پتہر باندہا ہوا تہا۔ آنحضرت صلعم نے اُس صحابی کی تسکین کے واسطے اپنا شکم مبارک کہولکر دکہلایا تو دو پتہر بندہے ہوئے تہے آنحضرت صلعم کا بہوکہ سے یہ حال دیکہکر اصحاب کو سخت رنج ہوا مگر سبکی حالت یکسان تہی ایسی صورت مین کوئی ایک دوسرے کی مدد ہی کیا کرسکتا تہا۔ اسلئے ہر ایک شخص سکتے کے عالم مین سوچتا رہگیا۔ حضرت جابر اپنے گہر گئے اور بیوی سے کہا کہ کچہہ ہے تو اُنہون نے جواب دیا کہ صرف دو سیر کے قریب جو ہین اُنکا آٹا پیسے دیتی ہون حضرت جابر نے کہا تم آٹا پیسکر روٹی پکاؤ۔ اور خود نے ایک بکرا لیکر ذبح کیا اور گوشت پکانے مین مصروف ہوئے غرض کہ حضرت جابر پکا ہوا گوشت اور روٹی لیکر آنحضرت صلعم کی خدمت اقدس مین پہونچے اور عرض کی کہ یارسول اللہ مین ایک ہنڈیا گوشت اور قریبًا دو سیر آٹے کی روٹیان لایا ہون۔ آنحضرت معہ خاص اصحابہ تہوڑا تہوڑا تناول فرماوین۔ حضور علیہ السلام نے یہ سنکر اپنے تمام لشکر مین اعلان کرادیا کہ اے

خندق والو جابر نے تمہاری دعوت کی ہے چنانچہ وہی تہوڑا سا گوشت اور روٹیان تمام لشکر نے شکم سیر ہو کر کہائین اور اُسمین سے کسی قدر کمی کے ساتہ تمام کہانا بچ رہا۔ راوی کہتا ہے اسموقعہ پر لشکر اسلام مین پندرہ سو آدمی تہے لیکن پندرہ ہزار بھی اگر ہوتے تو اُن سب کو یہ کہانا کفایت کرتا۔

مسلمانون کو اب تک یہود بنی قریضہ کی نسبت عہد شکنی اور دغابازی کا وہم وگمان بھی نتہا۔ بلکہ خیال تہا کہ یہ لوگ معاہدہ کے موافق مدینہ کی محافظت مین مدد کرینگے یا کم از کم دشمنون کا ساتہہ نہ دینگے۔ مگر یہود بنی قریضہ نے اپنے ہمجنس یہود کے ہم خیال ہو کر عہد کو توڑ دیا اور مسلمانون سے صاف کہدیا کہ ہم تمہارے خلاف ہین اسکے علاوہ مدینہ مین سینکڑون منافق موجود تہے جنکی نسبت عام خیال یہ تہا کہ یہ سب لوگ دشمنون کو شہر کے محفوظ مقام بتلا کر مسلمانون کو سخت آفت لاوین گے۔ غرضکہ مدینہ کی اندرونی حالت تو یہ تھی اور مدینہ کی چوطرف کفار کا لشکر گہیرا دے ہوئے تہا۔ اسلئے مسلمانون کے زندہ بچنے کی بظاہر کوئی صورت نہین تھی۔ یہ حالت دیکھکر کچے دل کے مسلمان ہوش باختہ ہوئے اور سخت گہبرائے۔ اور منافق اور یہود بنی قریضہ صاف صاف کہنے لگے کہ محمد (صلعم) کے وعدے نصرت ایک دہوکہ بازی تہی اسی قسم کی دل آزار باتون سے یہ لوگ مسلمانون کے دلون کو سخت صدمہ پہونچا رہے تہے۔ مگر صادق الایمان مسلمان اپنے خدا پر بہروسہ کیے ہوئے منافقون اور یہود کی باتون کی کچہہ پرواہ نہین کرتے تہے۔ اور آخر کار اسلام کی فتح کی امید مین دشمن کا مقابلہ کر رہے تہے۔

برابر ایک مہینہ تک لشکر کفار مدینہ طیبہ کا محاصرہ کئے رہا اور آپس مین متفرق لڑائیان بھی ہوتی رہین۔ آخر کار نصرت و امداد الہی کی ہوا چلی۔

یعنی یکایک خدا تعالیٰ نے برق و باد کا کفار پر ایک بھاری لشکر بھیجا۔ اور اسمین فرشتے اندرونی طور پر اپنا کام کر رہے تھے۔ کہ یکایک کفار کے گھوڑے اگاڑی پچھاڑی توڑا کر بھاگ گئے اور ڈیرون کی طنابین ٹوٹ کر کفار پر گرین اور دشمنون مین ایک کھلبلی مچ گئی اور کفار ایسے بیدل اور بدحواس ہو کر بھاگے۔ کہ پھر کبھی اُنہون نے مدینہ کی جانب رخ نہین کیا۔ اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم مین یون فرمایا ہے۔[1]

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَـنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝

یعنی اے مسلمانو۔ اس احسان خداوندی کو تو یاد کرو۔ جو اُسنے تمپر کیا تھا۔ جبکہ تمپر لشکر کے لشکر آچڑھے تو ہمنے اُن پر باد صرصر (آندھی) بھیجی اور لشکر ملائکہ جو تمکو دکھائی نہین دیتے تھے۔ اور اُسوقت تم جو جنگ کی تدابیر کر رہے تھے اللہ اُن کو بھی دیکھہ رہا تھا۔ یہ وہ وقت تھا کہ دشمن تمپر اوپر (مشرق) سے بھی آچڑھے اور نیچے (مغرب) کی جانب سے بھی۔ اور مارے خوف کے تمھاری آنکھین پھری کی پھری رہگئین اور کلیجے مُنہ کو آگئے اور تم خدا کے (وعدہ نصرت) کے بارہ مین طرح طرح کے گمان کرنے لگے اسموقعہ پر مسلمانون کے (استقلال) کی آزمایش کیگئی اور ایک سخت

[1] سورۃ الاحزاب۔ آیت۔ ۹ و ۱۰ و ۱۱۔ پ۔ ۲۱۔ ع۔ ۲۔

زلزلہ مین آگئے۔

اور جبکہ منافق اور وہ لوگ جنکے دلونمین (شک) کے روگ تھے (بے اختیار) بول اُٹھے کہ خدا اور اُسکے رسول نے جو وعدہ (نصرت) ہم سے کیا تھا نرا دہوکہ تھا۔ اور جب سچّے مسلمانون نے لشکرون کو دیکھا تو بول اُٹھے کہ یہ وہی وقت ہے۔ کہ جو خدا اور اُسکے رسول نے ہمین پیشتر سے بتلا رکھا تھا اور اللہ اور اُسکے رسول نے سچ فرمایا تھا اور اس موقعہ کے پیش آنے سے اُن لوگون کا ایمان اور بھی زیادہ مضبوط ہوگیا۔ اور خدا نے اپنی قدرت سے کافرون کو مدینہ سے (مار) ہٹایا اور وہ اپنے غصہ مین بھرے ہوئے (خود) ہٹ گئے اور اُنکو اس مہم سے کچھہ بھی فائدہ نہین پہونچا اور خدا نے اپنی مدد سے مسلمانون کو (سخت) لڑائی کی نوبت (ہی) نہ آنے دی اور اللہ زبردست اور سب پر غالب ہے۔

غزوہ بنی قریضہ ۵ھ

بنی قریضہ جو یہود کا ایک قبیلہ تھا بموجب معاہدہ کے اُسکا فرض تھا کہ یہ لوگ جنگ احزاب مین مسلمانون کی مدد کرتے مگر یہ اُلٹے مسلمانون کی بدخواہی مین مصروف ہوگئے کہ اُنکا سردار کعب بن اشرف عین موقعہ اور وقت پر خیبر کے یہودی حیّ بن اخطب کے ورغلانے سے مخالفون سے جاملا اور یہ لوگ اپنی شامت اعمال سے اہل کتاب ہوکر بجائے توحید کے بت پرستی کے حامی بنے۔ اسلیئے حکم الٰہی سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکی شرارتون کے انسداد کیلیئے اُنکے سب گڈھیون کا محاصرہ کرلیا تو اُنھون نے تنگ ہوکر حضرت سعد بن معاذ کو اپنا حکم بنایا جنھون نے اُنکے

آئے دنکی شرارتون کے روکنے کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مانند[لہ]
یہ فیصلہ کیا کہ اُنکے جنگی مرد قتل کیئے جائین اور اُنکی عورتین و بچے اور جو لوگ لڑنے
کے قابل نہین ہین وہ محفوظ رکھے جائین۔ چنانچہ یہ شرک کے حامی اپنی بغاوت
اور شرارت اور بدعہدی کے عیوض اپنے کیئے کو پہونچے۔ یعنی سب جنگ
جو مرد قتل کیئے جاکر اُنکی عورتین اور بچے اور ناقابل جنگ مرد محفوظ رکھے گئے
اسی واقعہ کی نسبت حضرت یشعیاہ بنی یون پیشین گوئی فرما گیئے تھے۔ کہ
کس نے یعقوب کو حوالہ کیا کہ غنیمت ہون اور اسرائیل لٹیرون کے ہاتھ پڑین
کیا خداوند نے نہین کہا جسکے مخالف ہو کے اُنہون نے گناہ کیا کیونکہ اُنہون
نے نہ چاہا کہ اسکی راہون پر چلین۔ اور وے اُسکی شریعت کے شنوا
نہ ہوئے۔ اسلیئے اُسنے اپنے قہر کا شعلہ اور جنگ کا غضب اُنپر ڈالدیا
(صحیفہ یشعیاہ باب) اور اسی واقعہ کو سورہ احزاب مین قرآن مجید کے
اندر اللہ تعالےٰ نے یون فرمایا ہے۔

لہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اپنے حریف مشرکین بت پرستون پر فتحیاب ہوئے تو بت
پرستون مفتوحین کی نسبت حکم دیا کہ اُنکی خوبصورت اور پاکیزہ عورتین اور کنواری لڑکیان
رہنے دی جائین۔ باقی سب قتل کیئے جائین (استثنا باب ۲۱ وغیرہ اور کتاب گنتی باب ۳۱)
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حکم اور حضرت سعد بن معاذ کے فیصلہ مین جو سختی و نرمی ہے وہ تو ظاہر
ہے مگر ایک نکتہ غور طلب ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ محض پیمبر تھے۔ اور رحمتہ
اللعالمین نہ تھے۔ اسلیئے ایسا سخت حکم نسبت بت پرستون کے خود اُنکی زبان سے نکلا اور
چونکہ آنحضرت صلعم پیغمبر تھے اور رحمتہ اللعالمین بھی تھے اسلیئے مشرکین کے مددگارونکا فیصلہ
اُنکی تقدیر ازلی کے موجب حضرت سعد بن معاذ کی زبان سے صادر ہوا۔ یہ احتیاط قدرت
نے اسلیئے کی کہ آنحضرت صلعم کی شان رحمت پر سختی احکام کا دھبہ نہ آوے۔ منہ۔

وَاَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاھَرُوْھُمْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ مِنْ صَیَاصِیْھِمْ وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الرُّعْبَ فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِیْقًا ۝ وَاَوْرَثَکُمْ اَرْضَھُمْ وَدِیَارَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْھَا ط وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا ہ

یعنی اور جو لوگ اہل کتاب جنگ احزاب مین مشرکین مکہ کے مددگار ہوئے خدا نے اُنکو اُنکی گڈھیون سے نیچے اُتار پھینکا اور اُنکے دلونمین مسلمانون کی دہاک ڈالدی تم ایک فریق کو قتل کرنے اور ایک فریق کو قید کرنے لگے اور اُنکی زمین اور اُن کے گہرون - اور انکے مالون اور نیز اُنکی زمین (خیبر) کا جسمین تم نے قدم تک نہین رکھا تہا خدا نے تم کو مالک کردیا - اور اللہ تعالی ہر بات پر قادر ہے -

ابوسفیان کی خفیہ شرارت

ابوسفیان نے جنگ احزاب مین سخت ذلت وخفت اُٹھائی تھی اسلیے آنحضرت صلعم پر اور بھی خار کھائے ہوئے تھا - آخر اُسنے ایک اعرابی کو زادوراہ اور سواری کا اونٹ دیکر مدینہ کی جانب روانہ کیا اور اُس سے کہا کہ جسطرح ممکن ہو تو محمد (صلعم) کو قتل کردے - اگر تو جیتا بچا تو انعام مقررہ دونگا ورنہ تیرے پس ماندگان کا تا بہ زندگی ہمیشہ کفیل رہونگا - یہ فرستادہ ابوسفیان قتل آنحضرت کے ارادہ سے آیا اور مسجد نبوی مین منافقانہ نماز بھی پڑہتا تھا - اور وقت اور موقعہ کا منتظر تھا - اسی اثنا مین اُسپر حضور علیہ السلام کے اثر صحبت نے یہ فیض پہونچایا کہ وہ آنحضرت کے وعظ کی تاثیر سے متاثر ہوکر آخرکار

لہ سورہ احزاب - آیت - ۲۶ و ۲۷ - پارہ - ۲۱ - ع - ۳ -

سچے دل سے اسلام کا حلقہ بگوش ہوا اور کہا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ اور مسلمان ہونے کے بعد ابوسفیان کی شرارت اور اپنے مدینہ مین آنیکا اصلی سبب حاضرین کے روبرو بیان کیا۔ اور سب نے سنکر ابوسفیان کو بحقارت دیکھا۔ اور اُس پر نفرین کی۔

اس واقعہ کے بعد حضور علیہ السلام کو لوگون کی شرارت کی وجہ سے اور بھی متفرق لڑائیان پیش آئین۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب مین بفتح وفیروزی کامیاب ہوئے۔

دومۃ الجندل ایک پہاڑی قلعہ تہا۔ جسمین عیسائی رہتے تھے اُن لوگون نے اول تو شرارتین کین بالآخر اُنکا سردار اصبح بن عمرو کلبی معہ بہت سے آدمیون کے مسلمان ہوگیا۔ پھر فدک کے یہودیون کو بھی جو خیبر کے جلاوطن یہود کی امداد کیلئے تیار ہو رہے تھے یہ خبر پاکر زیر کیا گیا۔

واقعہ حدیبیہ ذیقعد ۶ سنہ ھ

حضور علیہ السلام کو اپنی جائے مولد اور پیارے وطن مکہ معظمہ سے نہایت ہی الفت اور محبت تھی چنانچہ آنحضرت صلعم مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ کو تشریف لیگئے تو پھر بامید داخل ہونے مکہ کے بالہام ربانی یہ دعا فرمائی تھی۔

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ۝ [۱]	(تو اے محمد) کہہ اے رب مجھے سچا داخل کرنا داخل کر۔ اور سچا نکالنا نکال اور میرے لئے اپنے یہان سے مددگار وحمایتی پیدا کردے۔

[۱] سورہ بنی اسرائیل۔ آیت۔ ۸۰۔ پارہ ۱۵۔ ع ۶۔ ۹۔

جناب باریتعالیٰ سے اس دعاء آنحضرت صلعم کی مقبولیت بطور پیشین گوئی کے یون ظاہر کی گئی ہے۔

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَادُّکَ اِلٰی مَعَادٍ	یعنی جس اللہ تعالیٰ نے تبلیغ قرآن تجہپر فرض کی ہے وہ یہ وعدہ بھی ضرور پورا کر کے ہی رہیگا۔ کہ اسی

مکہ مین جہان سے تجھے سخت سخت تکالیف دیکر نکالا۔ پہر وہان شان وشوکت سے لائے۔

اسلیئے آنحضرت صلعم کو ہر وقت یہی خیال رہتا تہا کہ جلد اپنے پیارے وطن مکہ کی آبادی کو اپنی آنکھون سے دیکھون اور بیت اللہ کا حج کر کے سنت ابراہیمی کو زندہ کرون۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سنہ ۶ ھ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رویاء دکھلایا کہ آنحضرت صلعم معہ اپنے اصحاب کے امن وچین سے مسجد حرام (خانہ کعبہ) مین داخل ہوئے اور عمرہ بجالائے اور حج کی رسمین ادا کر رہے ہین۔

چونکہ انبیاء علیہم السلام کا خواب بھی ایک قسم کا الہام ہی ہوتا ہے اسلیئے یہ خواب بھی الہام تھا۔ مگر چونکہ وقت اور سال کا تعین نہین تبلایا گیا تہا تاہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی تیاریان شروع کین اور قریباً ڈیرہ ہزار اپنے اصحاب کو اپنے ہمرکاب لیکر مکہ کیجانب کوچ کیا اور قربانی کے جانور نشان کیئے ہوئے بھی ہمراہ تہے۔

اور حضور علیہ السلام نے اس خیال سے کہ قریش کو ہماری جانب سے لڑائی کا گمان نہ ہو اپنے لشکر مین یہ حکم نافذ فرمایا کہ کوئی شخص ہتیار باندھکر نہ چلے

چنانچہ سب نے حکم کی تعمیل کی۔ لیکن ذوالحلیفہ (مدینہ سے چھ میل پر ایک مقام ہے) پہونچکر حضرت عمرؓ کو یہ خیال ہوا کہ دشمنون مین بلا ہتیار کے چلنا مناسب نہین ہے۔ چنانچہ رسول خدا صلعم کی خدمت مین عرض کی آنحضرت صلعم نے حضرت عمرؓ کی رائے کو پسند فرماکر مدینہ سے ہتیار منگائے۔ جب مکہ دو منزل رہگیا تو مکہ معظمہ سے آکر بشیر بن سفیان نے خبر دی کہ آنحضرت صلعم کی آمد کی خبر پاکر تمام قریش نے باہم عہد کرلیا ہے کہ مکہ مین مسلمانون کو قدم تک رکھنے نہین دینگے۔ رسول اللہ صلعم نے چاہا کہ اکابر صحابہ مین سے کسیکو سفارت کے طور پر قریش کے پاس بھیجین کہ ہم کو لڑنا منظور نہین ہے صرف حج ادا کرکے واپس چلے جائینگے۔ اس کام کے لئے حضرت عمر کو مامور فرمایا لیکن انہون نے عرض کی کہ قریش کو مجھہ سے سخت عداوت ہے۔ اور میرے عزیز و اقربا مین سے کوئی وہان موجود نہین ہے حضرت عثمان کے عزیز و اقارب سب وہان موجود ہین اسلیئے انکا اس کام پر مامور کیا جانا مناسب ہے۔ حضرت عمر کی اس رائے کو آنحضرت صلعم نے منظور کرکے حضرت عثمان کو مکہ کیجانب روانہ فرمایا۔

قریش کی جانب سے اول بدیل بن ورقا نے آنحضرت صلعم کو یہ پیغام پہنچایا کہ قریش مسلمانون کو مکہ مین ہرگز نہ آنے دینگے اسپر نہایت نرمی سے جواب ملا کہ ہم صرف حج کے لئے آئے ہین۔ لڑائی مقصود نہین ہے۔ تو اسنے قریش سے جاکر کہا کہ مسلمانون کو عمرہ سے نہ روکا جائے تو اچھا ہے۔ اسبات پر اسکی نسبت قریش نے یہ خیال کیا کہ یہ بھی در پردہ مسلمان ہوگیا۔ اور مسلمانون سے ملگیا ہے۔ تو پھر مسعود ثقفی کو آنحضرت صلعم کی خدمت مین بھیجا اس نے آکر آنحضرت صلعم کی نہایت بے ادبی کی اور بڑی سختی کا برتاؤ کیا۔ مگر اس نبی رحیم و کریم نے نہایت صبر و تحمل کے ساتھہ نرمی سے جواب دیا جسپر اسنے

قریش سے آنکر کہا کہ مین نے روم - و ایران - اور حبشہ کے دربار بھی دیکھے ہین
مگر سچ کہتا ہون جو شان و شوکت محمد (صلعم) کی ہے کسی بادشاہ کی نہین
دیکھی اور جو عزت و توقیر محمد (صلعم) کی اُسکے اصحاب کرتے ہین کسی دربار
کے درباریون کو کرتے نہین دیکھا -

جب حضرت عثمان بن عفان مکہ مین پہونچے تو قریش نے اُنکی بہت خاطر و مدارات
کی اور زیارت و طواف کعبہ کی بھی اجازت دیدی مگر اُنہون نے بلا مصاحبت
اپنے ہادی اور آقا رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تنہا زیارت کعبہ
کرنا گوارا نہین فرمایا اور قریش سے صاف کہدیا کہ جب تک پیغمبر خدا صلعم زیارت
کعبہ نہ کرلین مین بھی نہین کرسکتا - اسپر قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو
اُنکے دس ہمراہیون سمیت نظر بند کرلیا -

ادہر محمد بن مسلمہ کے طلیعہ فوج نے جو اسلام کی فوج کے آگے آگے چلنے کو
بطور باڈی گارڈ کے مقرر تھی - اہل مکہ کے پچاس جاسوسون کو پکڑکر آنحضرت
صلعم کی خدمت مین پیش کیا جنکو آنحضرت صلعم نے اپنے لشکر مین نظر بند کرادیا
حضرت عثمان کے واپس آنے مین حد سے زیادہ دیر لگی تو اہل اسلام
مین یہ مشہور ہوگیا کہ حضرت عثمان قتل کردیئے گئے - چونکہ سفیر کا قتل کسی
مذہب اور کسی قوم مین جائز نہین ہے اسلیئے آنحضرت صلعم کو نہایت جلال
آیا اور آنحضرت صلعم نے ایک کیکر کے درخت کے زیر سایہ تمام اپنے اصحاب
سے اسبات پر بیعت لی - کہ اگر عثمان شہید ہوگئے ہون تو اُنکا عوض لینے
کیلیئے یا اگر قید ہون تو اُنکی رہائی کے لیئے جو لڑائی پیش آئے سب جان دینے
کو تیار رہین - چنانچہ یہ واقعہ بیعۃ الشجرہ کے نام سے مشہور ہوا اور قرآن مجید
کی اس آیت مین لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

اِسی واقعہ کی جانب اشارہ ہے اور آیت کی مناسبت سے اسکو بیعت الرضوان بہی کہتے ہین۔

جب قریش کو واقعہ بعیۃ الرضوان اور مسلمانون کے کمال اتفاق کی خبر پہونچی تو اُنکو سخت گہبراہٹ لاحق ہوئی۔ اسلیئے قریش نے آنحضرت صلعم کی خدمت مین تین آدمیون کو صلح کرنے اور شرایط صلح طے کرانے کے واسطے بہیجا۔ اِنمین سے ایک کا نام سہیل بن عمرو تہا جسپر صلح کا سارا دارومدار تہا۔ سہیل بن عمرو نے پہونچتے ہی اول اپنے پچاس جاسوسون کی رہائی کی التجا کی۔ جو مسلمانون کے یہان نظربند تہے۔ جسپر آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم عثمان اور اُسکے ہمراہیان کو چہوڑدو۔ ہم تمہارے جاسوسون کو چہوڑے دیتے ہین چنانچہ اس شرط کی منظوری پر طرفین سے قیدی رہا کردئے گئے پہر سہیل نے شرایط صلح یہ پیش کین۔

(۱) اس سال آپ (آنحضرت صلعم) مع اصحاب بلا عمرہ کے واپس جائین ہان البتہ اگلے سال اگر چاہین تو آکر قضا کرلین مگر تین دن سے زیادہ نہ ٹہیرین اور ایک ایک تلوار کے سوا کوئی اور ہتیار نہ لائین۔

(۲) دس سال تک امن عام اور آزادی رہے۔ کوئی شخص کسی شخص کا مزاحم نہ ہو اور نہ ایک دوسرے کے معاہدین اور طرفدارون سے لڑین۔

(۳) اگر کوئی قریش کا آدمی مدینہ مین چلا جائے تو مسلمان اُسکو واپس کردین لیکن کوئی مسلمان قریش کے پاس چلا جائے تو قریش واپس نہ دین۔

گویہ تمام شرطین قریش نے اپنے مطلب کی حضور نبوی مین پیش کی تہین مگر حضور علیہ السلام نے توکل بخدا محض اپنے حلم سے ان سب کو منظور فرمایا جسپر آنحضرت صلعم کے تمام صحابہ خصوصًا حضرت عمر بہت ہی جوش مین آئے اور

سب نے رنج کے لہجہ مین عرض کی کہ یارسول اللہ کفار سے اسطرح دب کر
کیون صلح کیجائے تو آنحضرت نے یہی فرمایا کہ کچھہ مضائقہ نہین ہے - کیونکہ جو
شخص تم مین سے قریش مین جا ملیگا بہر صورت مرتد ہو کر جائیگا پہر وہ ہمارے
کس کام کا ہے - اور جو قریش مین سے اسلام قبول کریگا اُسکے لئے ہم مین
شامل ہونے کی کوئی اور صورت خدا نکالیگا - اسلئے تیسری شرط بھی کچھہ زیادہ
توجہ کے قابل نہین ہے - اصحاب لوگ سُنکر چپ رہے - مگر حضرت عمر
سے پہر بہی نرہا گیا اور حضور علیہ السلام سے یون گفتگو کرنے لگے -

س - یارسول اللہ کیا آپ رسول خدا نہین ہین -

ج - رسول اللہ صلعم - بے شک ہون -

س - حضرت عمر کیا ہمارے دشمن مشرکین نہین ہین -

ج - رسول اللہ - ضرور ہین -

س - حضرت عمر - پہر ہم اپنے مذہب کو کیون ذلیل کرین -

ج - رسول اللہ صلعم - مین خدا کا پیغمبر ہون اور خدا کے حکم کے خلاف نہین کرتا -

اس مکالمہ کے تحریر کرنے کے بعد الفاروق صفحہ ۵۲ و ۵۳ مین مولنا شبلی
صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت عمر کی یہ گفتگو اور خصوصًا انداز گفتگو اگرچہ خلاف ادب
تہا - چنانچہ بعد مین اُنکو سخت ندامت ہوئی اور اُسکے کفارہ کے لئے روزہ رکھے
نفلین پڑہین - خیرات دی غلام آزاد کئے - تاہم سوال وجواب کی بنا اس نکتہ
پر تہی کہ رسول اللہ کے کون سے افعال انسانی حیثیت سے تعلق رکھتے ہین
اور کونسی رسالت کے منصب سے متعلق ہین -

جسوقت صلح ہو رہی تہی کفار کے وکیل سہیل بن عمرو کا بیٹا ابوجندل جو

بولا کہ یہ پہلی بات ہے جو صلح کے بعد واقعہ ہوئی ہے - آنحضرت صلعم کو تیسری شرط کے بموجب اُسکو واپس کر دینا ہوگا - حضرت صلعم نے فرمایا کہ ابھی صلح کا مرحلہ طے پاکر معرض تحریر مین نہین آیا - اور یہ معاملہ پہلے کا ہے سہیل نے نہ مانا اور یہانتک ضد کی کہ ابو جندل کو واپس ہی لیکر چھوڑا صلحنامہ کی تحریر کے واسطے حضرت علی کرم اللہ وجہ طلب کیئے گئے - چنانچہ حضرت علی آئے اور قلم دوات لیکر حضرت صلعم کے پہلو مین بیٹھے - حضرت صلعم نے فرمایا لکھو - بسم اللہ الرحمن الرحیم - سہیل بولا ہم رحمان ورحیم کو نہین جانتے صرف باسمک لکھو آنحضرت نے فرمایا اچھا ،، باسمک اللھم لکھدو - اور یہی لکھا گیا پھر آنحضرت نے فرمایا کہ لکھو ھذا ما صالح علیہ محمد الرسول اللہ یعنی یہ وہ معاہدہ ہے جسپر محمد رسول اللہ نے صلح کی - سہیل نے کہا کہ ہم آپ کو رسول مان لیتے تو اسقدر جنگ کیون کرتے اور کعبہ کی زیارت سے روکتے ہی کیون - محمد بن عبداللہ لکھو - لیکن اس گفت وشنود کے عرصہ مین حضرت علی کے قلم سے محمد رسول اللہ لکھا ہی گیا - اسپر کفار بضد ہوئے کہ یہ کلمہ کاغذ پر سے حک یا قلم زن کیا جاوے - اصحاب رسول اللہ اس بات پر اڑے کہ ایسا ہرگز نہین ہوسکتا اس تنازع مین قریب تھا کہ تلوارین میان سے نکل پڑین اور صلحنامہ یون ہی رہجاوے - مگر حضور علیہ السلام نے نہایت کشادہ پیشانی اور بلند حوصلگی سے فرمایا کہ اگر مین صادق القول اللہ کا رسول ہون تو اس لفظ کے مٹانے سے کیا ہوسکتا ہے جسطرح یہ کہتے ہین لکھدو - ادہر تو یہ ضبط اور تحمل اُدہر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا باادب یہ کہنا کہ واللہ بااللہ مین تو اپنے قلم سے لفظ رسول اللہ کو نہین مٹاؤنگا اور ایک طرف کفار کی ضد دوسری جانب اصحاب رسول اللہ کی برہمی اور برافروختگی ایک عجیب

نظارہ تھا۔

غرضکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لاؤ اس لفظ متنازع کو میں خود مٹا دوں مگر اللہ ہرگز نہ مٹا دیگا۔ چنانچہ کاغذ معاہدہ کا آپ کے روبرو پیش کیا گیا اور چونکہ آنحضرت صلعم امیؐ تھے۔ اسلیئے حضرت علی نے انگلی رکھکر آنحضرت کو وہ لفظ رسول اللہ بتلایا اور آنحضرت صلعم نے اپنا لعاب دہن انگلی سے لیکر اس لفظ کو مٹا دیا۔ مٹا کیا دیا گویا لب جان بخش سے اسمین جان ڈالدی۔ کہ تھوڑے ہی عرصہ بعد تمام عرب وعجم رسول اللہ رسول اللہ پکار اٹھا۔

غرضکہ صلحنامہ لکھا جاکر طرفین کے معززاور اکابر اشخاص کی گواہی سے تکمل ہوا اور سہیل بن عمرو سفیر کفار کے حوالہ کیا گیا۔ قرارداد صلح کے مطابق حضور علیہ السلام نے اسی مقام پر حج کی معمولی رسمین ادا کین اور جانور جو قربانی کے لیئے نشان کیئے گئے تھے وہین ذبح کردیئے گیئے پھر آنحضرت نے مدینہ منورہ کیطرف مراجعت فرمائی راہ مین سورہ فتح نازل ہوئی جسمین اللہ تعالی نے اہل اسلام کو دنیا اور آخرت کی برکت اور فلاح اور مخالفین پر نصرت و فتح کا یقینی وعدہ فرمایا۔ حضور علیہ السلام نے حضرت عمر کو طلب کرکے ان سے فرمایا کہ آج مجھپر ایسی سورہ نازل ہوئی ہے جو مجھکو تمام جہان کی چیزون سے زیادہ عزیز ہے یہ کہکر آنحضرت نے یہ آیتین پڑھین

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ	(یعنی اے نبی) ہمنے تمہارے لیئے (اس صلح کو) فتح مبین بنا دیا تاکہ تم آزادی سے دین اسلام کو پھیلاؤ اور خدا اسکے صلہ مین تمہاری گذشتہ

عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝ وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيزًا ۔	اور آیندہ خطیات بشری معاف کرے اور (دین اسلام کو غالب کرکے) تمپر اپنا احسان پورا کرے اور تمکو بے روک ٹوک سیدہی راہ پر لیچلے کہ (تمہارا کوئی مزاحم نرہے) اور تمہاری بڑی زبردست مدد کرے۔

یہ صلح اگرچہ مشرکین مکہ کی زیادتی اور وباؤ نا جایز کی وجہ سے ہوئی تہی اور مسلمانون کی دلشکنی کا باعث تہی مگر اسمین جو مصلحتین پوشیدہ اور مضمر تھین وہ خدا اور اُسکے رسول کو معلوم تہین کہ کفار قریش مکہ کے روزانہ حملے اور جنگ وجدل مسلمانون کو دم نہ لینے دیتے تہے۔ وہ یکلخت رفع ہوکر مسلمانون کو فرائض کی ادائیگی اور اشاعت اسلام مین آزادی حاصل ہوگئی۔ مکہ مین لوگ بکثرت چھپے مسلمان تہے اور وہ صلح نہ ہونے کی صورت مین بحالت جنگ ناحق پس جاتے اور یہ امر مسلمانون کے لیے موجب رنج کا ہوتا۔ علاوہ ان باتون کے اس صلح کی وجہ سے کفار کے دلون پر روز افزون اسلام کا پرتو پڑنے لگا۔ اور رفتہ رفتہ اُنکے دل اسلام کی جانب مائل ہوتے گئے۔ حتی کہ فتح مکہ تک بہت لوگون کی طبیعتین قبول اسلام کیلئے تیار ہوگئین اور دوسری قومین جو قریش کی حالت اور حق وباطل مین فیصلہ کا انتظار کر رہی تہین۔ انکو بھی فتح مکہ نے دکھلا دیا۔

وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ ۝[1]	یعنی آخر کار کامیابی خدا کے پاس پرہیزگارون ہی کا حصہ ہے۔

پس یہ نتیجہ ہونیوالا تہا جو اس صلح سے برآمد ہوا۔ اسی بناء پر اس صلح کو خداوند

[1] سورہ زخرف۔ پارہ ۔۲۵۔ ع۔۳

خداوند عالم نے فتح مبین کے نام سے یاد فرمایا ہے۔

لیکن اِس صلح کے بعد اور فتح مکہ سے پہلے منافقون اور کفار کو آنحضرت صلعم کی نسبت طعنہ زنی کا خوب موقعہ ہاتھ لگا۔ وہ لگے چڑہ چڑہ کے مسلمانون سے کہنے کہ تمھارے نبی نے یہ عجیب خواب دیکھا تھا۔ جسکا نتیجہ مسلمانون کی تذلیل اور اسلام کی تحقیر ہوا کہ صلح یون دب کر کیگئی حالانکہ آنحضرت صلعم نے خواب بلا تعین وقت کے دیکھا تھا جسکی تعبیر اس سال مین وقوع مین نہ آئی بلکہ اگلے برس ہوئی۔ چنانچہ اس صلح سے اگلے سال ہی نہایت امن و چین سے قریبًا دو ہزار مسلمانون نے مکہ مین آکر عمرہ قضا کیا۔ جسپر یہ آیت نازل ہوئی۔

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ ط	یعنی اللہ تعالی نے اپنے رسول کو (یہ) خواب سچا کر دکھایا کہ انشاء اللہ تعالی تم یقینًا مسجد حرام مین اپنے سرون کو منڈاتے اور بال کتراتے ہوئے بخوف وخطر داخل ہوگے

اِس آیت شریفہ مین تعبیر خواب آنخضرت صلعم کی ظہور کو بلا تعین وقت کے (لفظ انشاء اللہ) صاف بتلا رہا ہے۔ اور اسی لئے صادق الایمان اور دانا مسلمان۔ منافقان اندرونی دشمنان آنخضرت صلعم کے اعتراضات پر خود کہتے اور ہنستے تھے کہ اِن لوگون مین سیدھی بات سمجھنے کا بھی مادہ نہین ہے جو رسول اللہ کے خواب کو غلط بتلا رہے ہین۔

لہ سورہ فتح ۶۔ ۴۔ پارہ۔ ۲۶۔

دعوت اسلام کے خطوط بنام شاہان روم ومصر وحبشہ

خداوند عالم نے حضرت حجی نبی کی معرفت فرمایا تھا میں سب قومون کو ہلادونگا اور حمدث (احمد) سب قومون کا آویگا۔ اور اُس گھر کو بزرگی سے بھردونگا رب الافواج فرماتا ہے (صحیفہ حجی نبی باب ۲ آیت ۷) چنانچہ اب وہ وقت آیا کہ سب قومون کو ہلایا اور زیروزبر کیا جاوے اور خانہ خدا (کعبہ) بتون کی نجاست سے پاک ہو کر اللہ تعالےٰ کے نام پاک کے ساتھ بزرگی سے بھرا جاوے۔ اس بناء پر حضور علیہ السلام نے بادشاہان اُلوالعزم کے نام خط لکھے تاکہ اُنپر حجت قایم ہو کر زمین موعود مسلمانون کے قبضہ مین آوے۔

خط بنام ہرقل شاہ روم

حضور علیہ السلام نے ہرقل بادشاہ روم کے نام یہ خط لکھوا کر اپنے سفیر دحیہ کلبی کے ساتھ ہرقل کے پاس بھیجا ہرقل اُن دنون بیت المقدس کی زیارت کے لیئے گیا ہوا تھا اسلیئے دحیہ کلبی خط لیکر بیت المقدس پہونچے اور ہرقل شاہ روم کو چند باتین منجانب رسول اللہ کہدینے کے بعد خط پیش کیا۔ ہرقل نے خط کھولا تو اُسمین یہ لکھا۔[1]

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
مِنۡ مُحَمَّدِ بۡنِ عَبۡدِ اللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ
اِلٰی ہِرَقۡلَ عَظِیۡمِ الرُّوۡمِ سَلَامٌ
عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الۡہُدٰی اَمَّا بَعۡدُ

اللہ رحمان اور رحیم کے نام سے شروع کرتا ہون۔ محمد صلعم کیطرف سے جو اللہ کا بندہ اور رسول ہے بادشاہ ہرقل کیطرف اُس شخص پر سلام جو راہ ہدایت کی پیروی کرے۔ اسکے بعد

[1] صحیح بخاری۔

فانی ادعوک بدعایة الاسلام
اسلم تسلم یوتک اللہ
اجرک مرتین فان تولیت
فعلیک اثم الیریسین
ویا اھل الکتاب تعالوا
الی کلمة سواء بیننا
وبینکم الا نعبد الا اللہ ولا
نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا
بعضا اربابا من دون اللہ
فان تولوا فقولوا اشھدوا
بانا مسلمون۔

مین تمکو قبولیت اسلام کیلئے بلاتا ہون
(تو اگر) مسلمان ہو جاویگا تو آنیوالے
غضب (الہی) سے سلامت رہیگا اور
خدا تجھے دوگنا اجر (تصدیق عیسی اور تصدیق
نبی آخرالزمان کا) عطا فرماویگا۔ اور اگر تو روگشی
کریگا تو تیری رعیت کا گناہ (بھی) تیرے
ذمہ ہوگا اور اے اہل کتاب ایک بات
کیطرف آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے
درمیان متفق علیہ ہے کہ اللہ کے سوا ہم
کسیکی پوجا نہ کرین اور نہ اسکے ساتھ کسیکو
شریک کرین۔ اور نہ ہم (مین بعض
لوگ) غیر اللہ (مسیح وغیرہ) کو خدا ٹھرائین۔
پھر اگر وہ انکار کرین تو اے مسلمانون۔ تم کہدو
کہ ہم تو اللہ کا حکم اٹھانے والے ہین۔

جب یہ خط ہرقل شاہ روم نے پڑہا تو کچھہ سوچکر حکم دیا کہ اس شہر مین اکثر
اہل عرب سکنائے مکہ تجارت کیلئے آیا کرتے ہین اگر انمین سے کوئی ہو تو
ہمارے حضور مین حاضر کرو۔ اسیوقت لوگ تلاش مین دوڑے اور
ابوسفیان جو ابھی تک مخالف اسلام تہا اور حسب معمول بغرض تجارت
بیت المقدس گیا ہوا تہا اسکو معہ اسکے ہمراہیان کے لاکر قیصر کے حضور مین
پیش کیا۔ ہرقل نے آنحضرت صلعم کے متعلق ابوسفیان سے مندرجہ ذیل
سوالات کئے اور اسکے ساتھیون سے کہا کہ اگر یہ شخص کوئی بات خلاف

دل قع کہے تو تم اصلی واقع کو خود ظاہر کردینا۔ بعد اسلام لانے کے ابوسفیان کا قول ہے کہ میرے دلمین بار بار آتا تھا کہ سوال ہرقل کے جواب مین کوئی بات خلاف واقع کہدون۔ مگر اپنے ساتھیون کے خوف سے تمام باتین جو واقعی اور سچی تھین جواب مین بیان کرتا گیا۔

نمبر	سوال ہرقل	جواب ابوسفیان	استنباط ہرقل از جواب ابوسفیان
۱	محمد (صلعم) قوم کا کیسا ہے۔	شریف نجیب الطرفین	بیشک اللہ تعالی رسالت اور نبوت عالی نسب ہی کو عطا فرماتا ہے۔
۲	کیا تمہاری قوم مین اس سے پہلے کسی نے دعوی نبوت کیا تھا۔	نہین کیا	یہ دعوی نبوت عادی اور تقلیدی تو نہین ہو سکتا۔
۳	کیا اسکے (محمد صلعم کے) اجداد مین سے کوئی شخص بادشاہ ہوا ہے۔	نہین	یہ گمان کرنے کی بھی وجہ نہین ہے کہ اس شخص (محمد صلعم) کو نبوت کی آڑ مین اپنی بادشاہت مطلوب ہے۔
۴	اسکی اطاعت کون لوگ کرتے ہین امیر یا غریب۔	غریب اور مساکین لوگ	سنت اللہ یہی ہے کہ انبیاء کے تابعین ابتدائی غریب ہی لوگ ہوا کرتے ہین چنانچہ مسیح علیہ السلام کے حواری بہی مفلوک الحال مچھوہ وغیرہ لوگ تھے۔
۵	اسکی جماعت روز بروز کمی پر ہے یا ترقی پر	دن بدن بڑھتی جاتی ہے۔	بیشک جماعت انبیاء علیہم السلام یونہین ترقی پذیر ہوتی ہے۔

نمبر	سوال ہرقل	جواب ابوسفیان	استنباط ہرقل از جواب ابوسفیان
۶	کوئی شخص اسلام قبول کرنے کے بعد اس مذہب کو بُرا سمجھ کر مرتد بھی ہوا یا نہین۔	دین محمدی کو بُرا سمجھکر کوئی شخص مرتد نہین ہوا ہان مسلمانون مین منافق لوگ ضرور شامل ہین۔	حق کا قاعدہ ہے کہ ایک مرتبہ جب ذہن نشین ہو گیا تو پھر جی سے نہین نکلتا اور منافقون کا ہونا ارتداد سے متعلق نہین ہے کیونکہ ایسے لوگ ابتدا ہی سے بدل دین کو تسلیم نہین کرتے بلکہ وہ دین حق کے خلاف ایک قسم کے جاسوس ہوتے ہین۔
۷	کیا دعوی نبوت سے پہلے تمنے اس شخص سے کبھی کوئی جھوٹ بات سنی ہے یا یہ کبھی جھوٹ بولنے کا ملزم ہوا ہے۔	کبھی نہین	جو شخص آدمیون کے معاملات مین کبھی جھوٹ نہین بولا وہ خدا کی نسبت ہرگز جھوٹ نہین بولیگا۔
۸	یہ (محمد صلعم) کبھی وعدہ خلافی کرتا ہے یا نہین۔	اسکی وعدہ خلافی نہ ہمنے کبھی دیکھی نہ سنی۔	سچ ہے خدا کے نبی کبھی وعدہ خلافی نہین کرتے۔
۹	کبھی تمہارے اور اُسکے باہم لڑائی ہوئی یا نہین۔	بارہا ہو چکی ہین۔	یہ سنت انبیاء ہے۔
۱۰	کون غالب آیا۔	کبھی وہ اور کبھی ہم	ابتداء مین ایسا ہی ہونا چاہئے مگر آخر کامیابی حق کو ہوگی۔
۱۱	یہ شخص (محمد صلعم) کبھی لڑائی مین عہد شکنی بھی کرتا ہے	آج تک تو نہین کی آیندہ کی خبر نہین	سچ ہے انبیاء لوگ لڑائی مین کبھی عہد شکنی نہین کرتے۔

۱۲	اُسکے دین کے احکام کیا ہین۔	یون کہتا ہے کہ خدائے واحد کی پوجا کرو آبائی طریقہ کو چھوڑ دو نماز پڑہو روزہ رکھو زکوٰۃ دو نیکی اور صلہ رحمی اختیار کرو۔	یہ تو انبیاء کی تعلیم ہے اور اس تعلیم کی تکمیل کیلئے ایک نبی پیدا ہونیوالا بھی ہے چنانچہ حضرت مسیح نے فرمایا ہے۔ فارقلیط آئیگا (یوحنا باب۔ ۱۶۔ آیت۔ ۱۴۔)

اِس موقعہ کے اخیر مین بخاری شریف مین ہرقل کی زبانی چند الفاظ عربی کے اور لکھے ہین جنکا اردو ترجمہ یہ ہے۔ یہ تو مجھے معلوم تہا کہ وہ (فارقلیط) آنے والا ہے مگر مجھے خبر نہ تھی کہ وہ تم مین سے ہی اے اہل عرب پیدا ہوگا۔ سو مین اُسکی خدمت مین پہونچ سکتا تو بہت ہی کوشش کرتا کہ اُسکا دیدار مجھے نصیب ہو اور اگر مین اُسکی خدمت مین ہوتا تو مین اُسکے پاؤن دہویا کرتا۔ اِس سوال وجواب اور ان آخری الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہرقل قیصر روم محض اپنی رعیت اور فوج کے خوف اور ملکی مصلحت کیوجہ سے بظاہر اسلام سے محروم رہا ورنہ دل سے معتقد اسلام تھا۔

اسی طرح آنحضرت صلعم نے ایک خط دیکر عمرو بن امیہ کو نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس بھیجا تھا نجاشی پہلے ہی سے آنحضرت کی نبوت کا قایل تھا جب عمرو بن امیہ پہونچے تو اُنکی نہایت تعظیم وتکریم کی اور آنحضرت پر ایمان لایا۔ اور اسی طرح مقوقش شاہ مصر نے بھی حضور علیہ السلام کا نامہ مبارک پڑہکر اظہار اطاعت کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس مین تحفے بھیجے۔ اور ایسا ہی آنحضرت صلعم نے عبداللہ بن خذافہ کو خط دیکر خسرو پرویز شاہ ایران کے پاس بھیجا تھا۔ اُس مردود نے آنحضرت صلعم کے نامہ مبارک کو لیکر چاک کر ڈالا اور آنحضرت صلعم کو نہایت بے ادبانہ الفاظ کے ساتھ یاد کیا

اور فوراً حاکم یمن کے نام جو ایران کیطرف سے مقرر تہا ایک فرمان لکھہ بھیجا کہ وہ اس شخص (محمد صلعم) کو گرفتار کرکے ایران مین بھیجدے۔ حاکم یمن نے کچھہ سپاہی بتعمیل حکم اپنے بادشاہ کے مدینہ کیطرف روانہ کئے وہ ایکروز غروب آفتاب کے قریب مسجد نبوی کے پاس پہونچے تو وہان معہ چند اصحاب کے حضور علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ اور کچھہ نصیحت فرمارہے تھے سپاہیون نے آنحضرت کا رعب وداب دیکھہ کر ڈرتے ڈرتے آنحضرت کی خدمت مین شاہ ایران بدبخت ازلی کا پیغام پہونچایا آنحضرت صلعم کی زبان سے بیساختہ نکل گیا کہ اللھم مزقھم کل ممزق[1] یعنی اے اللہ جسطرح میری چٹھی کو پھاڑا ہے تو بھی اُسکو بالکل پاش پاش کردے۔ اور سپاہیون سے فرمایا کہ تمکو جواب کل صبح ملیگا۔ چنانچہ دوسرے روز وہ حضور نبوی مین حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ تمہارا بادشاہ جسکی تعمیل حکم کیلئے تم آئے ہو اپنے بیٹے شیرویہ کے ہاتہہ سے مارا گیا۔ اور اُسکی سلطنت پر میرے خدا نے اُسکے بیٹے شیرویہ کو مسلط کردیا۔ تم بہی جاکر حاکم یمن کو ہماری طرف سے کہدو یہ واقعہ حسب قول آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کے سچا ثابت ہونے پر حاکم یمن اور وہ سپاہی اور بہت لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔

---

[1] حضور علیہ السلام کی زبان سے تمام عمر مین صرف ایک یہ کلمۂ بددعا نکلا ہے اور اُسکی وجہہ یہ ہے کہ حضرت یحیی نبی نے جو ان واقعات کے متعلق پیشین گوئی کی ہے وہ نہایت جلالی الفاظ مین ہے اس جلال خداوندی کا ظہور آنحضرت کی زبان سے ہوا کیونکہ حضور علیہ السلام کے اس کہنے کی بنا پر خسرو پرویز کا قتل اور اُسکے بیٹے شیرویہ کا تخت نشین ہونا ازل مین مقرر اور مقدر ہو چکا تہا۔

چنانچہ حضور علیہ السلام کے نامہ ہائے مبارک کی بناء پر جسقدر بادشاہان زمین موعود پر متسلط ہو رہے تھے اُنپر حجت قایم ہو گئی اور حضرت یحی نبی کی پیشین گوئی[1] کے مطابق اس وعدہ خداوندی کے پورا ہونیکا وقت قریب آیا ہے[2]

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِہِمْ اَمْنًا۔[3]	یعنی وعدہ دیچکا اللہ تعالیٰ اُن لوگون کو تم مین سے جو ایمان لائے اور کام کیے اچھے ضرور خلیفہ کر دیگا اس خاص زمین مین (جسکا وعدہ ابراہیم علیہ السلام سے ہوا[2]) جیسے خلیفہ بنایا اُنکو جو اِن اسلامیون سے پہلے (یہود بنی اسرائیل) تھے اور طاقت بخشیگا اُنہین اس دین کے پھیلانے کیلئے جو اللہ نے اُنکے لئے پسند فرمایا اور ضرور ہی بدل دیگا اُنہین خوف کے بعد امن سے۔

اس بناء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہان روم و ایران کی نسبت یہ پیشین گوئی کی ہے۔

اِذَا ھَلَکَ قَیْصَرُ فَلَا قَیْصَرَ بَعْدَہٗ وَاِذَا ھَلَکَ کِسْرٰی فَلَا کِسْرٰی بَعْدَہٗ[4]	یعنی جب قیصر ہلاک ہو جایگا تو پھر کوئی قیصر نہ ہوگا اور جب کسریٰ ہلاک ہو جایگا

[1] ۔ کتاب یحی نبی باب ۱۱ ۔ آیت ۔ ۷ ۔

[2] سورہ اعراف ۔ رکوع ۔ ۱۶ ۔ پارہ ۔ ۹ وسموئیل اول ۔

[3] سورہ نور ۔ آیت ۔ ۵۵ ۔ پارہ ۔ ۱۸ ۔

[4] ۔ صحیح بخاری ۔

تو پھر کوئی کسر باقی نہ ہوگا۔

فتح خیبر سنہ ۷ھ

صلح حدیبیہ مین مسلمانون کی نہایت دلشکنی ہوئی تھی اسلیئے اُنکو اللہ تعالےٰ کی جانب سے سورہ فتح مین طرح طرح کی تسلی دیجاکر یہ بھی وعدہ فرمایا گیا تھا کہ فتح مکہ سے پیشتر ایک اور فتح (خیبر) تمہارے لئے ٹھیرا دیگئی ہے جیسے فرمایا۔[1]

فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم و اثابھم فتحا قریبا ۵

یعنی (اللہ کو) اُن (مسلمانون کے دلون کی عقیدت معلوم ہوگئی۔ اور اُنکے دلون پر اطمینان قلب نازل کیا اور اُس (صلح حدیبیہ کی (دلشکنی) کے صلہ مین سردست اُنکو (خیبر کی) فتح عطا فرمائی۔

یہودیان خیبر کے ساتھ لڑائی کیوجہ یہ ہوئی کہ یہود مسلمانون سے بہت خائف تھے۔ اور اُن سے بغض دلی رکھتے تھے اسوجہ سے بار بار بدعہدی کی اور جنگ خندق مین جوڑ توڑ لگا کر قریش کو مدینہ پر چڑھا لائے اور خود اُنکے شریک ہوکر مسلمانون کو گھیر لیا۔ علاوہ اسکے یہود کا بنی غطفان اور بنی اسد کے ساتھ بھی جو مسلمانون کے سخت مخالف تھے۔ ساز باز تھا۔ غرضکہ یہود بار بار پس پا اور مدینہ سے جلاوطن ہونے کی وجہ سے مسلمانون کی بدخواہی مین لگے رہتے تھے اور اپنے مضبوط اور مستحکم قلعون پر بہت کچھ بھروسہ اور اطمینان کئے ہوئے اور مغرورانہ طور پر مسلمانون سے مخالفت رکھتے تھے۔ چنانچہ اِس سال اُنھون نے پھر مدینہ پر چڑھائی کا ارادہ کیا۔ اور

[1] سورہ فتح۔ ۶۔ ۱۰۔ پ۔ ۲۶۔

سامان لڑائی تیار کر لیا یہ حالات معلوم کر کے اُنکے حملہ کے روکنے کے لئے
حضور علیہ السلام نے ۱۴۰۰ سو مسلمانون کو اپنے ساتھ لیکر یہود کے مضبوط
قلعون کو جا گھیرا چنانچہ اول قلعہ نطاۃ کا محاصرہ کر کے سر کیا بعدہٗ اور قلعے
یکے بعد دیگرے بہت جلد جلد فتح ہوتے چلے گئے اور آخر مین قلعہ قموص کے
محاصرہ کی نوبت پہونچی جو سب مین مضبوط اور مستحکم قلعہ تہا۔ یہان یہودیون
نے اپنی تمام قوت صرف کی تھی اور اُسکے گرد خندق کھودی تھی تاکہ کسی صورت
سے فتح نہو۔ مگر الٰہی طاقت کے سامنے کچھ پیش نہ گئی کہ یہ قلعہ بھی حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کے حُسن تدبیر سے فتح ہو گیا۔ اور یون یہودیان خیبر مغلوب
ہو کر صلح کے خواستگار ہوئے تو حضور علیہ السلام نے شرائط ذیل پر صلح
منظور فرمائی۔

(۱) تمام خیبر والون اور اُنکے اہل وعیال کو جان سے امان دیجاوے۔
(۲) تمام خیبر والے اپنا تمام مال واسباب تاوان جنگ مین دین۔
(۳) خیبر کی زمین یہود کے قبضہ مین بدستور رہے۔ مگر وہ زمین کی پیداوار کا
نصف بطور خراج کے مسلمانون کو دیا کرین۔
(۴) آنحضرت صلعم کو اختیار ہو گا کہ جب یہود سے آیندہ کوئی بدعہدی وقوع
مین آوے تو اُنکو خیبر سے بھی نکالدین۔[1]

اس فتح سے مسلمانون کو بہت خوشی ہوئی۔ کیونکہ یہ لوگ معیشت کیطرف سے
بھی آسودہ ہو گئے۔ اور دشمنان یہود کے پھندون سے بھی نجات پائی فتح
خیبر کے بعد اہل تیما اور اہل فدک نے بھی اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کی

[1] یہود کی بدعہدی اور شرارتون کی بنا پر بموجب اسی چوتھی شرط کے حضرت عمر خلیفہ دوم نے اپنی
عہد خلافت مین یہود کو خیبر سے جلاوطن کر دیا تہا۔

جس سے اہل اسلام کو اور بھی فارغ البالی اور مسرت حاصل ہوئی۔

جنگ موتہ جمادی الاول سنہ ھ

موتہ ایک قصبہ ملک شام مین ہے اور اُسمین عیسائی آباد تھے اور اُنکا سردار شرجیل نامی ایک عیسائی تہا اُسنے آنحضرت صلعم کے قاصد سے جو حاکم بصریٰ کے نام خط لئے جاتا تھا تعرض کیا اور قاصد کو مار ڈالا یہہ حرکت اُسکی تمام قوانین شرعی اور ملکی کے خلاف تھی اسلیئے آنحضرت صلعم نے تین ہزار آدمیون کا لشکر بہ سرداری زید بن حارثہ کے موتہ کیجانب روانہ کیا۔ طرفین مین سخت لڑائی ہوئی۔ اس لڑائی مین زید بن حارثہ جعفر طیار اور عبد اللہ بن رواحہ علم بردار باری باری شہید ہوئے مگر آخر کار خالد بن ولید کی حسن تدبیر سے کہیت مسلمانون کے ہاتہہ رہا اور اسلام کی فتح ہوئی۔ اِس لڑائی مین تمام نواح شام کے عیسائی۔ اور کچھہ ہرقل شاہ روم کی فوج جو فارس کو فتح کرکے آئی شامل تھی۔ ایسی جنگ آزما کثیر التعداد فوج کے مقابلہ مین جان بازی کرکے فتح نمایان حاصل کرنا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ کی ایک اہم کارگذاری تھی جسکے صلہ مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرکار سے اُنھون نے سیف اللہ لقب پایا۔

فتح مکہ سنہ ۸ھ

ناظرین کو واضح رہے کہ صلح حدیبیہ کی شرطونمین دوسری شرط یہ بھی تھی کہ قریش مسلمانون کے طرفدار اور ہم عہدون سے اور مسلمان قریش کے طرفدارون سے نہ لڑین۔ قبیلہ بنی خزاعہ آنحضرت صلعم کی پناہ

مین اور طرفدار تھے۔ اور بنی بکر قریش کے طرفدار تھے۔ اتفاقاً بنی بکر اور بنی خزاعہ مین باہم لڑائی چھڑ گئی۔ قریش نے معاہدہ کو بالائے طاق رکھکر شرائط صلح کے خلاف علانیہ اور بھیس بدلکر بنی بکر کی مدد کی اس لڑائی مین بنی خزاعہ کے بیس آدمی مارے گئے اور بنی خزاعہ نے حرم مین پناہ لی تب بھی اُنکو امن نہ ملا۔

گو قریش نے اپنی اس عہد شکنی کو آنحضرت صلعم سے پوشیدہ رکھنا چاہا مگر عمرو بن خزاعی نے معہ دیگر مردمان قبیلہ خود کے حضور نبوی مین پہونچکر قریش کی عہد شکنی کا حال اور اپنا استغاثہ پیش کیا۔ حضور علیہ السلام کو یہہ سنکر نہایت رنج اور قریش کی عہد شکنی پر افسوس ہوا۔ اور دل مین خیال گذرا کہ عجب نہین کہ یہ عہد شکن لوگ موقعہ پاکر ہم سے بھی بدعہدی اور یہی سلوک کرین۔ آنحضرت صلعم بنی خزاعہ کی امداد اور اُنکے انتقام کے لئے تیار ہوئے۔ یہ خبر سنکر قریش بہت گھبرائے۔ اور حضور نبوی مین تجدید صلح کیلئے اپنے سردار ابوسفیان کو بھیجا۔ وہ آنحضرت صلعم کی خدمت مین پہونچا مگر ناکام واپس آیا۔ کیونکہ بنی خزاعہ کی ہمدردی اور حمایت اور کفار قریش کی عہد شکنی اور روزانہ پیش قدمیون کی مدافعت آنحضرت پر فرض لازمی تھی۔ اسوجہ سے حضور علیہ السلام دس ہزار آدمیونکا لشکر جرار لیکر مکہ کیجانب روانہ ہوئے۔ اس واقعہ پر موسیٰ علیہ السلام کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی کہ خداوند سینا سے آیا۔ اور سعیر سے اُنپر طلوع ہوا فاران کی چوٹیون سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدسیون کے ساتھ آیا۔ اُسکے داہنے ہاتھ مین ایک آتشی شریعت تھی۔ (کتاب استثنا باب ۳۳)

اللہ اکبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی شان رحمت ایک عجیب نمونہ

یا صفت رحمانی خداوند عالم کا پرتو ہے۔ کہ مکہ معظمہ مین قدم رکھتے ہی مشرکین مکہ کی بدسلوکیونکا انتقام لینے ہی سے درگذر نہین فرمایا۔ بلکہ اُنکی تمام خطائین معاف کر کے مکہ مین چوطرف یہ منادی کرادی۔ کہ

(۱) جو شخص کعبہ مین موجود ہے یا داخل ہوجائے اُسے امن ہے۔

(۲) جو شخص ابوسفیان (قدیم مخالف اسلام کے) گھر مین داخل ہو اُسے امن ہے۔

(۳) جو شخص امہانی کے گھر مین پناہ گزین ہو اُسے امن ہے۔

(۴) جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کرلے اُسے امن ہے۔

(۵) جو شخص لڑائی سے دست بردار ہو کر اپنے ہتیار رکھدے اُسے امن ہے۔

(۶) لشکر اسلام کا کوئی شخص کسی پر وار نہ کرے جب تک سکنائے مکہ مین سے کوئی شخص مقابلہ آرا نہ ہو۔

تمام مکہ کے اشخاص اس منادی سے مامون اور محفوظ ہو گئے صرف ایک طرف سے چند کفار نے لشکر اسلام پر حملہ کیا تھا اُنکو شکست دیگئی۔ یون حق کے مقابلہ مین ناحق کو شکست ہو کر مکہ مین فتح اسلام کی نوبت (تکبیر واذان) بجنے لگی اور حضور علیہ السلام کی دعا۔

وَقُل رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَل لِّیْ مِن لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا	(تو اے محمد) کہہ اے رب مجھے سچا داخل کرنا داخل کر۔ اور سچا نکالنا نکال اور میرے لئے اپنے یہان سے مددگار و حمایتی کہڑا کردے۔

کی مقبولیت کا اظہار ہو کر یہ وعدہ الٰہی کہ۔

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ	یقیناً جس اللہ نے تجھپر تبلیغ قرآن فرض

لَرَادُّكَ اِلٰی مَعَادٍ | کی ہے وہ یہ وعدہ بھی ضرور پورا کر کے ہی رہیگا کہ اسی مکہ مین جہان سے کفار نے تجھے ایسی ایسی تکالیف دیکر نکالا ہے۔ پھر وہان شان و شوکت سے لا کر ہی رہیگا۔ پورا ہوا۔

اُسوقت حضور علیہ السلام کی ایک طرف تو وہ حالت ہجرت خود بعالم تصور پیش نظر تھی۔ کہ جب آنحضرت کفار کی ایذائین اور تکالیف دینے اور تضحیک و تذلیل تیرہ سالہ سے تنگ آکر نہایت بے سروسامانی کے ساتھہ توکل بخدا مکہ سے نکلے تھے۔ اور دوسری طرف اب اس شان و شوکت شاہانہ سے عزت و جبروت کے ساتھہ مکہ معظمہ مین داخل ہونیکا عجیب نظارہ پیش نظر تہا ان دونون حالتونمین غور کرنے سے حضور علیہ السلام کو شان الٰہی کا ایک بہت بڑا کرشمہ نظر آیا۔ اور یہان تک رقت طاری ہوئی کہ آنحضرت کی ریش مبارک آنسوؤن سے تر ہوکر آنسو سینہ پر ٹپک پڑے۔ اسی عالم بیخودی مین اونٹ ہی کے پالان پر جھک جھک کر آنحضرت صلعم سر بسجود ہوتے تھے اور شکر الٰہی بجالاتے تھے آنحضرت صلعم کی یہ حالت اور حضرت عیسٰی کی وہ حالت کہ جب وہ گدھے پر سوار بیت المقدس مین داخل ہوئے تھے۔ یشعیاہ علیہ السلام نے عالم مکاشفہ مین دیکھی جسکا ذکر ہم بشارات مین کر آئے ہین۔

غرضکہ حضور علیہ السلام اس شان و شوکت سے آبادی مکہ معظمہ مین ہوتے ہوئے در کعبہ پر پہونچے اور تمام بت ہار کعبہ توڑ دینے کا حکم نافذ فرمایا اور در کعبہ پر کھڑے ہوکر نہایت فصیح و بلیغ خطبہ پڑہا جسمین خداوند کی عظمت و کبریائی اور اپنی بیکسی اور مظلومی و عروج۔ اور حق کے مقابلہ مین باطل

کی شکست کا بیان اس شد و مد سے کیا کہ کفار مکہ بالعموم دوڑ دوڑ کر
آنحضرت صلعم کے قدمون مین گرے پڑتے تھے۔ آنحضرت صلعم نے مقتضائ
اپنی شان رحمت کے اُن سب کے قصورون کی معافی دیکر بیعت کیلیے
ہاتھ بڑہایا۔ اور سب لوگ آنحضرت صلعم کے دست مبارک پر نہایت
شرمندگی سے سر نیچا کیے ہوئے بیعت کر کر کے اسلام کے حلقہ بگوش
ہوتے گئے۔ اور چونکہ حضور علیہ السلام بیگانی عورت کا ہاتھہ نہ چھوتے تھے
اسلیے حضرت عمر کو حکم دیا کہ وہ عورات سے بیعت لین چنانچہ حضرت عمر
رضی اللہ عنہ آنحضرت صلعم سے کسیقدر نیچے عورتون سے بیعت لینے کے
لئے کھڑے ہوئے۔ اور عورتین حضرت عمر کے ہاتھہ پر بیعت کر کر کے
اسلام مین داخل ہوتی گئین۔

اللہ اکبر یہ بھی ایک عجیب دلچسپ نظارہ تھا کہ ایک طرف تو وہی
مشرکین لات و عزیٰ کے فدائی جنہون نے صلح حدیبیہ کے معاہدہ مین سے
لفظ رسول اللہ مٹوایا تھا۔ اور بیس برس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور آنحضرت کے رفقا کے خون کے پیاسے تھے۔ اپنی آنکھون کے روبرو
لات و منات اور عزیٰ وغیرہ بتون کے توڑے جانیکا تماشہ دیکھہ رہے
ہین۔ اور بیخودی کے عالم مین جھوم جھوم کر بیعت کے بعد نہایت ذوق
شوق سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ رہے ہین دوسری
طرف حسب ارشاد نبوی حضرت بلال کا اُسی کعبہ کی چھت پر جسمین لات ومنات
کی مدح سرائی مین گیت گائے جاتے تھے کھڑے ہو کر نہایت بلند آواز اور خوش
لہجہ مین یہ اعلان کرنا کہ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اور انہین لفظون مین حضرت بلال کی خوش الحانی کا جواب مکہ کی تمام پہاڑیان گونج گونج کر دے رہی تھین یہان وہ پیشین گوئی پوری ہوئی جو سورہ بنی اسرائیل مین نازل ہوئی تھی۔

قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا	یعنی (تو) کہدے حق آگیا اور باطل مٹ گیا۔ باطل مٹنے والا ہی تو تھا۔

حضور علیہ السلام کے ڈر اور اپنے کردار بد کے انتقام کے خوف سے بڑے بڑے سرداران مکہ شہر مکہ کو چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ لیکن جون جون آنحضرت کا صلہ رحمی اور اخلاق وسیع و کرم عمیم کے حالات سنتے گئے واپس مکہ مین داخل ہوتے گئے گو کفار اپنی تیرہ سالہ ظلم و زیادتیان اور آٹھ سالہ اسلام کے خلاف حملون اور عہد شکنیون کا معاوضہ اپنی قید یا جلاوطنی یا قتل خیال کئے ہوئے تھے۔ لیکن حضور علیہ السلام نے ظلم کا مقابلہ ظلم سے نہین کیا اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے لیا۔ بلکہ اپنے رفیع المرتبہ اخلاق حمیدہ سے اعلے درجہ کا رحم۔ غایت درجہ کا عفو۔ وسیع فیاضی۔ عالیشان حوصلہ دکھلایا کہ جسکی نظیر کتب الہامی و تاریخ زمان مین ملنی مشکل ہی نہین بلکہ محال ہے۔

حضور علیہ السلام حضرت یوسف کیطرح تخت عزت و عظمت پر بیٹھے سب کے سب آپ کے اعداء اور اسلام کے بدخواہ اور دشمن حضرت یوسف کے بھائیون کی مانند نہایت خائف اور ترسان و لرزان صف بستہ سر نیچے کئے ہوئے۔ آنحضرت کے گرداگرد کھڑے ان خیالات مین مستغرق اور محو تھے کہ اس شخص (محمد صلعم) کے لب ہلانے کی دیر ہے کہ ابھی جلاد سر پر کھڑے نظر آئین گے اور ابھی اپنے کردار بد کی پاداش مین تلوار کی بجلی کی

؎ - سورہ بنی اسرائیل پارہ - ۱۵ -

طرح ہمارے سرون پر کوند کر ہمارے خون سے کاسۂ زمین کو لبریز اور ملک الموت کی خواہش کو پورا کردے گی۔

مگر اُس نبی رؤف الرحیم رسول کریم نے اپنے لطف عمیم سے ہمدردی قوم و بنی نوع کے جوش مین اپنی متانت اور رقت بھری آواز کے ساتھ مغموم لہجہ مین اُن شریرون اور خونیون کو مخاطب کرکے یہ سوال کیا کہ تم لوگ مجھسے کس سلوک کی امید رکھتے ہو۔ اور اپنے تئین کس سلوک کا مستحق خیال کرتے ہو اور تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔

سب نے بالاتفاق عرض کیا کہ بلاشبہ ہم سب اپنی شرارتون اور بغاوتون کے عوض مین نہایت عذاب کے ساتھ قتل کردینے کے قابل ہین مگر آنحضرت ہمارے اخی مکرم اور کریم ہین۔ اسلیے ہم آنحضرت سے کرم وجودہی کی توقع رکھتے ہین۔

اُسوقت آنحضرت صلعم نے بڑے بلند حوصلگی اور کشادہ پیشانی سے پر درد لہجہ مین اپنی لرزتی اور رقت بھری آواز کے ساتھہی فرمایا کہ مین تم سے اور کچھہ نہین کہتا اور نہ کچھ انتقام چاہتا ہون اور نہ شکوہ کرتا ہون۔ صرف وہی کہتا ہون جو اس سے پیشتر میرے بھائی یوسف نے اپنے بھائیون سے کہا تھا۔

قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ[1]	یعنی آج تم پر کوئی سرزنش نہین تمہین اللہ تعالیٰ معاف کرے اور وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

اور یہ کہکر فرمایا۔

[1] - سورہ یوسف آیت - ۹۲ - پارہ - ۱۳ -

اذهبوا فانتم الطلقاء	جاؤ مین نے تم سب کو آزاد کیا۔

یہ خوش آیند نظارہ ایسا نہین تھا کہ کوئی شخص دیکھے اور آبدیدہ یا اُس سے متاثر نہو۔ چنانچہ سبکی آنکھین ڈبڈبا آئین کہ کوئی چشم پرنم بشکل تصویر سکتے کے عالم مین بحس وحرکت جہان کھڑا تھا کھڑے کا کھڑا رہگیا۔ اور کسیکی روتے روتے ہچکیان بندہ گیئن۔ اور رقت وسکوت کا ایک ایسا سمان بندہ گیا کہ جسمین اُنکو سوائے کرشمہ قدرت الہی کے اور کچھہ نظر نہ آتا تھا اور وہ اپنی پرنم آنکھون سے گویا میدان محشر مین داور حشر کو انصاف پر بیٹھا دیکھہ رہے تھے اسی بیخودی کے عالم مین اخلاق محمدی کے گرویدہ ہوکر سب بے اختیار پکار اُٹھے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللّٰهِ

پس اللہ تعالیٰ کے سب وعدے پورے ہوئے۔ اور گروہ در گروہ دین اللہ مین داخل ہوگئے اور دن بدن داخل ہونے شروع ہوئے اس کامیابی پر یہ سورہ فتح نازل ہوئی۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا۔	یعنی جب اللہ تعالیٰ کی نصرت آگئی اور فتح حاصل ہوگئی اور لوگون کو دین اللہ مین جوق جوق داخل ہوتے تونے دیکھہ لیا تو (پس تو تو اپنا کام پورا کرچکا) اب اللہ کی حمد وستایش کر اور اس سے (معافی گناہ اپنی امت کیلئے) استغفار کر کیونکہ وہ توبہ

(۰۰:۰۰)

جنگ حنین شوال سنہ ۸ھ

حنین ایک مقام نواح طائف مین ہے وہان صحرائی لوگون کے کئی ایک قبایل اور قوم بنی ہوازن کی ایک جماعت کثیر مسلمانون کے خلاف جدال وقتال پر آمادہ ہوئی۔ یہ خبر آنحضرت صلعم کو پہونچی۔ آنحضرت صلعم بارہ ہزار اصحاب کی جمعیت سے وہان پہونچے۔ اور لڑائی شروع ہوئی۔ اصحاب رسول اللہ کے دل مین یہ خیال گذرا کہ ہماری جماعت قلیل ہمیشہ جماعت کثیر کے مقابلہ مین کامیاب ہوتی رہی ہے۔ اسلیئے زیادہ توجہ سے نہین لڑتے تھے۔ اس کم توجہی کا یہ نتیجہ ہوا کہ ابتدا مین عین لڑائی کیوقت مسلمانون کے پیر اُکھڑ گئے اور بھاگ نکلے حتی کہ رسول اللہ کے پاس بھی تھوڑے ہی سے آدمی باقی رہگئے۔ اس نازک موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور فرمایا کہ۔

انا النبی لاکذب انا ابن عبد المطلب	یعنی مین سچا نبی ہون عبد المطلب کا بیٹا ہون

کسی حالت مین پیٹھ دکھانیوالا نہین۔ اور آنحضرت صلعم ایک اونچے ٹیلے پر جا کھڑے ہوئے اُسوقت حضرت عباس نے بآواز بلند للکار کر کہا کہ محمد رسول اللہ تو یہ کھڑے ہین۔ اے حامیان اسلام تم کدہر بھاگے جارہے ہو یہ آواز سنکر سب لوگ سمٹ پڑے اور باتفاق اس زور شور سے حملہ کیا کہ بنی ہوازن کے جمے ہوئے پیر اُکھڑ گئے۔ اور اُنہون نے شکست فاش کھائی اس واقعہ کو قرآن مجید مین اللہ تعالےٰ نے یون بیان فرمایا ہے،

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِیْ مَوَاطِنَ كَثِیْرَةٍ [1]	یعنی اللہ نے تمکو اکثر فتح ونصرت عطا فرمائی

[1] سورہ توبہ - پارہ - ۱۰ -

وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ

اور علی الخصوص جنگ حنین کے دن جب کہ تمہاری کثرت نے تمکو گھمنڈ مین ڈال رکھا تھا تو وہ کثرت تمہاری کچھہ بھی کام نہ آئی اور زمین باوجود اسقدر فراخی کے تمپر تنگ ہوگئی اُسوقت تم پیٹھ دیکر بھاگے۔ اسکے بعد اللہ تعالے نے اپنے رسول اور مومنون پر (جو ثابت قدم رہے) اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی اور اُسنے آسمانی لشکر مدد کو بھیجے جو تمکو نظر نہین آتے تھے اور خدا کے مخالفون کو سخت سزا دی اور خدا کے خلاف اُٹھنے والون کی یہی سزا ہے۔

غزوہ طائف سنہ ۸ھ

قوم بنی ثقیف نے طائف کے قلعون مین پناہ گزین ہوکر بہت کچھہ سامان جنگ بہم پہونچایا اور اسلام کے خلاف عناد پر آمادہ تھے۔ اسلیئے حنین سے واپس آکر آنحضرت صلعم نے طائف کی جانب کوچ کیا اور وہان پہونچکر اُنکے قلعون کا محاصرہ کرلیا۔ لیکن اُسوقت فتح حاصل نہین ہوئی مگر پھر اُن لوگون نے مغلوب ہوکر آنحضرت صلعم سے درخواست کی کہ ہمکو نماز معاف کیجاوے۔ اور ہمارے لات (بت) کو قایم کرنے کی اجازت دیجاوے یہ درخواست اُنکی نامنظور کرکے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس دین مین نماز نہین اسمین کوئی خوبی وخیر نہین ہے۔

وفود یعنی گروہ ۹ سنہ ھ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ صمدیت مین دعا رکی تھی کہ اے رب اس مکہ کو امن والا شہر بنانا۔[1] چونکہ یہ دعا مقبول ہوئی اس لئے کوئی دشمن مکہ پر چڑہائی کر کے کامیاب نہوتا تہا۔ چنانچہ اصحاب فیل وغیرہ مخالفین کی ناکامیابی دیکہہ کر کفار مکہ کے دلونمین یہ بات جم گئی تھی۔ کہ مکہ کے بت ایسے زبردست ہین کہ اُنکے ہوتے مکہ کو کوئی شخص فتح نہین کر سکتا۔ اسلئے آنحضرت صلعم کی نسبت بھی یہی خیال کئے ہوئے تہے۔ مگر جب اُنکے اعتقاد کے خلاف مکہ فتح ہو گیا اور بت توڑے گئے تو اُنکو معلوم ہوا کہ حق کو ہر جگہہ کامیابی ہے۔ اور اُنکے بت توڑے بت ہی تہے جبکہ اس صورت سے تمام اہل عرب کی آنکھونمین بتون کی بیحقیقتی ظاہر ہو گئی تو گرد و نواح مکہ سے گروہ در گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس مین حاضر ہو ہو کر بطوع خاطر مسلمان ہوتے گئے آخر کار تمام عرب مسلمان ہو گیا اور خدا تعالی نے سورۂ فتح مین جو وعدہ فرمایا تھا وہ بخوبی پورا ہو گیا۔

مسیلمہ کذّاب ۹ سنہ ھ

یہ شخص جسنے جھوٹا دعوی نبوت کا کیا تہا۔ ملک یمامہ سے قبیلہ بنی حنیفہ کے ساتہہ مدینہ مین وارد ہوا۔ اُسکے ساتہہ والے تمام مسلمان ہو گئے مگر اُسنے جہان مقیم تہا وہین سے آنحضرت صلعم کی خدمت مین پوشیدہ کہلایا

[1] سورہ ابراہیم۔ پارہ۔ ۱۳۔ آیت۔ ۳۵۔

کہ اگر آنحضرت مجھے اپنا جانشین بنالین تومین اپنے دعوی نبوت سے دست بردار ہوکر آپ کا مطیع ہوجاؤن اس صورت سے میری جمعیت بھی آنحضرت صلعم کی جمعیت مین ملجاویگی اور پھر ہم بآسانی اور ملکون کو فتح کرلین گے۔ مگر چونکہ نہ تو آپ ریاکار تھے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود ملک گیری تھا اور نہ دنیاوی بادشاہ بننا چاہتے تھے۔ اسلئے حضور علیہ السلام کو مسیلمہ کا یہ پیغام سُنکر سخت جلال آیا۔ آنحضرت صلعم کے ہاتھ مین اُسوقت کھجور کی ایک ٹہنی تھی اُسکو زمین پر مار کر فرمایا کہ یہ ایک ٹہنی کھجور کی بھی خدا تجھکو نہین دیگا۔ اور جو کچھ خدا تعالی نے تیرے لئے مقدر کر رکھا ہے وہ کبھی نہین ٹلیگا۔ چنانچہ آنحضرت صلعم کے بعد تھوڑے ہی عرصہ مین مسیلمہ کذاب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت مین اصحاب رسول اللہ کے ہاتھ سے قتل ہوا اور اُسکی جمعیت ایک لاکھ کے قریب جسپر وہ مغرور تھا تتر بتر ہوگئی۔ اور یہ پیشین گوئی (جس کیطرف آنحضرت صلعم نے اشارہ فرمایا تھا) کہ جھوٹے نبی کو قتل کیا جایگا[۵۱] پوری ہوئی۔

غزوہ تبوک سنہ ۹ھ

تبوک ایک شہر نواح شام مین۔ شاہ روم کے زیر حکومت تھا وہان یہ غلط افواہ مشہور ہوئی کہ پیغمبر اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا۔ اور عرب مین قحط کی وجہ سے لوگ پریشان حال ہین۔ اس لئے عیسائیان تبوک کے سر مین عرب کے سر کرنیکا سودا سما گیا۔ اور اُنھون نے ایک بہت بڑا لشکر جرار جمع کرکے مسلمانون پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا

[۵۱] کتاب استثنا۔ باب ۱۳۔ آیت ۵۔

یہ خبر آنحضرت صلعم کے گوش گذار ہوئی تو آنحضرت نے اس خیال سے کہ ایسے خطرناک اور قوی دشمن کا قدم ملک عرب مین آنا مناسب نہین اُنکا حملہ روکنے کا ارادہ کیا اور نہایت عجلت سے جنگ کی تیاریان شروع کین۔ لیکن یہ نہایت تنگی و عسرت کا زمانہ تھا اور موسم سرما قریب اور کھجورین (جو عرب کی گذر اوقات کا ذریعہ ہے) پھل رہی تھین۔ تاہم صادق الایمان اصحاب نے جنگ تبوک کے واسطے کہا۔

آنحضرت صلعم نے اصحاب کو زر و مال سے اعانت کی ترغیب دلائی چنانچہ اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم نے بڑی بڑی رقمین زر چندہ پیش کین خصوصاً حضرت عمر نے اپنا آدھا مال اور حضرت ابوبکر صدیق نے اپنا کل مال لاکر پیش کیا۔ غرضیکہ جنگ کا سامان مہیا ہوگیا۔ اور حضور علیہ السلام تیس ہزار صحابہ کا لشکر ساتھ لیکر مقام تبوک مین پہونچے۔ آنحضرت کے پہونچنے سے پہلے ہی لشکر کفار کے دلمین لشکر اسلام کی یہ دہاک پڑی کہ وہ بھاگ نکلے اور منتشر ہوگئے اور یہ خبر کہ قیصر روم بھی اُنکے شامل ہے غلط نکلی۔ اسلیئے آنحضرت صلعم معہ خیر و عافیت کے مدینہ منورہ مین واپس تشریف لائے یہ حضور علیہ السلام کی آخری مہم ہے۔ جسکی نسبت یشعیاہ علیہ السلام کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی کہ کس نے اس راستباز کو پورب (شام کے شہر تبوک سے مدینہ پورب مین ہے) کیطرف سے ظاہر کیا اور اپنے پاؤن کی کرسی (بیت المقدس) کے پاس بلایا۔ اور امتونکو اُسکے آگے دہر دیا (یعنی مطیع فرمانبردار کردیا) اور اُسکو (آنحضرت صلعم کو) بادشاہون پر مسلط کیا۔ کس نے اُنھین مخالفون کو خاک کی مانند اور اُڑتی ہوئی بھوسی کے مانند اُسکی تلوار کے حوالہ کیا۔ اُسنے (حضرت صلعم نے) اُن کا (یعنی تبوکیون کا) پیچھا کیا اور جس راہ پر پیشتر قدم نہ مارا

تھا (یعنی ملک عرب سے باہر کبھی فوج کشی نہ کی تھی) سلامت گذر گئے (یعنی لشکر اسلام کا کوئی متنفس مارا نہین گیا) کس نے یہ کام کیا اور اُسے انجام دیا۔ وہ جو ساری پشتون کو ابتدا سے طلب کرتا ہے (یعنی خدا) مین خداوند پہلا ہون اور پچھلون کے ساتھ وہی ہون (یشعیاہ باب ۸۔ آیت ۲۔)

حضور علیہ السلام کو مدینہ کی دس سالہ زندگی مین ستائیس لڑائیان لڑنی پڑین جنمین بنفس نفیس خود شریک تھے پیش آئین اور آنحضرت صلعم نے قریبًا پچاس جگہہ فوجین بھیجین۔

مسجد ضرار

خزرج قبیلہ انصار کا مدینہ مین ایک شخص ابو عامر (عیسائی) راہب بڑا ہی مفسد اور دین اسلام کا سخت مخالف تھا۔ جب مدینہ منورہ مین آنحضرت صلعم کی تشریف آوری کے بعد قبیلہ خزرج کے لوگ مسلمان ہو کر انصار دین الٰہی ہوئے تو ابو عامر راہب کی توقیر وعزت مین فرق آگیا۔ اس لئے یہ شخص آنحضرت صلعم کا دشمن اور دین اسلام کا سخت مخالف ہو گیا۔ حالانکہ انصار کے قبول اسلام سے پیشتر یہی ابو عامر توریت وانجیل سے آنحضرت صلعم کی بعثت کی پیشین گوئیان اور بشارات پڑھ پڑھ کر لوگون کو سنایا کرتا تھا۔ ابو عامر نے ازراہ دشمنی وحسد کے جنگ بدر کے بعد مدینہ سے بھاگ کر مسلمانون کے خلاف قریش کو اُبھارا اور جنگ احد مین سب سے پہلا تیر جس شخص نے مسلمانون پر چلایا یہی ابو عامر تھا پھر آنحضرت صلعم کے پے در پے فتوحات دیکھکر یہ شخص ملک روم مین نکل گیا۔ اور اہل روم کو اسلام کے خلاف اُکساتا رہا۔ جب کوئی بات نہ بنی تو مدینہ مین واپس آنا چاہا۔ چنانچہ

منافقان مدینہ سے سازباز کر کے کہلا بھیجا کہ میرے وعظ کیلئے ایک مسجد بناؤ۔ تاکہ مین اور تم بظاہر مسلمان بنے رہین۔ اور اندرونی طور پر اسلام کے خلاف تدابیر سوچتے رہین اس تحریک کی بنا پر منافقین مدینہ نے اُسکے آنے سے پیشتر مسجد نبوی کے متصل ایک اور مسجد تیار کردی۔ اور آنحضرت صلعم سے استدعا کی کہ تبرکاً آنحضرت صلعم پہلے ایکدفعہ اسمین نماز پڑہین۔ اور پڑہائین۔ مگر جب مہم تبوک سے آنحضرت صلعم مدینہ مین واپس تشریف لائے تو اللہ تعالی نے منافقین کی شرارت اور بد ذاتی آنحضرت پر منکشف کردی اسلیئے آنحضرت نے اس مسجد کا نام مسجد ضرار رکھا۔ اور اس مسجد کو کھُدوا ڈالا۔ اللہ تعالی نے اس واقعہ کا ذکر اور مسجد نبوی والون کی تعریف سورہ توبہ کی آیت ۱۰۷ و ۱۱۰ مین کی ہے۔

مشرکین عرب کی قسمت کا آخری فیصلہ

حضور علیہ السلام تیس ہزار آدمیون کا ایک لشکر جرار ہمراہ لیکر جن ایام مین جنگ تبوک کیلئے ملک شام مین گئے تھے۔ پیچھے سے عرب کی بہت سی قومون اور قبیلون نے اپنی قدیم بدعادت اور شرارت سے بدعہدی کر کے اسلام کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور ۲۱۔ سالہ واقعات گذشتہ صاف شہادت دے رہے ہین کہ یہ مشرکین جہان عاجز اور مجبور ہوتے ہین تو محض دفع الوقتی کیلئے تجدید معاہدہ کے خواستگار ہو کر صلح کرتے ہین اور جب وہ وقت نکل جاتا ہے۔ تو فوراً گرگٹ کی مانند رنگ بدلکر مسلمانون کے خلاف اور دین اسلام کی بیخ کنی کیلئے اُٹھ کھڑے ہوتے ہین اور خواہ مخواہ اپنی ناپاک شرارتون سے ہر وقت اپنے ملک (عرب) کی

تباہی کا موجب ہوکر ترقی اور شیوع اسلام کے مانع ہوتے رہے ہین۔
غرضیکہ مشرکین عرب نے اپنی بدعہدیون اور شرارت ہائے ۲۱ سالہ
سے اپنے آپ کو ملک عرب کے وسیع وجود مین ایسا فاسد اور مضر صحت مادہ
ثابت کردیا تہا کہ جسکی وجہ سے ملک عرب کی اصلاح اور چاردانگ عالم
مین اسلام کا شیوع ممکن ہی نتھا۔ اسلیئے قدرت کے ذمہ ایک یہ بھی
فرض تھا کہ یا تو اس فاسد مادہ (وجود مشرکین) کو ملک عرب سے خارج کرے
یا مشرکین عرب کو وہین معدوم کرکے اس فاسد مادہ کو تحلیل کردے۔
اور جو اجزا اصلاح پذیر ہون اُنکی اصلاح کرکے صلاحیت پر لادے۔ اسلئے
اُس حکیم مطلق نے ۹ سنہ ھ مین جب آنحضرت صلعم جنگ تبوک سے واپس
مدینہ منورہ مین تشریف لائے۔ ایک نسخہ معجون مرکب سورہ توبہ نازل فرمائی
جو اس فاسد مادہ کے دفعیہ اور ملک کی اصلاح پذیر ہونیکا کافی ووافی علاج تھا
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نسخہ کے استعمال کرانے کے لئے
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حاجیون کا قافلہ سالار مقرر فرماکر مکہ کیجانب
روانہ فرمایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پیچھے سے اپنے اونٹ پر سوار کرکے
سورہ توبہ کے اعلان کیلئے بھیجا وہان مکہ مین پہونچکر حضرت ابوبکر صدیق نے لوگون
کو احکام حج تعلیم کیئے۔ اور حضرت علی رض نے عرفہ کے دن اونچی جگہہ کھڑے ہوکر
سورہ توبہ کی آیتین مجمع عام مین سنائین اور انہین احکام الٰہی کی بناء پر
مکہ مین یہ منادی کرائی گئی کہ۔

(۱) آیندہ اہل اسلام کسی مشرک سے صلح نہین کرینگے۔

(۲) جن لوگون سے میعادی صلح کیجاکر عہد باندھا گیا ہے وہ میعاد پوری ہونے
پر مسلمان کسی عہد کے پابند نہ ہونگے۔

(۳) جن لوگون سے عہد کی کوئی میعاد مقرر نہین یا مطلق عہد ہی نہین اُنکو
چار ماہ کی مہلت دیجاتی ہے۔ اور اس عرصہ مین اُنکو اختیار ہے کہ وہ
خواہ لڑائی کا سرانجام کرین یا وطن چھوڑ جائین۔ یا مسلمان ہو جائین۔
(۴) جو مشرک قرآن مجید سننا چاہے اُسے احکام الٰہی سننے کیلئے امن دیا جائیگا
(۵) کوئی مشرک خانہ کعبہ کا آیندہ حج نہ کرے اور نہ دستور جاہلیت کے موافق
ننگے بدن طواف کرنے پائے۔
(۶) اہل ایمان کے بغیر کوئی شخص جنت مین نہین داخل ہو سکتا۔
اس منادی کے بعد ملک عرب مین بالکل امن ہو گیا۔ اور کچھ تھوڑا سا فساد
جو منافقانہ صورت مین باقی رہا تھا اسکا انسداد کل حضرت ابو بکر و حضرت عمر
کے عہد خلافت مین ہو گیا۔

مباہلہ

مشرکین عرب کی قسمت کے آخری فیصلہ کے بعد۔ اسلام کے مخالف
دو گروہ ملک عرب مین اور باقی رہگئے۔ ایک یہود۔ دوسرے نصاریٰ۔ یہ
دونون گروہ کتب آسمانی یعنی صحف انبیاء علیہم السلام کی آڑ مین بظاہر دین
انبیاء کے پیرو اور احکام الٰہی کے پابند اپنے آپ کو بتلاتے اور خیال کرتے
تھے۔ مگر اُنکی روحانی حالت بالکل بگڑ چکی تھی۔ چنانچہ فرقہ یہود مین تو مکاری
فریب۔ دہوکا بازی۔ دنیا سازی۔ ظاہر داری۔ ریاکاری۔ وغیرہ وغیرہ
نالایق صفات اور بدعادات پیدا ہو گئین تھین۔ جنکا فوٹو اللہ تعالیٰ نے سورہ
بقر مین کھینچکر ہمکو دکھلایا ہے۔ اور عیسائی گروہ مین تثلیث پرستی رائج تھی
یعنی بجائے ایک خدا کے تین خدا مانے جاتے تھے۔ اور مانے جارہے ہین
اور رہبانیت یعنی ترک الذات دنیوی کا بہت رواج تھا اور کسیقدر ابھی

کے ساتھ اب بھی ہے - اور یہ باتین تمام یہود اور عیسائی کتب الہامیہ کی تاویلات کرکرکے جائز بتلاتے تھے - ان باتون اور عقاید باطلہ یہود اور نصاریٰ کی قلعی خداوند عالم نے قرآن مجید مین کھولی ہے - مثلاً الوہیت مسیح علیہ السلام کی بزعم نصاریٰ یہ بہت بڑی دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ بن باپ کے مریم طاہرہ کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہین - اِس غلط فہمی کی رفعدا وکیلئے اللہ جلشانہٗ اپنی قدرت کا ایک دوسرا کرشمہ بتلاتا ہے - جو پیدایش مسیح علیہ السلام سے بھی عجیب تر ہے جیسے کہ فرمایا -

اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ[1]

یقیناً عیسیٰ کی مثل بن باپ کے پیدا ہونے مین مثل آدم کے ہے (جو بن ماں باپ کے پیدا ہوا تھا) جسکو اللہ تعالےٰ نے بنایا پھر فرمایا کہ ہو (اُسیوقت جیتا جاگتا چلتا پھرتا انسان) بن گیا (قدرت خدا ہی کی یہ شان ہے، کہ اُسکا حکم جب کسی شے کے پیدا کرنیکا ہوتا ہے - تو اِس ارادہ سے یہی کہدیتا ہے کہ ہو (اُسیوقت خدا کی قدرت وارادہ سے) وہ شے نقش وجود پکڑکر ظاہر ہوجاتی ہے -

فائدہ اگر بن باپ کے پیدا ہوناہی الوہیت کی شان ہے تو حضرت آدم بدرجہ اولیٰ شان الوہیت اپنے آپ مین رکھتے ہین - تاہم بنی آدم مین سے کوئی شخص حضرت آدم علیہ السلام کو خدا نہین کہتا - کیونکہ خداوند عالم کی شان پیدا ہونے - اور معدوم ہونے اور مرنے سے پاک اور مبرا ہے - اور

[1] سورہ آل عمران آیت - ۵۹ - پارہ - ۳ - ۶ - ۶ -

خدا تعالیٰ کی صفت اور شان عالی تو یہ ہے۔

یُصَوِّرُ[1] فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَاۗءُ	یعنی ماؤن کے رحم مین انسان کی صورت بناتا ہے نہ یہ کہ خود رحم مین داخل ہوکر صورت انسانی پکڑ لیتا ہے۔

اسیطرح یہود کو اُنکے عقائد اور افعال ناقصہ پر سخت گرفت کیجا کر سمجھایا گیا جیسے کہ فرمایا۔

اِنَّ[2] ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَقُصُّ عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَاۗءِیْلَ اَكْثَرَ الَّذِیْ ھُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ	بیشک یہ قرآن بنی اسرائیل پر اکثر وہ باتین ظاہر کرتا ہے جسمین وہ اختلاف مچا رہے ہین۔

اور یہ کہ۔

وَمَآ[3] اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَیِّنَ لَھُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِیْهِ وَھُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ۔	یعنی ہمنے قرآن تو صرف اسلیے تجھ پر (اے نبی) اُتارا ہے کہ جن باتون مین اُنہون نے (یعنی اہل کتاب نے) اختلاف کرر کھا ہے اُسے تو ظاہر کردے اور یہ (قرآن) ہدایت و رحمت ہے واسطے ایمانداروں کے۔

اور اسیوجہ سے قرآن مجید کی نسبت فرمایا۔

اِنَّهٗ[4] لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا ھُوَ بِالْهَزْلِ	یعنی بلاشک (یہ قرآن) ایک فیصلہ ہے

[1]۔ سورہ آل عمران۔ پارہ۔ ۳۔ ۶۔ ۹۔

[2] سورہ نمل آیات۔ ۷۶۔ پارہ ۔ ۲۰۔ ۶۔ ۲۔

[3] ...

کوئی ہنسی اور تمسخر نہین-

لیکن گمراہ لوگ ایسی سیدہی باتون کو کب خیال مین لاتے ہین-
اہل کتاب یہود اور نصاریٰ ابھی کہتے رہے کہ جو مطلب کتب الہامیہ کا ہم
سمجھے ہوئے ہین وہی صحیح اور درست ہے- حالانکہ سب عقاید اور باتین
اُنکی صحف انبیاء علیہم السلام کے منافی اور برعکس تھین اسلیئے یہود اور نصاریٰ
کی تنبیہہ اور تادیب کیلئے اُس منصف اور عادل حقیقی نے بلا توسط کسی
اسباب ظاہری کے بذات خود فیصلہ صادر کرنے کے واسطے فرمایا کہ-

قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِن زَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ أَوْلِيَاءُ لِلَّهِ مِن دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ[1]

یعنی (اے نبی) تو کہدے اے قوم یہود-
اگر تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ ہم ہی (اپنے دعوی
مین سچے ہیں) اور اللہ کے دوست ہین (اور عالم
بالا سے موافقت رکھتے ہین) سوائے ہمارے
اور کوئی نہین (تو) موت کی منہ سے خواہش
کرو- اگر تم اپنے دعویٰ مین سچے ہو-

یہ آیت مباہلہ نازل ہونے کے بعد حضور علیہ السلام نے یہود اور عیسایان
کو مباہلہ کیواسطے طلب فرمایا اور آسمانی فیصلہ کیلئے ایک تاریخ مقرر ہوئی-
نجران ایک قصبہ مدینہ سے شمال کیطرف ہے اسمین آنحضرت صلعم
کے زمانہ مین عیسائی رہتے تھے- اُنکو اور یہود کو خط طلبی دربار نبوی سے
لکھے گئے چنانچہ یہود اطراف مدینہ کے علاوہ خاص نجران سے ساٹھہ عیسائی
آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے- ان مین اُن سب کا ایک
سردار مسمی عبدالمسیح قبیلہ کندہ مین سے تھا- اور دوسرا اُسکا مشیر ایہم

[1] سورہ جمعہ- آیت- ۶- پارہ- ۲۸-

نامی ایک اور شخص تھا۔ جسکا لقب سیّد تھا۔ اور تیسرا ابو حارثہ بن
علقمہ قبیلہ بنی بکر بن وائل مین سے تھا۔ علمار نصاریٰ مین سے یہ بہت بڑا
پادری صاحب مدارس تھا۔ اسکے علم و فضل کیوجہ سے شاہان روم
اُسکی نہایت تعظیم و تکریم کرتے۔ اور اسقف (پادری اعظم کا) خطاب دے
رکھا تھا۔ اور یہی شخص کلیسار روم کا پیشوا۔ اور صاحب جاگیر تھا۔ یہ سب
لوگ بڑی دہوم دھام سے مدینہ طیبہ پہونچے راہ مین ابو حارثہ کے خچر نے
جسپر وہ سوار تھا ٹھوکر کھائی۔ تو اُسکا بھائی کرز بن علقمہ بولا کہ اسیطرح محمد
(صلعم) ہم سے مباحثہ و مباہلہ کر کے ٹھوکر کھائیگا۔ چلو فال اچھی ہوئی ابو
حارثہ بولا نہین بلکہ ہم خود ٹھوکر کھائین گے۔ کیونکہ یہ وہی نبی موعود ہے جسکے
آنیکا ہم مدت سے انتظار کر رہے تھے۔ اور یہی وہ نبی ہے جسکے آنے کی
تمام انبیار پیشین گوئی کرتے آئے ہین کرز بولا اگر ایسا ہی ہے۔ تو پہر تمکو
اُسپر ایمان لانے مین تامل ہی کیا ہے کرز کی بات کا جواب ابو حارثہ نے
ایک لایعنی حیلہ بیان کیا مگر کرز ایک منصف مزاج آدمی تھا اُسنے قوم اور
دنیاوی عزت و منصب کی اور دولت و مال کی کچہہ پرواہ نہین کی فوراً
حضور نبوی مین پہونچتے ہی کلمہ طیبہ پڑہتا ہوا مسلمان ہو گیا۔ کچہہ عرصہ بعد
ابو حارثہ وغیرہ بھی مسلمان ہو گئے۔ اور جو لوگ یہود اور نصاریٰ مین سے
آئے تھے اُن سب کے قیام کے لیے مسجد نبوی ہی تجویز ہوئی۔ اور یہ لوگ
مسجد مین مقیم ہوئے اور ان لوگون نے اپنے طریقہ کے موافق بیت المقدس
کیطرف منہ کر کے اپنی نمازین پڑہین۔ اکثر صحابہ پر یہ امر شاق گذرا کہ اسلامی
مسجد مین قبلہ مقررہ کعبۃ اللہ سے روگردانی کر کے یہ لوگ نماز پڑہتے ہین۔ مگر
حضور نبوی سے یہی حکم ہوا کہ ان لوگون کو اپنی نماز پڑہنے کا اختیار ہے جہان ہے

جسطرف منہ کرکے پڑہین - یہ بے تعصبی اور آزادی بھی اسلام ہی کا حصہ ہے
غرضیکہ مباہلہ کی مقررہ تاریخ آئی - اور حضور علیہ السلام نے دونون گروہ اہل کتاب کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اے یہود اور نصاریٰ اگر تم اپنے آپکو برسر حق اور ہمکو ناحق پر سمجھتے ہو تو آؤ آسمانی فیصلہ پر راضی ہو جاؤ اور مباہلہ کیلئے ہمارے مقابل میدان مین نکلو اور ہم اور تم سب ملکر یون دعا مانگین کہ اے قادر مطلق یہود اہم مین سے جو برسر ناحق ہو اُسپر تیری طرف سے ہلاکت اور ذلت کی موت وارد کردے - اور جو بصدق نیت حق پر ہے اُسپر تیرا فضل اور رحم ہو اور وہ مقابلہ مین لعنت کی موت سے بچ جاوے -
چنانچہ صبح کیوقت میدان مباہلہ کیطرف آنحضرت صلعم روانہ ہوئے تو ایک عجیب نظارہ نظر آیا پنجتن پاک اپنے منصف حقیقی کے دربار عدالت مین بامید انصاف اور حق و باطل مین فیصلہ کیلئے سر نیچا کئے نہایت ادب سے اس شان سے چلے جارہے ہین کہ سب سے آگے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہین اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو گود مین لئے جارہے ہین اور اُنکے بعد اُنکی صاحبزادی بی بی فاطمہ خاتون جنت اور اُنکی بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ اُنکے پیچھے حضرت امام حسن علیہ السلام -
علماء یہود اور نصاریٰ مین جو لوگ جہان دیدہ اور سن رسیدہ تھے وہ پنجتن پاک کو اس شان سے روان دیکھکر سخت گھبرائے اور اُنکے رعب سے مرعوب ہوکر ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ اے لوگو جانتے ہو یہ کیسی صورتین چلی جارہی ہین - ہم یقیناً کہہ سکتے ہین کہ یہ صورتین اگر بارگاہ صمدیت مین پہاڑون کے ٹل جانے کی بھی دعا مانگین تو وہ اپنی جگہہ سے ٹل کر ہی رہینگے - تم کس بھروسہ پر مباہلہ کے لئے نکلے ہو - یہان یہود اور نصاریٰ کے

حق مین یہ پیشین گوئی قرآن مجید مین نازل ہو چکی تھی وہ پوری ہوئی کہ۔

وَلَن يَتَمَنَّوۡهُ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌۢ بِالظّٰلِمِيۡنَ ۔

وہ (یعنی یہود و نصاریٰ) ہرگز موت کی خواہش جھوٹے منہ سے بھی نہ کرین گے اپنی بداعمالیون کے خیال سے اور خدا ظالمون کو خوب جانتا ہے۔

غرضیکہ اس پیشین گوئی کے خلاف یہود اور نصاریٰ کے جھوٹے منہ سے یہ بھی نہین نکلا کہ اے خدا جھوٹے پر موت آئے۔ گویا دو نو گروہ اہل کتاب ہمیشہ کیلیئے اپنی عاجزی سے پورے طور پر اپنی تکذیب اور اسلام کے صداقت کی تصدیق کر گئے اور مقابلہ مین نہین آئے۔ اور شعیاہ نبی کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی کہ اے ٹھٹھے باز آدمیو جو اس گروہ پر جو یروشلم مین ہے حکمرانی کرتے ہو خداوند کا کلام سنو۔ از بسکہ تم کہا کرتے ہو کہ ہمنے موت سے عہد باندھا ہے اور عالم غیب سے پیمان کیا ہے۔ جب مہلک تازیانہ بیچ سے ہو کر چلیگا۔ ہم پر نہ پڑیگا کہ ہمنے جھوٹ کو اپنی پناہ کیا ہے اور دروغ گوئی کی آڑ مین اپنے تئین چھپلیا ہے۔ باوجود اسکے خداوند یہوواہ یون فرماتا ہے۔ دیکھو مین صیہون مین بنیاد کیلیئے ایک پتھر رکھونگا۔ ایک آزمایا ہوا پتھر کونے کے سر کا مضبوط نیو والا پتھر۔ اسپر جو ایمان لاوے شرمندہ نہ ہوگا اور سوت پر عدالت اور سہول پر صداقت رکھونگا اور اولے جھوٹون کی پناہ کو جھاڑ ڈالین گے اور پانی چھپنے کے مکان بہا لیجائینگے اور تمہارا عہد جو موت سے ہوا ہے ٹوٹے گا اور تمہاری موافقت عالم بالا سے قایم نرہیگی جب وہ مہلک تازیانہ بیچ مین

لہ سورہ بقر ع-۱۱ پارہ۔ اول۔

لہ الضاً ع-۱۱ "

سے ہوکر چلیگا۔ تب تم اسکے جھاڑنے والے کے نیچے پائمال ہوجاؤگے۔
جس جس وقت وہ گذرتا ہووے تمہین لیجائیگا۔ ہر ایک صبح کو گذریگا۔ اور
دن رات کو بھی بلکہ اُسکا چرچا سننا بھی گھبرانے کا سبب ہوگا کہ خداوند اُٹھیگا
اور غضبناک ہوگا۔ اپنا غیر معمولی کام کرے اور اپنا اعمال کر گذرے۔ ہان
اپنا انوکھا عمل (صحیفہ لیشعیاہ) ۲۸ باب ۱۴۔

یون حضور علیہ السلام نے غلط یہودیت اور جھوٹی نصرانیت کا ابطال
ساری دنیا پر ظاہر کردیا۔ اور جو اُس نبی موعود مامور من اللہ کے مقابل اُٹھے
وہ سب کے سب مرعوب اور مغلوب ہوکر مردود اور معضوب ہوئے اور
انجام یہ ہوا کہ جب وہ اسلام کے مقابلہ کیلیئے اُٹھے تو اپنی شرارتون کی
وجہ سے تباہ وخراب ہوکر نیست ونابود ہوگئے اور بطلان یون اپنی ظاہری
صورت مین بھی باقی نرہا۔

حجۃ الوداع سنہ ۱۰ھ

سنہ ۹ھ مین حج فرض ہوا تھا مگر اس سال آنحضرت صلعم بسبب
تعلیم وفود اور امور غزوات کے خود حج کو تشریف نہ لیجا سکے۔ اور حضرت
ابوبکر وحضرت علی رضی اللہ عنہم کو بھیجا جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ لیکن دوسرے
سال سنہ ۱۰ھ مین آنحضرت صلعم بذات خود ایک لاکھ سے زاید اصحاب
کو ساتھ لیکر ادائے حج کے لئے مکہ مین پہونچے۔ اس سفر مین آنحضرت صلعم
نے اکثر ایسی باتین فرمائین جیسے کہ کوئی شخص اپنے دوستون اور قوم سے
رخصت ہوتا ہے اسلیئے اس حج کو حجۃ الوداع بھی کہتے ہین۔

اللہ اکبر حجۃ الوداع کا نظارہ بھی ایک عجیب و لچسپ نظارہ تھا کہ جسمین ایک لاکھہ آدمیونکا مجمع آپ کے ساتھہ تھا آنحضرت صلعم نے موسیٰ علیہ السلام کی مانند اسی میدان عرفات مین ایک اونچے ٹیلہ پر کھڑے ہوکر آخری نصیحتین فرمائین - اور اپنے خدام کو وصیتین کین - اور فرمایا کہ شاید اگلے سال مین تم مین نہ رہون - اسلئے کہ دین اسلام کامل اور مکمل ہوچکا - اور تبلیغ رسالت مین - مین پورے طور پر اپنا فرض منصبی ادا کرچکا ہون - پھر آخر مین فرمایا کہ لوگو جب قیامت قایم ہوگی اور خدا تم سے میری تبلیغ رسالت کے بارہ مین سوال کریگا تو تم کیا جواب دوگے سب نے بالاتفاق عرض کیا کہ ہم یہ کہینگے کہ خداوندا تیرے رسول نے سخت سخت ایذائین اور تکالیف ہمارے ہاتھون سے برداشت کین اور تیرے احکام اپنی امت کو پہونچائے اور تبلیغ رسالت کا پورا پورا حق ادا کیا - تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کیطرف منہ کر کے فرمایا - اَللّٰھُمَّ اَشْھَدْ اَللّٰھُمَّ اَشْھَدْ اَللّٰھُمَّ اَشْھَدْ

عرفہ کے دن نماز جمعہ سے پہلے حضور علیہ السلام پر یہ آیت نازل ہوئی کہ

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا	یعنی آج مین نے اپنا دین (اسلام) تمہیر کامل کیا اور تمپر اپنا احسان پورا کیا اور تمہارے لیے دین (اسلام) کو پسند کیا -

اس آیت سے حضور علیہ السلام نے سمجھہ لیا کہ میری رسالت و نبوت کی غرض و غایت پوری ہوچکی - اور وصال خداوند تعالیٰ کا اشتیاق آنحضرت صلعم کے قلب پر غالب ہوا - اسلئے آنحضرت صلعم نے نہایت خوش لہجہ مین خوشی اور مسرت کے ساتھہ آیت موصوفہ لوگون کو پڑھکر سنائی - اور ادا

حج کے بعد مدینہ منورہ مین واپس تشریف لائے۔ اور اس آیت کے نازل ہونے سے ۸۱ یوم بعد بارہوین ربیع الاول سنہ ۱۱ھ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جہان فانی سے ۶۳ برس کی عمر مین باشتیاق وصال الہی فردوس برین کیجانب یہ کہکر اَللّٰھُمَّ ھُوَ الرَّفِیْقُ الْاَعْلٰی انتقال فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ روح پرفتوح کے پرواز کے بعد آنحضرت صلعم کی نعش پاک حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرہ مین دفن کیگئی۔ ہائے افسوس یون وہ چاند مدینہ۔ آسمان رسالت۔ اور سپہر نبوت کا آفتاب۔ اپنی عمر کی ۶۳ منزلین کامیابی کے ساتھ طے کرکے۔ اصحاب کبار رضی اللہ عنہم اجمعین کی ظاہری نظرون سے زیر زمین چھپ گیا۔ ایسے محسن قوم خیرخواہ ملک۔ رحمت عالم۔ رحیم وکریم۔ نبی موعود۔ مامور من اللہ کی جدائی اور وفات حسرت آیات سے جو رنج والم اہل بیت اور اصحاب کبار رضی اللہ عنہم اجمعین کے دلون پر ہوا۔ اسکے بیان کرنے کیلئے نہ توہم طاقت وقدرت گویائی ہی رکھتے ہین۔ اور نہ ایسے الفاظ ہی ملتے ہین کہ جسکے ذریعہ سے ناظرین کے روبرو ایسے جان خراش واقعہ کے رنج وملال کو ظاہر کرسکین لیکن رحمۃ للعالمین کی وفات حسرت آیات کے وقت جو رنج وقلق ازواج طاہرات اور فاطمۃ الزہرا خاتون جنت اور حسنین علیہ السلام اور اصحاب کبار رضی اللہ عنہم اجمعین کے دلو نپر گذرا اُسکا کسیقدر اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ امہات المومنین حرم سرا مین نقش دیوار یا آئینہ حیرت بنی ہوئین بحیس وحرکت گویا ماتمی تصویرین بیٹھی یا کھڑی تھین۔ صرف اسوجہ سے ارد گرد کی بیٹھنے والیان یہ گمان کرتی تھین کہ شاید ان غمناک تصویرونمین ابھی رمق جان باقی ہے اسی مجمع مین گاہ گاہ خاتون قیامت کا یہ کہنا کہ واحسرتا۔ وامصیبتا۔ ایک

قیامت برپا کر رہا تھا اور حسنین کے بھولے پن سے کبھی کبھی اپنی تڑپتی
مان اور نانیون کے گلے سے لپٹ کر یہ کہنا کہ نانا جان کہان ہین۔
ہمکو اندر کیون نہین جانے دیتین۔ ماتم زدہ بی بیون کے مردہ دلونمین
ایک ایسے طپش اور جوش پیدا کر دیتا تھا کہ اُنھین ماتمی تصویرون کے
ہاتھہ سینہ زنی کے لیئے رداؤنمین اُٹھ اُٹھکر بحفظ شریعت اس طرح
رہجاتے تہے۔ جسطرح زیر کفن میت کے ہاتھہ بحرکت پڑے ہوئے ہوتے
ہین۔ حضرت عمر یہان تک از خود رفتہ اور بدحواس ہو کر گھبرائے کہ مسجد
نبوی مین پہونچکر یہ اعلان کر دیا کہ جو کوئی یہ کہیگا کہ رسول اللہ صلعم نے انتقال
فرمایا اُسے قتل کر ڈالونگا۔ اور مثل حضرت بلال وغیرہ اصحاب یہانتک
غم ورنج سے بیتاب ہوئے کہ مدینہ منورہ اور مسجد نبوی کو رسول اللہ سے
خالی دیکھہ نہ سکے اور ہجرت کر کے شام وغیرہ ملکونمین نکل گئے۔ بالخصوص
حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت عثمان بن
عفان اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ وغیرہ رضی اللہ عنہم اجمعین عمائد اور مقربین
بارگاہ نبوی کی گردنون پر بار خلافت اور نگرانی امت مرحومہ کا بوجھہ ہوتا
تو خدا جانے اُن لوگون کی کیا پریشان حالت ہوتی اور اسلام کا شیرازہ
بالکل بکھر جاتا مگر ان لوگون نے صبر و استقلال تعلیم نبوی کا دامن نہین چھوڑا
اسی طرح ہم بھی صبر و سکون اختیار کر کے حضور علیہ السلام کے انتقال پُرملال
کو اپنا جگر تھام کر چند بند ذیل پر ختم کرتے ہین۔

شعر

حجرۂ عایشہ مابود از و رشک چمن	با ہمان حجرہ شد امروز مراو را مدفن
یا ہمہ بود شب و روز بجانانہ سخن	یا بلند ست از انخانہ بہر سو شیون

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

یکطرف عائشہ آتش زدی از نالہ بجان　　یکطرف فاطمہ از درد بیمی گریان
یکطرف گریہ کنان بود علی و عثمان　　یکطرف بر لب صدیق و عمر شور و فغان

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

ازواج مطہرات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارہ ازواج طاہرات اور ایک یا دوسرا یا تہین [۱] اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ سب سے پہلی زوجہ مطہرہ تہین اور جب تک وہ زندہ رہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی دوسری کو اپنی زوجیت مین داخل نہین کیا۔ اور گیارہ ازواج مطہرات کے نام مبارک یہ ہین (۱) خدیجہ بنت خویلد (۲) سودہ بنت زمعہ (۳) عائیشہ بنت ابوبکر۔ (۴) حفصہ بنت عمر (۵) زینب بنت خزیمہ ام المساکین (۶) زینب بنت جحش (۷) اُم حبیبہ بنت ابی سفیان۔ (۸) ام سلمہ بنت ابی امیہ (۹) میمونہ

[۱] یہ مضمون اُس مضمون سے ماخوذ ہے جو سر سید احمد خانصاحب نے اپنی وفات سے ۹ یوم پہلی کتاب امہات المومنین کے جواب مین نہایت تحقیق کر کے لکہنا شروع کیا تہا اور اس مضمون کا ماخذ یہ کتابین ہین۔ صحیح بخاری۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری عمدہ القاری شرح صحیح بخاری۔ صحیح مسلم شرح نووی بر صحیح مسلم۔ جامع ترمذی۔ سنن ابی داؤد۔ سنن نسائی۔ سنن ابن ماجہ موطا۔ مواہب لدنیہ۔ شرح مواہب لدنیہ۔ اصابہ فی احوال الصحابہ علامہ ابن حجر۔ و دیگر تفاسیر وغیرہ۔

بنت الحرث (۱۰) صفیہ بنت حی ابن اخطب (۱۱) جویریہ بنت الحرث۔ اور سرایا یہ ہین ماریہ قبطیہ۔ ریحانہ بنت سمعون۔ اب ہم ازواج مطہرات کا تاریخی حال لکھتے ہین۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے باپ کا نام خویلد ہے اور قوم قریش مین سے تھین اُنکی مان کا نام فاطمہ بنت زائدہ ہے۔ نوفل اُنکا چچا تھا اور نوفل کا بیٹا اُنکا چچازاد بھائی تھا اور حضرت خدیجہ قبل ۶۸ سنہ مین پیدا ہوئین اور اُنھون نے ۳ سنہ قبل ہجری مین وفات پائی۔ پہلی حضرت خدیجہ کا نکاح ابو ہالہ بن زرارہ سے ہوا تھا اور اُس سے دو بیٹے پیدا ہوئے ایک کا نام ہند دوسری کا نام ہالہ تھا۔ جب ابو ہالہ مر گیا تو حضرت خدیجہ نے عتیق بن عائذ سے نکاح کیا جو قریش کے قبیلہ بنی مخزوم مین سے تھا اور اُس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام ہند تھا۔ حضرت خدیجہ کا باپ خویلد بہت دولتمند امیر تھا اور اُنکے یہان تجارت ہوتی تھی ایک دفعہ آنحضرت صلعم بی بی خدیجہ کا مال تجارت لیکر بصرہ بھی گئے تھے اور اُس مال سے نفع حاصل کر کے بی بی خدیجہ کو دیا۔ جب عتیق بن عائذ دوسرا شوہر بھی مر گیا تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے آنحضرت صلعم سے ۲۸ سنہ قبل ہجری مین نکاح کیا۔ اس نکاح کے وقت حضور علیہ السلام کی عمر ۲۵ برس اور بی بی خدیجہ کی عمر ۴۰ برس کی تھی۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے ۶۵ برس کی عمر مین مکہ مین انتقال فرمایا۔ تمام محدث اور اہل سیر اس بات پر متفق ہین کہ بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زندگی مین آنحضرت صلعم نے کسی اور عورت سے نکاح نہین کیا۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا

حضرت سودہ کے باپ کا نام زمعہ اور مان کا نام شموس بنت قیس تہا اُنکا پہلا نکاح سکران بن عمرو سے ہوا تھا۔ اور اُس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام عبدالرحمن ہے۔ حضرت سودہ اور اُنکا شوہر دونون مسلمان ہو گئے تھے اور جبکہ دوسری دفعہ مسلمان ہجرت کرکے حبش کو گئے تو حضرت سودہ بھی معہ اپنے شوہر کے مکہ سے حبش کو ہجرت کر گئی تھین جب وہ مکہ مین واپس آئین تو مکہ مین اُنکے شوہر کا انتقال ہوگیا۔ پھر سنہ ۳ قبل ہجری مین حضرت سودہ کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا۔ اُسوقت آنحضرت صلعم کی عمر (۵۰) برس کی تھی۔ مگر حضرت سودہ کی عمر تحقیق نہین۔ حضرت سودہ نے بعد وفات آنحضرت صلعم کے سنہ ۲۳ھ مین انتقال فرمایا۔ حضرت سودہ سابق الایمان تھین۔ اور کفار مکہ کے ہاتھون سے سخت تکلیفین اُٹھا کر ہجرت حبشہ پر مجبور ہوئی تھین اور بوجہ بڑھیا ہو جانے کے آخر مین اپنے حق زوجیت حضرت عائشہ کو منتقل کردیے تھے۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

حضرت حفصہ حضرت عمر کی بیٹی تھین اُنکی مان کا نام زینب بنت مظعون تھا جنھون نے بعد اسلام قبول کرنے کے ہجرت کی تھی۔ حضرت حفصہ کے پہلے شوہر کا نام خنیس ابن خذافہ تہا جنھون نے حضرت حفصہ کے ساتھ ہجرت کی تھی۔ اُنکا انتقال بعد غزوہ بدر کے ہوا۔ خنیس کے انتقال کے بعد حضرت حفصہ کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنہ ۳ ہجری مین ہوا اُسوقت

اُنکی عمر (۲۱) سال کی تھی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف ۵۶ برس کی تھی۔ حضرت حفصہ کا انتقال ۴۵ھ ہجری مین بعمر ۶۳ سال کے ہوا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت حفصہ کو طلاق رجعی دینا بعض روایتوں مین مذکور ہے ابن ماجہ کی جو حدیث اس بارہ مین ہے اُسکا راوی سلمہ بن سُہیل ایک شیعہ مذہب کا ہے اُسکی روایت حضرت عمر کی بیٹی کے بارہ مین مشتبہ ہے لہذا طلاق کا وجود کسی روایت معتبر سے ثابت نہین ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

حضرت عائشہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ اُنکی عمر چھ برس کی تھی جب آپ نے نکاح کیا۔ اور جب آپ نے انتقال فرمایا تب حضرت عائشہ اٹھارہ برس کی تھین۔ اور حضرت عائشہ نے سترھوین رمضان ۵۸ھ ہجری مین انتقال فرمایا۔ اور اُنکی کنیت ام عبداللہ ہے صرف ایک حضرت عائشہ ایسی تھین جنکا پہلی پہل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عقد ہوا تھا۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

حضرت ام حبیبہ کا اصلی نام رملہ تھا اُنکے باپ کا نام ابوسفیان اور ماں کا نام صفیہ ہے اور ماں اور باپ دونوں کیطرف سے وہ خاندان بنی امیہ مین سے ہین اُنکا پہلا شوہر عبیداللہ بن جحش تھا جو پہلے مسلمان ہوگیا تھا اور بعد مین جب لوگ دوسری مرتبہ ہجرت کرکے گئے تو وہ بھی اپنی بی بی ام حبیبہ کے ساتھ ملک حبش کو چلا گیا اور وہاں جاکر عیسائی ہوگیا مگر

حضرت ام حبیبہ بدستور اسلام پر قایم رہین جب عبید اللہ اُنکا شوہر مر گیا
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی بادشاہ حبش کو بطور ولی قرار
دیکر کہلا بھیجا کہ وہ آپ کا نکاح ام حبیبہ سے کر دی۔ چنانچہ حسب ارشاد سنہ ۸ھ
مین بمقام حبش ام حبیبہ کا نکاح آنحضرت صلعم سے ہوا۔ اور آنحضرت صلعم
کیطرف سے نجاشی نے مہر ادا کیا اُسوقت ام حبیبہ کی عمر ۳۷ سال
کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر ۶۰ سال کی تھی۔ بعد نکاح کے
حضرت ام حبیبہ ملک حبشہ سے آنحضرت کی خدمت اقدس مین آئین اور
آپ کے پاس رہین اور بعد وفات رسول خدا کے سنہ ۴۴ھ ہجری مین ۷۰ سال
کی عمر مین وفات پائی۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

حضرت ام سلمہ جنکا اصلی نام ہند تھا اُنکی مان کا نام عاتکہ ہے جو بنی کنانہ
مین سے تھین اور اُنکے باپ کا نام ابو امیہ معروف بہ خذیفہ تھا اور عرب کے
مشہور فیاض اور شہسوارون مین سے تھے۔ اور حضرت ام سلمہ کے شوہر کا
نام ابو سلمہ عبد الاسد مخزومی تھا۔ وہ اور اُنکے شوہر دونون مسلمان ہو کر ملک
حبش کو ہجرت کر گئے تھے وہان اُن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جنکا نام زینب
تھا اسکے بعد ایک لڑکی اور پیدا ہوئی اُسکا نام درّہ تھا اور اسی نکاح سے
دو لڑکے اور پیدا ہوئے اُنمین سے ایک کا نام سلمہ اور دوسریکا نام عمر و تھا۔
ابو سلمہ جنگ بدر مین شریک تھے جب اُنھون نے سنہ ۴ھ ہجری مین وفات
پائی تو حضرت ام سلمہ کا نکاح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ اُسوقت
اُنکی عمر ۲۶ برس کی تھی اور آنحضرت صلعم کی عمر ۵۷ سال کی تھی اُنھون نے

۸۴ برس کی عمر مین سنہ ۶۲ ہجری مین وفات پائی -

حضرت زینب ام المساکین رضی اللہ عنہا

حضرت زینب جو بسبب اپنی فیاضی کے ایام جاہلیت مین ام المساکین کے لقب سے مشہور تھین - قبیلہ بنو ہلال مین سے ہین اُنکے باپ کا نام خزیمہ بن حرث اور مان کا نام ہند بنت عوف تھا - اُنکا پہلا شوہر عبداللہ بن جحش تھا جسکے مرجانے کے بعد اُنکا نکاح سنہ ۳ ہجری مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا اُسوقت اُنکی عمر ۲۹ سال کی تھی اور آنحضرت صلعم کی عمر ۵۶ سال کی - مگر وہ صرف آٹھ مہینے زندہ رہکر سنہ ۴ ہجری مین راہی ملک بقا ہوئین -

حضرت زینب رضی اللہ عنہا

حضرت زینب بنت جحش عبد مناف کی نواسی اور آنحضرت صلعم کی پھوپھی زاد بہن تھی اُنکی مان کا نام اُمیمہ بنت عبد مناف تھا - اُنکی عمر ۵۰ برس کی ہوئی اور اُنھون نے سنہ ۲۰ ہجری مین وفات پائی -
حضرت زینب کا پہلا نکاح زید بن حارثہ سے سنہ ۴ یا سنہ ۵ ہجری مین ہوا تھا - جب زید نے اُنکو طلاق دیدی تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح مین آئین اُسوقت اُنکی عمر ۳۵ برس کی اور آنحضرت صلعم کی عمر ۵۸ برس کی تھی -

حضرت زینب کے پہلے شوہر زید کے باپ کا نام حارثہ اور دادا کا نام شراحیل اور مان کا نام سعدی بنت ثعلبہ تھا جو بنی معن قبیلہ طے

مین سے تھین - ایام جاہلیت مین زید کی مان سعدیٰ زید کو لیکر کہین جاتی تھین - بنو قیس نے اُنپر حملہ کیا اور زید کو سعدیٰ سے چھین کر پکڑ لیگئے اور مکہ مین جاکر عکاظ کے میلہ مین بیچنے کو لائے اُسوقت زید کی عمر ۸ برس کی تھی - حکیم بن خزام نے چار سو درہم مین خرید کر کے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ کو دیدیا اور حضرت بی بی خدیجۃ الکبریٰ نے زید کو آنحضرت صلعم کی خدمت مین پیش کردیا اتفاقاً زید کے باپ اور چچا مکہ مین آئے اور زید کو دیکھکر پہچان لیا اور یہ بات چاہی کہ زید کا فدیہ دیکر اپنے ساتھہ لیجاوین - مگر زید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے علحدہ ہونا پسند نہین کیا - اُسوقت آنحضرت صلعم نے زید کو اپنا مُنہ بولا بیٹا عرب کے دستور کے موافق بنالیا - اسکے بعد آنحضرت صلعم نے زید کا نکاح ام ایمن سے کرادیا جنکی گود مین خود آپ نے اپنا بچپن بسر کیا تھا اور اُن سے اسامہ پیدا ہوئے - اُم ایمن کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید کا نکاح اپنی پھوپھی زاد بہن زینب سے کرانا چاہا چونکہ زید پر غلامی کا دھبہ لگ چکا تھا گو آزاد ہوگئے تھے اور عبد مناف کی نواسی ایک عالی خاندان کی بیٹی اور پوتی تھین وہ زید کو بہ نظر حقارت دیکھتی تھین - اسلئے نکاح کرنے سے انکار کردیا پھر حضور علیہ السلام نے بہت کچھ اصرار کرکے زینب کے خیال کے خلاف زید کا نکاح زینب کے ساتھہ کرادیا مگر زینب اپنی طبیعت کے تقاضا کے بنا پر زید کو اُسیطرح حقیر و ذلیل غلام سمجھتی رہین اور ان دونون میان بیوی مین موافقت نہین ہوئی اور دونون کی زندگی بدمزہ اور تلخ ہونے لگی زید نے بارہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زینب کی شکایت کی اور آپ نے بارہا زینب کو سمجھایا مگر زینب

کے دل پر سے وہ خیال نہین گیا۔ مجبوراً زید نے زینب کو طلاق دیدیا۔
اسکے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب سے زینب کی دلجوئی کے
لئے نکاح کیا۔

جویریہ بنت حارثہ رضی اللہ عنہا

یہ بنی مصطلق کی لڑائی مین پکڑی آئی تھین۔ اور مال غنیمت مین شمار
ہوکر ثابت بن قیس کے حصہ مین آئین۔ اُنہون نے اُنکو مکاتب کر دیا۔
اسلئے آنحضرت صلعم اُنکو اپنے نکاح مین لائے۔

صفیہ رضی اللہ عنہا

صفیہ رضی اللہ عنہا۔ حضرت ہارون علیہ السلام پیغمبر کی اولاد مین
سے تھین۔ گیارہوین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا۔ قبطیہ ماریہ رضی اللہ
عنہا کو شاہ مصر نے تحفہ کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
خدمت مین بھیجین تھین۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک بیٹے قاسم تھے۔ انہین کے
نام سے آپ کی کنیت ہے اسواسطے آنحضرت صلعم کو ابوالقاسم کہتے
ہین اور اُنھین کا لقب عبداللہ اور طیب و طاہر تھا۔ اور زینب۔ رقیہ۔
ام کلثوم۔ فاطمہ۔ چار بیٹیان تھین اور یہ سب اولاد حضرت خدیجۃ الکبریٰ
رضی اللہ عنہ سے پیدا ہوئی تھی صاحبزادہ قاسم نے سنہ نبوت سے

پہلے انتقال فرمایا۔ اور حضرت فاطمہ خاتون جنت کے علاوہ سب صاحبزادیوں نے بعد نبوت کے انتقال فرمایا اور حضرت فاطمۃ الزہرا نے آنحضرت صلعم کی وفات سے چھہ ماہ بعد انتقال فرمایا۔ اور آنحضرت صلعم کے ایک پسر ابراہیم قبطیہ ماریہ سے پیدا ہوئے تھے مگر وہ صرف ستر دن کے ہو کر مدینہ مین فوت ہو گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدام

حضرت انس۔ حضرت عبداللہ بن مسعود۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہم۔ ان خدام کے علاوہ اور بہت خادم تھے منجملہ اُنکے ایک نجاشی بادشاہ حبشہ کا بھانجہ جنکا نام ذومخمر تھا۔

سرکار نبوی کے ایلچی

حضرت عمرو بن اُمیہ۔ جو نجاشی بادشاہ حبشہ کے پاس آنحضرت صلعم کا خط لیکر گئے تھے۔

حضرت دحیہ کلبی جو شاہ روم کے پاس آنحضرت صلعم کا خط و پیغام لے گئے تھے۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ جو خسرو پرویز بادشاہ فارس کے پاس آنحضرت صلعم کا نامہ مبارک لیگئے تھے۔

حضرت عبداللہ حضرمی جو بادشاہ بحرین کے پاس حضور علیہ السلام کا خط لے گئے تھے۔

کاتبان سرکار نبوی

سرکار نبوی مین لکھنے والے بہت تھے۔ مگر خاص اشخاص یہ ہین حضرت ابوبکرؓ کے علاوہ تینون خلیفہ رضی اللہ عنہم۔ اور حضرت عبداللہ بن ارقم۔ ابی بن کعب۔ ثابت بن قیس۔ زید بن ثابت معاویہ رضی اللہ عنہم اجمعین

صحابہ کرام

اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لاکھون ہین۔ مگر جن پر خاص توجہ وعنایت تھی یہ ہین۔ حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق۔ حضرت عثمان غنی۔ حضرت علی مرتضی۔ حضرت حمزہ۔ حضرت جعفر۔ حضرت ابوذر۔ حضرت مقداد۔ حضرت سلمان۔ حضرت حذیفہ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود۔ حضرت عمار۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہم اجمعین۔

عشرہ مبشرہ

جن لوگون کو زندگی مین یقینی طور پر بہشتی ہونے کی خوشخبری دیگئی یہ ہین حضرت ابوبکر صدیق۔ حضرت عمر فاروق۔ حضرت عثمان غنی۔ حضرت علی مرتضی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص۔ حضرت زبیر بن العوام۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف۔ حضرت طلحہ بن عبداللہ۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح۔ حضرت سعد بن زید رضی اللہ عنہم اجمعین۔

دواب

سرکار نبوی مین دس گھوڑے۔ اور بیس اونٹنیان دودہ دینے والیان

اور بکریان تھین۔

ہتیار

تین تلوارین۔ چار کمانین۔ ایک ترکش۔ ایک سپر۔ دو زرہ۔ ایک خود تہا۔

تمت بالخیر

خاتمۃ الطبع

زمزمہ سنجی حمد الہی و ترانہ ریزی نعت رسالت پناہی کے بعد ہر سر موئے بدن صرف سپاس آرائی ہے اور ہر رگ و پے وقف شکر سرائی کہ کتاب لاجواب و صحیفہ رحمت مآب ذخیرہ اذکار محبوب رب ودود مسمی النبی الموعود ریختہ قلم ندرت رقم سر دفتر عشاق مصدر انوار لولاک لما خلقت الافلاک و سر حلقہ شیفتگان دیدار مظہر آثار و ما ارسلناک جان نثار سید کون و مکان شید اسے زار شہنشاہ کن فکان مجمع جود و احسان جناب منشی امیر الدین خان صاحب وکیل عدالت ریاست بیکانیر۔ بکمال خوبی و اسلوبی اہتمام و صحت تام و خوشخطی مالا کلام در مطبع نور مرقع نور الانوار پریس میرٹھ حسب اشارت جناب حافظ محمد حسین صاحب ضیا خلف الصدق فارس مضمار سخندانی یکہ تاز میدان بیان و معانی جناب حافظ محمد امداد حسین صاحب ظہور و عرفانی قریشی حنفی قادری رئیس میرٹھ بحسن انصرام و خوبی انتظام کارپردازان مطبع بماہ فروری ۱۹۰۰ع جلوہ آرائے انطباع گردیدہ بحلیہ عالم افروزی و زیور جہان فیروزی تجلی ریز شہرت عام گردید

بمنہ و کرمہ

رقم زدہ محمد عبد الرحمن خان عفی عنہ امروہوی وارد حال شہر میرٹھ تلمیذ حافظ عبد الحق صاحب

تقریظ از حضرت جناب مولانا مولوی ابو عبد الرحمن محمد غضنفر علی صاحب علوی لودیانوی مدظلہ العالی وکیل دربار دولت عباسیہ عالیجناب ریاست بہاولپور متعینہ دربار عالی ریاست بیکانیر راجپوتانہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمداً وصلوٰۃً وسلاماً۔ اما بعد فالحمد للہ تعالیٰ کہ آج یہ کتاب (النبی الموعود) کہ مختصر سیرۃ سیدنا المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم ہے کئی جلسات کے بعد علیٰ سبیل الاستیعاب الا ماشذ مطالعۃً اختتام کو پہونچی۔ اسکے مصنف منشی امیر الدین خانصاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے ماشاء اللہ تعالےٰ خوب محنت اٹھا کر بطور حصہ اولے اسکو پورا کیا ہے گو مصنف عربی دان یا انگریزی خوان نہین ہے مگر اُسنے ایسی کتب سے کہ عرصہ سے بعض علماء نے عربی وغیرہ سے تلخیص کے طور پر شایع کی ہین۔ عمدہ التقاط واستنباط کیا ہے گو بعض مقامات کتاب ہذا کا مین نے اصول سے مقابلہ نہین کیا ہے مگر اکثر جتنا مجھکو یاد ہے بظن اکثر واغلب صحیح پاتا ہون اس سے علماء وقت کو خیال ہونا چاہیے کہ جو کام مصنف نے کیا ہے وہ اُنکو کرنا چاہیئے تھا۔ اللہ تعالیٰ آیندہ توفیق رفیق فرماوے۔ اور عامہ کو ان حالات مبارکات پر انصاف اوران صفات حسنات سے اتصاف بخشکر فائدہ تامہ پہنچاوے آمین والحمد للہ رب العالمین۔

وانا المسکین ابو عبد الرحمن غضنفر علی عفی عنہ بن المہدی محی الدین علوی لودیانہ تلمیذ المشایخ الائمۃ الاعلام المسند المسند محمد نذیر حسین الدہلوی رحمۃ اللہ

تعالیٰ والشیخ محمد تلمیذ المولوی مملوک علی رحمہما اللہ تعالیٰ والعلامۃ الشیخ فیض الحسن السہارنفوری رحمہ اللہ تعالیٰ والعلامۃ الشیخ القدوۃ ابی سعید محمد حسین اللاہوری سلمہ اللہ تعالیٰ وغیرہم من العلماء الکرام رحمہم اللہ تعالیٰ۔ وکیل الدولۃ العباسیہ فی ریاستہ بیکانیر من ریاسات راجپوتانہ یوم الخمیس۔ ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۱ھ (۶ اگست ۱۹۰۳ء)

قطعہ تاریخ از نتائج فکر عالیجناب فیضماب نیر برج بلاغت مہر سپہر فصاحت مجمع کمالات صوری و معنوی جناب مولوی سیّد محمد علی صاحب المتخلص بہ صفا حسنی حسینی قادری گوالیاری مدظلہ العالی خلف الرشید جناب شیخ المشائخ حضرت سید امیر علی صاحب قادری قدس سرہ العزیز جنرل سپرنٹنڈنٹ پولیس ریاست عالیہ بیکانیر

میرے مخدوم و مکرم نے واہ
مرحبا صلِ علی اُس نے کہا
ہے یہ تاریخ نبی موعود
اسمین مرقوم ہین ایسے حالات
باہمہ زینت و تصحیح کمال
مجھسے یون ہاتفِ غیبی نے کہا
اس عجب نسخۂ اقدس کی صفا

کیا ہی لکھی ہے یہ مسند تاریخ
جس نے دیکھی یہ ممجد تاریخ
کیون نہ ہو اشرف و امجد تاریخ
مفتخر جس سے ہے مجدد تاریخ
چھپ چکی جب یہ مجدد تاریخ
دیکھی جسوقت یہ مسند تاریخ
ہے تواریخ ممجد تاریخ
۱۳ ۲ ۲۲

قطعہ تقریظ و تاریخ اردو از نتائج فکر عالیجناب تقدس مآب ناثر و ناظم انشاپرداز منشی خوش بیان - وقائع نگار و نازک خیال شاعر نکتہ دان صوفی منش مخلق باخلاق کریم - شیخ محمد ابراہیم صاحب المتخلص بہ آزاد - نقشبندی مجددی نوری - علی پوری خلف الرشید جناب منشی نبی بخش صاحب حسین پوری - وکیل عدالتہائے ریاست راج سری بیکانیر

میرے مشفق امیرالدین خان نے — لکھی نادر کتاب نبی موعود

نبی موعود پر قربان جان ہے — خدائے لم یزل کا جو ہے موعود

ستایش اُسکی زیبا اور بجا ہے — ہوا نابود اُسکی وجہ سے بود

تسلی ہاجرہ کے دلکی جو ہیں — بنا رکعبۂ عالی کے مقصود

مٹا کر جس نے شرک و کفر و تثلیث — دکھایا ایک ہی مسجود و معبود

وما ادراک ما اسمہٗ مطاہر — محمد احمد و حامد و محمود

امیرالدین مبارک تیری کوشش — امیرالدین مبارک تیرا مقصود

امیرالدین مبارک صد مبارک — خجستہ کام یہ بہبود و مسعود

امیرالدین زبان لاؤں کہاں سے — بیان ہو جس سے وصفِ نبی موعود

ٹھکانے لگ گئی محنت مبارک — ہوئی شائع تیری النبی موعود

امیرالدین منادی کردے ہر سو
امیرالدین سنگھانہ اور تو ہو
سمجھ لیں غیر مسلم اسکو رہبر
تیرے سب کام اچھے ہوں دعا ہے
امیرالدین سے بیشک خوش نبی ہیں
امیرالدین خدا دے تجھکو ہمت
تمنا ہے سناؤ آپ اسکو
دعائیں جھولیاں بھر بھر کے لیلو

کہ عالم سے ہوا اب جہل مفقود
یہ بیشک ہے خدا کا لطف اور جود
مسلمان اسکو سمجھیں دل کا مقصود
تجھے خوش رکھے ہر دم میرا معبود
امیرالدین سے راضی ہے وہ معبود
لکھے تو اور بھی تاریخ مسعود
جناب شیخ جب یاں ہووین موجود
کہ انکی سنتا ہے بے شبہہ معبود

سرکن سے لکھو تاریخ آزاد
بفضل حق لکھی البنی موعود

قطعات تقریظ و تاریخ فارسی و اردو از نتائج فکر عالیجناب بلبل بوستان شیرین بیانی حکیم و نباض لاثانی جناب حکیم مرزا انعام اللہ بیگ صاحب انعام دہلوی قادری خلف الصدق بلبل باغ ہمہ دانی جناب منشی مرزا عظمت اللہ بیگ صاحب عظمت بار بگی رئیس شہر دہلی حال وارد بیکانیر

منشی امیرالدین خان لذات دین خشیدہ
انعام را چو فرمود تاریخ او نبشتن
ہشتاد و سہ عدد را کن تخرجہ و بنویس

تالیف کرد یکجا حالات برگزیدہ
از غیب این ندائے در گوش ما رسیدہ
شاید چنین کتابے چشم فلک ندیدہ

تاریخ اردو

امیر الدین خان صاحب پلیڈر
کیا ہے قابلِ تحسین یہ کام
یہ نسخہ ہے عجب تاریخ عالم
اگر کہیے اسے اکسیر اعظم
ہے آنکھون کے لئے کحل الجواہر
معطر اس سے ہو کیونکر نہ عالم
اسی باعث سے اک اک حرف اسکا
نظر ہووے تو اک اک لفظ اسکا
ہے اس مین جلوہ گر نورِ محمد
مضامین اسکے ہین گو مثل دریا
خلاصہ یہ کہ نقطہ نقطہ اسکا
یہ خوبی اور ہے لکھا ہے جو کچھ
وہ مطبع کیون نہ ہووے نور الانوار
نہ کیون ہون وان کے پتھر طور سینا

کہ جس لائق نے یہ نسخہ لکھا ہے
بصد تعظیم اُسکا شکریہ ہے
کہ امر کُن سے اُسکی ابتدا ہے
تو بہتر ہے مناسب ہے بجا ہے
مرضہائے ضلالت کی دوا ہے
کہ اسمین ذکر خلق مصطفیٰ ہے
ہلال عید ہے بدر الدجیٰ ہے
بجائے خود ہر اک شمس الضحیٰ ہے
جہان مین چار سو جسکی ضیا ہے
مگر دریا کو کوزہ مین بھرا ہے
بصیرت ہو تو دُرِّ بے بہا ہے
حوالے سے کتابون کے لکھا ہے
کہ جس مطبع مین یہ نسخہ چھپا ہے
کہ اُن پر اسکا پرتو پڑ گیا ہے

لکھو تاریخ طبع اسکی انعام
خزینہ دین کا یہ تم کو ملا ہے

قطعہ تاریخ از نتائج فکر شاعر بے بدل جناب منشی محمد عبد اللہ صاحب
عرف امیر دولہا قادری المتخلص بہ صوفی خلف جناب شیخ علی بخش صاحب

مرحوم مغفور بلند شہری سابق مختار عدالتہائے ریاست بیکانیر

حال کاپی نویس سری دربار پرنٹنگ پریس راج موصوف

یہ باغ نثر کیا اچھا لگایا
کہ رضوان کو بھی سو سو طرح بھایا
فصاحت اور بلاغت سے کھلا ہے
نبی کے ذکر سے کیسا سجایا
فدا اس باغ پر بلبل ہے دل سے
خوشی سے گل نہ جامے مین سمایا
دل احباب کو ہے اس سے فرحت
عدو کے دل مین اک کانٹا لگایا
امیر الدین خانصاحب نے دیکھو
یہ باغ بیخزان کیسا لگایا
مین تھا اس فکر مین تاریخ لکھون
کہ بلبل نے چمن مین یہ سنایا

سر ابجد سے لکھہ تاریخ صوفی
مؤلف تجھپہ ہو رحمت کا سایا

قطعہ تاریخ از نتائج فکر جناب اہل زبان فصیح البیان مرزا خداداد بیگ صاحب المتخلص بہ برق دہلوی خلف الصدق حضرت مرزا انعام اللہ بیگ صاحب انعام سلمہ اللہ العزیز وکیل عدالتہائے ریاست بیکانیر

امیر الدین خان صاحب پلیڈر
کہ جو اک دوست ہے میرا پرانا
وطن مالوف بھی اُس کا بتادون
جو ہے مشہور اک قصبہ سنگھانا
بنی موعود کا وہ ہے مصنف
مشرف کیون نہ ہو اُسکا گھرانا
یہ نسخہ کیا لکھا ہے حق تو یہ ہے
کہ دنیا پر لٹایا ہے خزانا

دعا لیگا مصنف تا قیامت
کہ ہوگا فیضیاب اِس سے زمانا

مصنف نے جو محنت اسمین کی ہے
نہین کچھ حد ہے اور اُس کا ٹھکانا

اگر انصاف سے دیکھو تو اُسنے
یہ حاصل کی ہے ڈگری فاضلانا

مولف کا جو دیکھو اس سے مقصد
فقط دین محمد کو بڑھانا

اگر آگے بڑھو تو یہ سمجھ لو
کہ مجھسے کم ہون کورہ پہ لانا

بنی سو عود کی تقریظ و تاریخ
اور اُنکو نظم مین لکھکر دکھانا

ذرا مشکل نہین ہے بلکہ گویا
ہے مہر چرخ کو مشعل دکھانا

لہذا ختم کراے برق اسکو
نہین مقصود کچھ شیخی جتانا

تو لکھہ تاریخ طبع گل کو مرغوب ١٣٢٢
کہ اُس سے خوش ہوا اپنا یگانا

قطعہ تاریخ اردو از نتائج فکر جناب فیضماب شاعر فصیح و بلیغ سخن سنج منشی نصیر الدین صاحب المتخلص بہ متین خلف الرشید جناب جلال الدین صاحب مرحوم قریشی و چشتی بیکانیری - اہلمد سررشتہ مال ریاست سری بیکانیر

مولف نے لکھے حالات اسمین حضرت آدم سے
کیا آگاہ اِک عالم کو اُس دین مکرم سے

کہ جسکے واسطے سب انبیا مبعوث ہوتے تھے
مٹا یون تا کہ ظلمت کفر کی دلہائے عالم سے

ولادت باسعادت خاتم پیغمبران کا ذکر
لکھا توریت اور انجیل عیسے ابن مریم سے

اور اُسکے جزو کل حالات اور اسلام کی دعوت
لکھے ہین وہ کہ جو ثابت ہوئے تاریخ عالم سے

متین تو سال طبع لکھہ پر اٹھائیس کم کردے
خبر دی ہاتف غیبی نے یہ تاریخ عالم سے ١٣٢٢

قطعہ تاریخ فارسی از نتایج فکر عالی بکرم بندہ شاعر شیرین سخن جادو بیان بابو رام پرشاد صاحب المتخلص تشنہ متوطن قصبہ تھانہ بھون وکیل عدالتہائے ریاست سری بیکانیر

طبع شد تحفہ البنی موعود	ظلمت طبع گمرہان را بدر
ہاتفم گفت از پئے تاریخ	گو بدل نسخۂ گرامی قدر
	۱۳۰۴ھ

قطعہ تاریخ از نتایج طبع موزون و فکر رسا عزیز من منشی محمد شتاب خان المتخلص شتاب کاتب الحروف کتاب ہذا خلف الرشید محمد نظام خان مرحوم مغفور متوطن قصبہ سنگھانہ حال موجودہ بیکانیر

امیر الدین خانصاحب نے دیکھو	عجب نایاب یہ نسخہ لکھا ہے
نرالی بات یہ دیکھی ہے اسمین	کہ گھر بیٹھے ہمارا رہنما ہے
یہ وہ دریا ہے ہر مضمون جسکا	گوہر ہائے معانی سے بھرا ہے
یہ وہ نسخہ ہے اک اک حرف جسکا	رہِ دین متین کا رہنما ہے
مرا منہ کیا ہے جو مین لکھون تاریخ	مگر یہ غیب سے آئی ندا ہے
شتاب اب لکھہ بسر ہجرت سے تاریخ	یہ نسخہ کیا ہمارا رہنما ہے
	۱۳۰۴ھ

تقریظ۔ برادر عزیز فہیم و ذکی فخر خاندان منشی محمد عبد الغفور خان وکیل عدالتہائے ریاست بیکانیر سلمہ اللہ تعالیٰ

تقریظ

مین مؤلف کا برادر خورد ہون میرا اِس کتاب کی نسبت کچھ تقریظی پیرایہ مین لکھنا قابل تعریف نہین ہو سکتا - تاہم کتاب ہذا کی عمدگی مجھکو مجبور کر رہی ہے کہ مین بھی اپنے خیالات ظاہر کرون - گو میرے خیالات مین بوجہ فطری تعلق کے مبالغہ کا گمان ہو سکتا ہے - لیکن خود یہ کتاب ناظرین پر واضح کر دے گی کہ میرا خیال بھی بھائی صاحب (مولف) کے خیالات کی طرح بیجا اور بعید از قیاس مبالغہ سے پاک ہے - کتاب - النبی الموعود کے دونون حصے غیر مطبوعہ میرے مطالعہ مین آچکے ہین - جنمین سے پہلا چھپکر شایع ہوتا ہے - اور دوسرا شایع ہونا ہنوز باقی ہے -

اِس کتاب مین خصوصیات قابل ذکر میرے خیال مین آئین وہ یہ ہین پیدایش عالم کا سلسلہ جس معقولی و منقولی ترتیب سے محققانہ طریقہ پر درج کیا ہے کسی اور اردو کی کتاب مین ایسا اب تک میری نظر سے نہین گذرا - حضرت آدم اور شیطان کا قصہ اور اُسکے متعلق واقعات کو ایسے طریقہ سے لکھا ہے کہ جس سے مخالفین اسلام کے اکثر وہ اعتراضات دفعہ ہو گئے جو بعض تفاسیر کی بنار پر آیات قرآنی کے متعلق کئے گئے ہین بناءِ کعبہ - حجر اسود - حریت بی بی ہاجرہ اور بنی اسمٰعیل کے متعلق اُن واقعات تاریخی کو روشنی مین لا کر واقفیت عامہ کے لئے مختصر طور پر نہایت خوبی سے بیان کئے گئے ہین جو عام لوگون کے دلون سے عدم واقفیت کی تاریکی کو زائل کر دینے کا ذریعہ ہین - اور ہر ایک واقعہ کو بحوالہ توریت و دیگر صحف انبیا علیہم السلام و کتب مستند و معتبرہ علمار محققین کے لکھا ہے - اُن واقعات مین اگر بفرض محال کچھہ غلطی ثابت ہو تو مولف ممدوح ذمہ وار نہین -

حیات النبی کے ہر واقعہ زندگی کا بیان اور اخلاقی واقعات کو درج کر کے
ضمناً مولود ناموں کے طرز پر آنحضرت صلعم کے واقعات پیدائش کو لکھا ہے
جس سے اس کتاب مین یہ قابل تعریف اور خصوصیت پیدا ہو گئی کہ محفل
میلاد مقدس مین یہ مختصر بیان مولود شریف پڑہنے کے بعد مولود خوان
اپنے مخاطب سامعین کے شوق اور دلچسپی کے جوش کا اندازہ کر کے ہر واقعہ
کو اُنکی واقفیت کے لئے اُنکے ذہن نشین کرتا رہے ۔ کبھی اخلاقی واقعات
کے بیان کے اثر سے اُنکی اخلاقی و تمدنی حالت کو متاثر کرے ۔ کبھی شرک و
الحاد اور بیدینی کے رفع کرنے کے لئے اُس قرآنی وعظ کو پڑہ سناوے جو
حصہ اول مین مذکور و مندرج ہے ۔ اور اگر معقول پسند سامعین کا مجمع ہو تو
وہ توحیدی تقریر یا جہاد کی اصلیت و علت غائی اور ضرورت اور تعلیم اسلامی
کی اُس خوبی کو پڑہ سناوے جو حصہ دویم مین مندرج ہے ۔ غرضیکہ کتاب ہذا کے
ہر دو حصے جسطرح مولف کی نازک خیالی اور دماغی قابلیت پر دال ہے ۔
اُسی طرح زمانہ حال کی جدید ضرورتون مین کار آمد بھی ہین ۔ جیسا کہ مصنف موصوف
نے اس حصہ کے دیباچہ مین فخریہ اپنا خیال ظاہر کیا ہے ۔ المرقوم یکم جنوری ۱۹۰۶ء

قطعہ تاریخ والا فکر گرامی منش جناب منشی مہدی حسن صاحب مختار عدالت ریاست بیکانیر و رئیس میرٹھ

نامہ ذکر رسول عربی
شرکونین کے تاریخی حال
قابل داد ہوئے درج کتاب
شر و یکتائے گلستان کمال
باب معنی ہے سر ہر مصرعہ

بارک اللہ حسن خوب چھپا
خوبی طرز سے باطرفہ ادا
رنگ تحقیق کی خوش رنگ فضا
طرز تحریر مین ہے سرتاپا
آیت سال ہے یہ طرز زیبا
۱۳۲۴

تقریظ ریختہ خامہ مست صہبائے سخن سنجی و نکتہ دانی مدہوش مدام کیف بیان و معانی ناشر نثرہ نثار شاعر شعری شعار جناب حافظ محمد امداد حسین صاحب المتخلص ظہور و عرفانی قریشی حنفی قادری رئیس ٹہیر مرید خاص و فیض یافتہ با اختصاص سیمرغ قاف یقین دانائے رموز اولین و آخرین جناب مولوی حاجی سید غوث علیشاہ صاحب بغدادی پانی پتی نور اللہ اسرارہ

للہ الحمد والمنت۔ آج ایک شاہد دولت بے زوال اور نگار نعمت لایزال کے دیدار نور بار سے ہماری چشم تمنا روشن اور مشام آرزو رشک گلشن اور معطر ہے اور ایک جوہر فرد اور گوہر بیش بہا کے تجلی انوار سے دل مسرت سنج باغ باغ اور آرزوئے طرب جوش چمن چمن نشاط و انبساط گستر ہے۔ آج قافلہ قافلہ خورمی اور شادکامی بیحد و بے اندازہ کا اپنے کاشانہ عجز و انکسار مین قیام ہے اور شہر شہر فرخی و فرخ طالعی کا اپنے بزم فرحت نثار بشاشت آشکار مین مقام ہے۔ یعنی افادت و افاضت پناہ حقایق و معارف دستگاہ۔ نکتہ سنج حقایق حق جوئی و حق آگاہی۔ اشارت فہم عالم تحقیق دستگاہی۔ درۃ التاج سخن طرازی۔ کوکب سپہر سرفرازی۔ بانی اساس فراست معمار کاشانہ درایت صراف خزینہ دانشوری نقاد نقود فصاحت گستری عنوان صحیفہ ایمان منشی امیر الدین خان صاحب وکیل ریاست بیکانیر رئیس سنگھانہ کا رسالہ سراسر بہبود مخزن مفاد و سود مقبول مقبولان رب ودود۔ مسمی البنی الموعود۔ شرف افزائے مطالعہ اور جلوہ آرائے جمال ہے اور تجلی ریز انوار اور اشاعت پیرائے اجلال۔ سبحان اللہ سبحان اللہ سوانح عمری سرور کائنات ہے یا نوید آمانی و آمال بارک اللہ تذکرہ مفخر موجودات ہے یا مژدہ

فضل وکمال - میلاد شہنشاہِ کونین ہے یا طغرائی فرمانِ اجلال - تاریخ شفیع دارین ہے
یا دیباچہ صحیفۂ جلال وجمال نسخہ بے مثل ومثال ہے یا جریدہ سعادت واقبال - کتاب لاجواب
ہے یا خورشید نور بہمال - تالیف شریف ہے یا روشنی صبح صادق افق سعادت سے
طالع تصنیف لطیف ہے یا تجلی سحر رحمت مشرق شرافت سے لامع - نقش طرازی
عجیب المثال ہے - یا نگارِ عبارت بے نظیر بے قیل وقال - کتاب ہے یا شاہد بدیع الجمال
یا نگار عدیم المثال - یا دفتر عقدہ کشائی ایزد متعال - یا صحیفہ اکرام لم یزل ولایزال
یا دیوانگان جمال - اور لب تشنگان جلال کے لئے زلال وصال - یا چشمۂ حیوان رحمت
الٰہی ہے مشک وعنبر سے زیادہ معطر جسکی بو - یا بحر فیوضات نامتناہی ہے نیّر اعظم سے
جلوہ افروز تر جسکی ضو - شیخ دقیقہ سنج معاملہ امید وبیم ہے - یا مرشد رموز دانِ مقاصد علیم
جوہری جوہر شناسِ معدنِ قدیم ہے یا صدر نشین مسندِ ممالک مستقیم - اُستادِ علم اموز دبستان شریعت
ہے یا نیر تعلیم نقش طراز لوح طریقت شمع شبستان حلم وحیا ہے - یا گل بہارستان صدق وصفا
جیحون صفا ہی یا عمان وفا - زینت شہرستان حقیقت پناہی ہی - یا قطب آسمان آگاہی
کحل الجواہر دیدہ اولوالابصار ہی - یا نمودار یولج اللیل والنہار شگوفہ زار روضۂ رضوان ہے
یا داستانِ عندلیب خوش الحان جنان - آئینہ سکندر ہے یا مہر منور - مجمر نفحہ گستر ہے
یا شمامہ معطر یا قرص معنبر روح پرور مجلی آئینہ حیات ابدی ہے یا مصقل سنجنجل صفات
سرمدی - مصدر انوار وماینطق عن الہویٰ ہی - یا مظہر آثار اوحیٰ الی عبدہ مااوحیٰ -
مخزن نقود شہنشاہ لولاک ہے یا معدن جواہر کشور کشائی وماارسلناک مظہر لطف
صاحبان یقین ہی یا مصدر فیض اہل دین - مسرت افزائے خاطر مضمحل ہے - یا فرح بخش دل
زندہ دل - مدح گستری شاہ لولاک ہی یا کوکب آسمان ذات پاک - باغ صبح قبلۂ دین -
یا عالم آرای خورشید رب العالمین - صبح بخشش ایزدی یا ہشت بہشت سید المرسلین -
زینت خانقاہ اہل دل یا ریاض ہمایون جلوس محمدی - ذخیرۂ خورمی دل کامیاب ہے یا

خرمن خیر عالم اسباب ۱۳۲۴ - واللہ باللہ نہ ایسی سوانح نگاری کہین دیکھنے مین آئی نہ ایسی مدحت طرازی کبھی سننے مین - ع

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم ‏ ‏ ‏ کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

الہی اس بے مثل و مثال کتاب کا مولف تیری زلال وصال سے ہمیشہ شیرین کام ہو اور ساغر خورمی و شادکامی سے سرشار کیف مدام رہے اور کاتب اور مصحح اور مہتمم و مالک مطبع نعمت دارین و لطایف کونین سے بامراد و شاد باالنبی وآلہ الامجاد بالنون والصاد

قطعہ تاریخ

طبع گردیدہ کتاب لاجواب ‏ ‏ ‏ حرف حرفش دُرّ و گوہر ریختہ

خوش درخشید اخترے از آسمان ‏ ‏ ‏ اشعۂ مہر منور ریختہ

شد مشام آرزوہا عطر بیز ‏ ‏ ‏ نافہائے مشک اذفر ریختہ

از گلستان ارم آمد نسیم ‏ ‏ ‏ در جہان بوئے معطر ریختہ

بہر سال طبع شد گلچین ظہور ‏ ‏ ‏ غنچہ ہائے تازہ و تر ریختہ

بادۂ بنعش برائے اہل ذوق ‏ ‏ ‏ ساقی رحمت بساغر ریختہ

ساغر دلخواہ اہل آرزو ‏ ‏ ‏ جام مہر آسا منور ریختہ

۱۳۲۴ ۱۹

قطعات تاریخ ریختہ خامہ جناب حافظ محمد حسین صاحب ضیا خلف اصغر جناب فیضمآب مورخ لاثانی قلزم ذخار سخن سنجی و نکتہ دانی حضرت حافظ محمد امداد حسین صاحب ظہور و عرفانی مدظلہ العالی رئیس شہر میرٹھ

للہ الحمد کہ از بہر امیر الدین خان ست ‏ ‏ ‏ دولت رحمت کونین و ثواب دارین

طبع گردید چو این نامہ نغز و نادر
سرمۂ دیدۂ اہل دل و نور عینین

از پئے سال بفرمود ضیا را ہاتف
فی البدیہ آمدہ - گو ذکر رسول الثقلین
۱۹۶۳ بکرمی

ایضاً

کیون ہو نہ دل محو طرب کیون ہو نجان نغمہ سرا
شکر خدا مین کیون ہون رطب اللسان فرط ہم

نادر رسالہ چھپ چکا جسپر ہے ایک عالم فدا
جسکی ادا فرحت فزا جسکا بیان کیف اتم

تھی فکر سال طبع مین طبع رسا نے ضیا
آئی لب جان سے صدا - ذکر رسول محترم
۱۹ ع

ایضاً

ضیا طبع شد نسخۂ خوش طراز
بہ تحقیق حال شہ پاکباز

کہ مبعوث گشتہ بارشاد خلق
کہ بودست باعث بایجاد خلق
۱۳۲۴ھ

ایضاً

بفضل خدائے زمین و زمان
ہوا طبع میلاد تازہ رقم

لکھی ہم نے تاریخ نادر ضیا
شفیع الوریٰ ہے شفیع الامم
۱۳۲۴ھ

صحت نامہ رسالہ النبی الموعود حصہ اول

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱۰	وضدی ہے	وضد ہے	۱۳۱	۷	ابوطالب کے	ابوطالب کے
۴	۹	صفات	صفت	۱۱۶	۷	رائے	الرائے
۶	۲۰	ورمیدان	اورمیدان	"	"	خیال ر	خیال رکہتے
۱۰	۷	اورہو	اورہون	۱۳۵	۲	محیط	محیط پر
۱۱	۱۵	الطاقیہ	الطاقت	۱۳۷	۱۱	بتالنے	بتانے
۱۹	۷	اورکیا	اورکہا	۱۴۰	۱۳	احکام کے	احکام الہی کے
"	"	جیسے	جسے	۱۴۷	۹	مشرکین	مشرکین و
"	۱۵	شیور	شیوا	۱۶۳	۱۳	ہستی	حستی
۲۰	۷	بتایا	بنایا	۱۶۴	۲	کرسکتے	کرسکے
"	۱۰	لکہاکہ	لکہاہے کہ	۱۶۹	۱۰	جیسے ہی	پہلے ہی۔
۲۲	۶	پریشان	پریشان خاطر	۱۷۳	۱۶	کم تہین	کم نہ تہین
۲۷	۳	پرتشش	پرستش	۱۷۴	۴	قہیرہ	فہیرہ
"	۶	مجوبائیل مجوبایل	مجوبائیل مجوبایل	۱۷۶	۱	ہم تک محدود	ہم تک ہی محدود
۳۲	۱۷	لعب سے	لقب سے ملقب	"	۵	پیرون	پیرون مین
۴۱	۱۴	دومتہ الجندل	دومتہ الجندل	۱۸۳	۴	تقبیر	بغیر
۴۲	۵	تیایوث	نیایوث	۱۸۷	۱۵	توبہ کرین	توبہ کرین
۷۱	۱۵	پہ جمال سے	جمال سے	۱۹۱	۵	خالق اللہ	خلق اللہ
۷۴	۱۹	بات رہے	بات یادرہے	"	۶	کیسامناسبت	کیسامناسبت
۷۶	۱۳	اسکا	اسکان	۱۹۶	۱۱	پرستش	پرستش
۷۷	۱۲	یہ کہتے	یہ کہنے	۱۹۷	۳	معترز	محترز
"	۱۳	توکون	توکون ہے	"	۵	اِنَّ السَّمِیعِ	اِنَّ السَّمعَ
۷۸	۱۴	بہترون	بہتیرون	۱۹۷	۱۹	مشرکین کفار	مشرکین وکفار
۷۹	۷	سرحدونین	سرحدونین ہے	۲۰۶	۳	پطرس	پطرس
۸۲	۸	پیریکلیطاس	پیریکلیطاس	۲۲۵	۳	جائین کے	جائین گے۔
"	۱۱	ارتشاگی	ارتشائی	"	۱۸	شہداے	شہیدا
۹۰	۱۲	قاجم	فاجم	۲۲۶	۴	سودۃ	سودہ
"	"	نابیت	نابت	۲۲۷	۱۰	نقص	نقض
۱۰۳	۲	آخرکارکار	آخرکار	۲۳۱	۸	تفسیر	نصفیر
۱۰۶	۳	جہکڑا	جہگڑا	۲۳۷	۱۶	بیٹھاہے	بیٹھتاہے
"	۱۷	اسکا	انکا	۲۴۱	۱۱	مسلمانون کو	مسلمانون پر
۱۰۷	۷	بنناد	بنیاد	۲۴۴	۳	بہی	بہی
۱۰۸	۱۷	جیسے	جسے	۲۹۳	۱۰	عائد	عائد

جہان شمل زلیخا مشتری مطلع مضامین کا
خریدار ہے یوسف کے
۷۸۶
اشتہار کا اشتہار
ظہور ولایت
ظہور کرامت
شان ظہور
طرفہ و نادر نعتیہ دیوان مسمی بظہور رسالت المعروف بہ
شان ظہور ۲۵ جزو کی ضخامت پر طبع ہوکر جلوہ افروز اشاعت
ہے زبان کی شستگی اور فصاحت ذوق و شوق کے مضامین
کی خوبی و بلاغت اور شاعری لطائف کے اعتبار سے خوش اسلوبی
مین اپنی آپ نظیر ہے غزلیات کے سوا نامی گرامی فارسی اردو شعرا
کے عمدہ عمدہ کلام پر تضامین قابل دید ہین ۔ حافظ محمد حسین صاحب ضیا
خلف الصدق جناب حافظ امداد حسین صاحب ظہور عرفانی حنفی قادری رئیس
میرٹھ کی تازہ تصانیف ہے ۔ ۱۳۰۹ء مین اول یہ نعتیہ
دیوان بارہ جزو کی ضخامت پر طبع ہوا تھا ملک کی
قدر افزائی اور دلپسندی مین چونکہ اسکو خاص حصہ
ملا چار مہینے مین ہاتھون ہاتھ فروخت ہوگیا
اب بفضلہ ۲۵ جزو کی ضخامت پر
چھپ کر تیار ہے قیمت عہ
ظہور وحدت
ظہور رحمت
اطلاع
اطلاع
نور الانوار پریس میرٹھ مین ہر قسم کا کام رنگین و سیاہ نہایت عمدگی کے ساتھ انجام ہوتا ہے نمونہ کے لیے یہی کتاب شاہد قول ہے ۔